راہِ تقدیر

از قلم : علینہ خان

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or

steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

"ضروری نہیں ہے کہ جو ہم چاہیں وہ ممکن بھی ہو کیونکہ زندگی کے کچھ باب پہلے سے ہی لکھ دیے جاتے ہیں۔"

NOVEL HUT

تقدیر کی راہوں میں چلتے ہیں ہم

ہر قدم پہ نیا منظر، نیا امتحان

کبھی دھوپ کی گرمی، کبھی چھاؤں کی سردی

زندگی کی یہ راہ، ہمیں ہر روز نئی کہانی سناتی ہے

NOVEL HUT

راستوں پر کانٹے بھی ہیں، پھول بھی

منزلیں بھی ہیں، اور فاصلے بھی

ہر خواب کی تعبیر کے لیے

ہمسفر ہے یہ راہِ تقدیر بھی

چل پڑے ہیں جو اس راہ پر ہم

تو یقیناً کوئی منظر نیا ہوگا

راہِ تقدیر میں جو بھی ملے

وہ میرا نصیب، میرا مقدر ہوگا۔

NOVEL HUT

******

"مم۔۔ میرے قریب مت آنا۔" پیچھے کی طرف قدم اُٹھاتی وہ لرزتی آواز میں بولی۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر اور ہاتھ پاؤں خوف سے پھولنے لگے۔

"تمہیں لگتا ہے اس طرح شور مچانے سے کوئی تمھاری مدد کو آئے گا تو یہ تمھاری بھول ہے۔" وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے استہزاء لہجے میں بولا لیکن تبھی کسی نے پیچھے سے اسے گردن سے دبوچ کر فرش پہ دھکا دیا تھا۔

پھر اچانک گولیاں چلنے کی آوازیں ۔۔۔ فرش پر پھیلتا سرخ گاڑا خون۔۔۔اور کسی کے چیخنے کی آوازیں۔۔۔۔

وہ ایک دم چیخ مار کر اُٹھ بیٹھی۔۔

"یا اللہ۔۔یہ خواب کب میرا پیچھا چھوڑے گا۔" اپنے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتے اس نے نائٹ بلب کی روشنی میں گھڑی کو دیکھا جو رات کے ساڑھے تین بجا رہی تھی۔

دوبارہ لیٹنے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہونے والا تھا، جب بھی اسے یہ خواب آتا تھا اس کے بعد سونا اس کے لیے ہمیشہ مشکل رہا تھا۔

کچھ دیر کے بعد وہ وضو کیے تہجد ادا کر رہی تھی۔ تہجد کی نماز اس کے دل و دماغ کو پرسکون رکھنے کی دوا کا کام کرتی تھی۔

******

آسمان کی نیلاہٹ سرخ اور جامنی رنگ میں گھلنے لگی تو آسمان پر اُڑتے پرندوں نے بھی اپنے گھروں کا رخ کیا۔ کچھ ہی دیر میں مسجدوں سے مغرب کی اذانوں کی آواز پر نمازی مسجدوں کا رخ کرنے لگے۔

NOVELHUT

" ایشل بیٹا نماز کا وقت ہے اور تم یہ کام لے کر بیٹھی ہو۔ اٹھو پہلے نماز پڑھو یہ کام تو بعد میں بھی ہوجائے گا۔" اس کی امّی کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے کاغذ پھیلائے بیٹھے دیکھ کر بولیں۔

" جی امّی بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے پھر پڑھ لیتی ہوں نماز۔" وہ بال جوڑے میں باندھے , لیپ ٹاپ کے کی پیڈ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتی تھی مگر آج اسائنمنٹ بناتے اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔

NOVEL HUT

"بیٹا نماز ان سب کاموں سے زیادہ ضروری ہے۔ چلو شاباش اٹھو اور نماز ادا کرو یہ کام بعد میں کرنا۔" انھوں نے اس کے ہاتھوں سے کاغذوں کا پلندا پکڑ کر سائیڈ پر رکھا۔

"دنیا کے کاموں کے لیے نماز کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔" امّی کی بات پر وہ ہلکا سا مسکرا کر وضو کرنے چلی گئی۔

******

"کہاں رہ گئے تھے برخودار۔۔۔ نماز کا وقت ختم ہوئے بھی آدھا گھنٹہ بیت گیا ہے؟"اس نے ڈائینگ ہال میں داخل ہوتے سلام کیا تو انصاری صاحب نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ان کے گھر کا اصول تھا کہ رات کا کھانا عشاء کی نماز کے بعد کھا لیا جاتا تھا۔

" جی پاپا.. بس ایک دوست مل گیا تھا راستے میں، اس کے ساتھ باتوں میں وقت کا اندازاہ نہیں ہوا۔" اس نے ان کے ساتھ پڑی کرسی کھینچ کر بیٹھتے کہا اور پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔

"ارے واہ، اجلال انصاری جیسے بندے کا بھی کوئی دوست ہو سکتا ہے، کافی حیران کن بات ہے، کیوں امل۔" طلال نے حیرت سے اجلال کو دیکھا لیکن اس کے چہرے پر غصہ دیکھتے واپس کھانا کھانے لگا۔

"کیوں میرا کوئی دوست کیوں نہیں ہو سکتا؟" وہ طلال کو گھورتے ہوئے بولا۔

"وہ کیا ہے نہ بھائی۔۔ آپ ہر وقت سڑے ہوئے اور غصے میں رہتے ہیں اور مجال ہے جو کبھی آپ نے کسی سے ہنسی مذاق کیا ہو، بس اسی لیے کہہ رہا تھا۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اب لازمی تو نہیں ہے کہ ہر کوئی تمھاری طرح سب کے ساتھ مذاق کرتا رہے اور انہیں تنگ کرتا رہے۔" وہ سنجیدگی سے بولتا کھانا کھانے لگا

"آہ۔۔ میرے جیسے بندے کی تو بات ہی اور ہے، اور ویسے بھی میں ابھی آپ کی بات کر رہا۔۔۔۔" اس سے پہلے کے طلال کچھ اور بولتا مقدس بیگم نے اس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا۔

"طلال۔۔۔چپ کر کے کھانا ختم کرو اور تمھیں منع کیا ہے کہ کھانے کے وقت بھائی کو تنگ مت کیا کرو۔" مقدس بیگم نے اسے گھورا تو وہ منہ بنا کر انصاری صاحب کو دیکھنے لگا انہوں نے آنکھوں کے اشارے سے طلال کو مزید کچھ کہنے سے منع کیا۔

"اچھا اچھا سوری۔۔۔۔میں کھانے کے بعد بھائی کو تنگ کر لوں گا۔" آنکھیں ٹپٹپاتے اس نے معصومیت سے کہا۔ وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔ طلال کی بات پر وہ سب نفی میں سر ہلا کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

******

"ایشل تمہاری اسائنمنٹ کمپلیٹ ہوئی یا نہیں؟ میرا تو سر درد ہونے لگا ہے لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھ دیکھ کر، اُف۔۔۔۔" امل نے بیگ کرسی پر پٹختے ہوئے رونا رویا۔

"ہاں۔۔۔ میری تو رات میں ہی بن گئی تھی۔ تم ایسا کرو میری اسائیمنٹ سے تھوڑا بہت کاپی کر لو۔ ابھی دو دن ہیں اسائنمنٹ سبمیٹ کروانے میں۔" ایشل نے فوراً سے حل نکالتے آہستہ آواز میں کہا۔ اگر یہ بات اُس آفت تک پہنچی تو اسے اپنی اسائنمنٹ شاید پھر دو دن بعد بھی نہ ملے۔

" اگر سر کو پتا چل گیا تو میرے ساتھ ساتھ تمھارے مارکس بھی جائیں گئے۔" امل نے اپنی پریشانی ظاہر کی۔

"تو تمھیں کس نے کہا ہے کہ سب ملتا جلتا کاپی کرو؟ بس ان الفاظ میں تھوڑا ردوبدل کردینا بس۔" ایشل کے کہنے پر امل نے مشکور نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بڑھ کر گلے لگایا۔

"یہ کیا تم دونوں ہر وقت ایک دوسرے سے چپکی رہتی ہو؟" وہ امل کے پیچھے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کیوں تمھیں کوئی مسئلہ ہے؟" ایشل سے الگ ہوتے امل نے اسے گھورتے ہوئے منہ بسورا۔

"افففف۔۔ اس نے کچھ سن نہ لیا ہو۔" ایشل آہستہ آواز میں بڑبڑائی۔

"زرا اونچی آواز میں بولو کیا برائیاں کر رہی ہو میری۔" اس نے کان کو مسلتے ہوئے ابرو اچکائے۔

NOVEL HUT

"اور تمھیں کس نے کہا ہم تمھاری برائی کررہے ہیں؟ "

"تم دونوں کو سوائے میری برائیاں کرنے کے کچھ آتا بھی تو نہیں۔" چیّر کی پشت سے ٹیک لگائے طلال دونوں کو دیکھ کر مزے سے بولا۔

ایشل نے کھا جانے والی نظر سے طلال کو دیکھا، اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتی سر کو کلاس میں داخل ہوتے دیکھ کر چپ ہو گئی۔

******

وہ آج پھر لڑکھڑاتے ہوئے گھر میں داخل ہوا تھا اور ہمیشہ کی طرح اس کی بیوی اس کے انتظار میں دروازے کے پاس پہلے سے موجود تھی۔

"یہ کیا حالت بنائی ہوِئی ہے تم نے؟" احمد صاحب اپنے کمرے سے باہر آئے تو بیٹے کو ایسی حالت میں دیکھ کر شاکڈ ہو گئے۔

"کک ...کیا ہوا ہے مجھے؟ کک... کچھ... کچھ بھی تت...تو نہیں ہوا" خمارگی سے اس کے الفاظ لڑکھڑانے لگے " اور تم کک...کون ہوتے ہو پوچھنے والے؟" وہ نشے میں اتنا دھت تھا کہ اپنے باپ پر بھی چیخنے لگا۔

احمد صاحب کا دل ایک سیکنڈ کو ڈوبا تھا، انہوں نے اپنے بیٹے کے الفاظ اور غیر مستحکم چال کو دیکھا۔ احمد صاحب یہ تو جانتے تھے کہ سکندر اکثر دیر سے گھر آتا ہے مگر یہ منظر ان کے لیے بلکل نیا تھا۔

وہ اس کے دوستوں کو بھی جانتے تھے اور کئی دفعہ اس کو ان سے دوستی ختم کرنے کا بھی بول چکے تھے، لیکن انھیں اندازہ نہیں تھا ان کا بیٹا اس قدر غلط کاموں میں بھی پڑجائے گا۔

"بے شرم۔" وہ غصے سے آگے بڑھے اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

"ہماری سات پُشتوں نے بھی آج تک اس حرام چیز کو دیکھا تک نہیں ۔"وہ سکندر کو لگاتار مارتے ہوئے بولے اس سے پہلے کہ اس کی بیوی اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھتی احمد صاحب نے اسے ایک اور تھپڑ مارا۔ اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔

"میرا نہ صحیح اس گھر میں رہنے والے دوسرے لوگوں اور چھوٹے بچوں کا ہی کچھ خیال کر لیا ہوتا، سوچو اگر ان میں سے کسی نے تمھیں اس حالت میں دیکھا تو ان کے معصوم ذہنوں پر کیا اثر ہوگا۔" رات کی خاموشی کی وجہ سے وہ آہستہ مگر غصے اور تیش سے بولے۔

"اور تم..." اب وہ اس کی بیوی کی طرف مڑے جو اپنے شوہر کی طرف دیکھتے مسلسل رو رہی تھی۔

"تم اس سب کے بارے میں پہلے سے جانتی تھیں پھر بھی اس بے شرم کی حرکتوں پر پردہ ڈالتی رہیں۔"

"مم...میں مجبور تھی بابا جان۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔" اگر میں آپ لوگوں کو بتاتی تو سکندر مجھے طلاق دے دیتے۔"

"تو تم ایسے۔۔" انہوں نے خود کو سخت الفاظ بولنے سے روکا۔" ایسے شخص کی حرکتوں پر پردہ ڈالنے سے بہتر تھا تم اس سے طلاق لے لیتیں۔" وہ غصے سے بولتے وہاں سے چلے گئے اور وہ اپنے شوہر کو لیے سہارا دیتی کمرے کی طرف بڑھی۔

******

وہ دونوں یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھیں تھیں ۔ چُھٹی ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا، امل جلدی جلدی ایشل کی اسائنمنٹ سے کاپی کیے رف نوٹس دیکھ رہی تھی۔

"تم دونوں کیا پوری یونی چھوڑ کر اس کونے میں آبیٹھی ہو اور یہ کیا لکھا جارہا ہے؟" وہ امل کے رجسٹر اور پاس پڑے نوٹس کو دیکھ کر مشکوک انداز میں بولا۔

" تمھیں اس سے کیا, ہم جہاں مرضی بیٹھیں؟" ایشل نے فوراً سے اسائنمنٹ کی فائل اپنے بیگ میں ڈالی۔

"میں نے یہ بھی پوچھا تھا کے کیا لکھا جا رہا ہے؟" اس نے امل کو دیکھ کر پوچھا جو اسے دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔

" تمھارے ساتھ مسئلہ کیا ہے طلال؟ اپنے دوستوں کے پاس جا کر بیٹھو ہمیں کیوں تنگ کرتے رہتے ہو؟" طلال کو وہیں بیگ رکھتے دیکھ کر ایشل غصے سے بولی۔

" میں نے سوچا شاید تم دونوں مجھے مس کر رہی ہو گی تو میں آگیا۔" وہ بیگ پر سر رکھے وہی لیٹ گیا۔

" استغفراللہ۔" ایشل نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "امل تم نے کبھی دیکھا یا سنا ہے کہ کوئی انسان شیطان کو یاد کرتا ہو یا اسے خود بُلاتا ہو۔" امل نے مسکراہٹ ضبط کرتے نفی میں سر ہلایا۔

"محترم طلال صاحب اس لیے اب تم جاؤ اور اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھو۔" گھاس پر پھیلیں اپنی کتابوں اور نوٹس کو بیگ میں رکھتے ایشل نے کہا۔

"اوہ بہن ... چُھٹی کا وقت ہورہا ہے اس لیے امل کو ڈھونڈتا یہاں آگیا ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں لڑکیوں میں بیٹھنے کا۔" وہ منہ بسور کر بولا۔

"اوکے امل میں جارہی ہوں یہ نا ہو کہ رکشے والا مجھے چھوڑ کر چلا جائے۔" طلال کی بات کو ان سنا کرتی ایشل موبائل پر ٹائم دیکھتے ہوئے بولی۔

"اوکے اللہ حافظ پھر منڈے کو ملاقات ہوگی۔" امل اسے گلے لگاتے ہوئے بولی۔

ایشل کے جانے کے بعد امل نے نوٹس والا رجسٹر طلال کی نظروں سے بچا کر جلدی سے بیگ میں رکھا اور اپنی باقی چیزیں سمٹنے لگی۔

******

وہ گاڑی کو پارکنگ میں کھڑی کر کے کلائی میں بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھتے یونی میں داخل ہورہا تھاجب اچانک سامنے سے آتے وجود سے زوردار تصادم ہوا اور سامنے والے کے ہاتھ میں پکڑے کاغذ ہوا میں اچھل کر زمین پر بکھر گئے۔

"افف... سر توڑ دیا میرا...اندھے ہو کیا؟ دیکھ کر نہیں چل سکتے، سارے نوٹس گرادیے۔ کتنی مشکل سے بنائے تھے۔ اب اگر ایک بھی پیج گم ہوا تو کیا آپ بنا کر دیں گے۔" وہ سامنے دیکھے بنا ہی سر مسلتے غصے سے زمین سے نوٹس سمیٹتی بس اپنی ہی طور پر بولے جارہی تھی۔

"جسٹ۔۔ سٹاپ اٹ، محترمہ ایک تو آپ خود آنکھیں بند کر کے سامنے سے آرہی تھیں اور الٹا مجھے اندھا کہہ رہی ہیں، واہ...۔"نوٹس کو سمیٹ کر فائل میں

رکھتے ایشل کے ہاتھ اس کی آواز پر تھمے تھے۔ وہ سارے کاغذ فائل میں ڈالتی اس کے روبرو کھڑی ہوئی۔

" اسکیوز می .. مسٹر ایکس۔ وائے۔ زی۔ اگر میرا دھیان نہیں تھا تو آپ کون سا سامنے دیکھ کر چل رہے تھے۔ ایک تو آپ کی وجہ سے میری اسائنمنٹ خراب ہو گئی اور دوسرا میرے سر میں جو چوٹ لگی وہ الگ ؟" ایشل نے اپنا سر مسلتے ہوئے کہا۔

"اوہ... محترمہ کہاں لگی ہے چوٹ، مجھے تو کہیں سے بھی آپکے سر سے خون بہتا نظر نہیں آرہا۔" وہ طنزیہ انداز میں بولا ۔ غصہ تو اسے بہت آیا لیکن ضبط کر گئی وہ لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی ۔

" اب ہٹو سامنے سے میرا وقت برباد کر دیا تم نے۔"وہ آپ سے سیدھا تم پر آیا تھا۔ اسے اپنے سامنے کھڑی لڑکی پر شدید غصہ آیا۔

"وقت تو میرا برباد ہوا ہے آپ کی وجہ سے، ھمم۔" ایشل پیر پٹختی گیٹ کی طرف چل دی۔ وہ مزید یہاں اس سے بحث کرنے میں وقت ضائع کر کے کم ازکم پیدل گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔

******

"بابا جان کو تم نے بتایا ہے میرے بارے میں کہ میں ڈرگز لیتا ہوں؟" وہ اپنی بیوی کو بالوں سے پکڑتے ہوئے چیخا۔

"وہ... وہ بابا جان نے کل رات آپ کو دیکھ لیا تھا آتے ہوئے...اور آپ اس وقت... ہوش میں بھی... نہیں تھے۔" اس نے روتے اور ڈرتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

" جھوٹ مت بولنا میرے ساتھ خدیجہ، میں نے جب ایک دفعہ منع کیا تھا تو تم نے کیوں بتایا؟" سکندر اسے بالوں سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔

"میرا۔۔ یقین کریں...بابا جان نے... آپ کو خود... دیکھا تھا اور آپ کل زیادہ ... ڈرنک کر کے... آئے تھے، اس لیے شاید آپ...بھول گئے۔" درد کی وجہ سے اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی اور دفعہ ہو جاؤ اس کمرے سے مجھے تمھاری شکل بھی نظر نہ آئے۔" اسے دھکا دیتے ہوئے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھڑکی کے پاس جا کر باہر لان میں دیکھنے لگا، جہاں دو بچے فٹبال کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

"آپ میرا یقین کریں... مم...میں نے نہیں..." خدیجہ نے سِسکتے ہوئے کہا۔

"آئی سیڈ... گیٹ آوٹ۔" وہ اسکی بات کاٹتا زور سے چیخا تو وہ بیچاری آنسو پوچھتی باہر چلی گئی۔ باہر لان میں اب دونوں بچے فٹبال کے پیچھے بھاگتے زمین پر گرے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

******

وہ دونوں کیسی بات پر بحث کرتے گیٹ کی طرف جا رہے تھے تبھی ان کی نظر سامنے کھڑے اپنے بھائی پر پڑی جو کافی جھنجھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔

"ارے بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" طلال نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔

"چنے بیچ رہا ہوں، کیوں تمھیں بھی چاہیے؟" وہ تو پہلے ہی تپہ ہوا تھا اب سارا غصہ طلال پر اترا۔

"وہ... میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ آج اجلال انصاری کو اپنے بھائی کی یاد کیسے آگئی؟ ویسے آپ ڈرائیور کو بھیج دیتے خود کیوں لینے آئے؟" طلال نے اس کی بات کو اگنور کرتے کہا۔

"تمھیں کس نے کہا کہ میں تمھیں لینے آیا ہوں؟ میں اپنی بہن کو لینے آیا ہوں۔" وہ امل کی طرف بڑھتے ہوئے بولا تو طلال کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

NOVEL HUT

" منہ بند کرو ورنہ مکھی گھس جائے گی۔" امل اس کی شکل دیکھ کر مزے سے بولی۔

" ہائے اللہ جی... کیسے بھائی ہو؟ اپنے اکلوتے اور پیارے سے بھائی کا دل رکھنے کو ہی بول دیتے۔" طلال نے مصنوعی آنسو صاف کرتے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"پیارے اور تم؟" اجلال نے حیرت سے اسے دیکھا۔

" اب چلو ورنہ میں تمھیں یہی چھوڑ کے چلا جاؤ گا پھر آتے رہنا پیدل گھر۔" وہ امل کو لیے آگے بڑھتے ہوئے بولا تو طلال بھی ان کے پیچھے بھاگا۔

******

"کہاں جا رہے ہو؟" احمد صاحب لاؤنج میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے جب اسے باہر جاتے دیکھ کر بولے۔

"کون میں؟" سکندر نے ادھر ادھر دیکھ کر مصنوعی حیرانی سے کہا۔

"نہیں ! یہاں جو میرے فرشتے ہیں ان سے مخاطب ہوں۔" وہ طنزیہ انداز میں بولے۔ "اپنے علاوہ تمھیں یہاں کوئی نظر آرہا ہے، جس سے میں بول رہا ہوں؟" وہ غصے سے بولے۔

" جی بولیں۔" وہ وہی کھڑا رہا۔

"یہاں آکر بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" انہوں نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جلدی بولیں مجھے جانا بھی ہے۔" اس کا لہجہ ان کے لیے غیر متوقع تھا۔

" تم جانتے ہو تم کس سے بات کر رہے ہو سکندر اور جانا کہاں ہے تمھیں ؟" وہ رعب دار لہجے میں بولے۔

NOVEL HUT

" اس بات کے لیے آپ نے مجھے روکا تھا اور میں جہاں بھی جاؤں آپ کو اس سے کیا۔" اس نے بدتمیزی سے کہا۔

"باپ ہوں تمھارا، اور یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم۔" وہ غصے سے کھڑے ہوئے ۔"میں یہ حق رکھتا ہوں کہ تم سے سوال کر سکوں۔"

"آپ نے جو بات کرنی ہے یا مجھے اپنے حق بتانے ہیں وہ میں آکر سن لوں گا، ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔" سکندر انگلی میں چابی گھماتا باہر چلا گیا

" سکندر ! ! " وہ بے بسی سے اسے جاتا دیکھ کر رہ گئے۔

******

"بھائی ویسے خیریت تو ہے ،آج آپ ہمیں یونی سے پک کرنے آئے ہیں؟" امل نے گاڑی ڈرائیو کرتے اجلال سے سوال کیا۔

"کیوں میں تمہیں لینے نہیں آسکتا کیا؟" اس نے گاڑی چلاتے پیچھلی سیٹ پر بیٹھی امل کی طرف دیکھا۔

"نہیں آپ کبھی آئے نہیں ہمیں لینے تو اس لیے حیرت ہورہی تھی۔" امل کی جگہ طلال نے جواب دیا۔

طلال کی گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں سے ورک شاپ میں تھی، اس لیے انہیں یونی سے ڈرائیور لینے آتا تھا مگر آج اجلال کو دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی تھی۔

NOVEL HUT

"اور آپ اتنے غصے میں کیوں تھے؟ مجھے لگا شاید کسی سے لڑائی وغیرہ ہوئی ہے۔"

"ہاں ایسا ہی کچھ سمجھو ہوا تھا۔" اس نے بے دلی سے کہا۔ "کیا ہوا بھائی بتائیں ناں۔" امل کے کہنے پر اجلال نے کچھ دیر پہلے ہوئے واقعے کا انہیں بتایا تو طلال کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"مجھے لگا آپ آفس میں کسی ایمپلائی کو سنا کر آرہے ہیں یا کوئی پروجیکٹ نہیں ملا اس لیے اتنے غصے میں ہیں مگر یہاں پر تو معاملہ ہی لڑکی کا نکلا۔" طلال کا ہنس ہنس کر برا حال ہوگیا۔

"ہوگئی تمہاری بکواس، اب چپ کر کے اترو اور گیٹ کھولو، گارڈ آج چھٹی پر ہے۔" گاڑی گھر کے گیٹ کے باہر روک کر اجلال نے طلال کا کان کھینچتے ہوئے کہا۔

"یار بھائی کتنے ظالم ہو آپ۔پتا نہیں کس معصوم لڑکی کی آپ کے ساتھ قسمت پھوٹے گی۔" گاڑی سے باہر نکلتے اس نے آہ بھرتے تصور میں اس لڑکی پر افسوس کرتے ہوئے جیب سے گیٹ کی چابی نکال کر گیٹ کھولا۔

"اب تو تم گئے طلال انصاری کیونکہ تمھاری ساری بات بھائی سن چکے ہیں۔" امل اس کے پاس سے گزرتی بولی تو وہ فوراً اندر بھاگا۔

******

گھر پہنچتے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ اپنی چادر اور فائل بیڈ پر پھینکتے اس نے پنکھے کا بٹن دبایا لیکن لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے اسے اور غصہ آیا۔

"کیا مصیبت ہے، لائٹ کو بھی آج ہی جانا تھا۔" الماری سے کپڑے نکالتے وہ بڑبڑائی۔

"ایشل بیٹا میں کھانا گرم رہی ہوں تب تک تم نماز پڑھ لو۔" اس کی امّی نے کچن سے آواز لگا کر کہا۔

"یہ لائٹ کب آئے گی؟" نماز سے فارغ ہو کر وہ کچن میں داخل ہوئی جہاں اس کی امّی اب چائے بنا رہی تھیں۔

" لائٹ تو صبح کی گئی ہوئی ہے۔ محلے والے کہہ رہے ہیں شاید کوئی مسئلہ ہو گیا ہے شام تک آجائے گی۔ " انہوں نے چائے دو کپوں میں نکالتے اسے بتایا۔

"اچھا سنو بیٹا مجھے تمھیں کچھ بتانا ہے۔" ایشل نے کھانا ٹرے میں رکھتے ان کی طرف دیکھا۔

"جی بولیں۔" ایک پل کو وہ ٹھٹکی تھی۔

"بیٹا اتوار کو کچھ لوگ آنا چاہ رہے ہیں، سکینہ بتا رہی تھی کافی اچھے لوگ ہیں تو تم تیار ہو جانا۔" ٹرے میں کپ رکھتی ایشل نے چونک کر اپنی امّی کو دیکھا۔

"میں آپ کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں امّی کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ میں پڑھ کر کچھ بننا چاہتی ہوں۔" غصے سے ٹرے وہیں چھوڑے وہ کمرے میں آگئی۔

"آج کا دن ہی خراب ہے، پہلے اس لڑکے نے دماغ خراب کر دیا اور اب یہ نیا شوشہ۔" وہ غصے سے سوچتی بیگ سے موبائل اور نوٹس نکالنے لگی۔ تبھی اس کی امّی کمرے میں داخل ہوئیں۔

"آخر حرج ہی کیا ہے اس میں، ایک بار منگنی ہو جائے گئی۔ میں کون سا تمھیں منع کر رہی ہوں پڑھائی سے وہ تم منگنی کے بعد بھی کر سکتی ہو۔ شادی تمھاری پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی ہوگی۔" وہ ایشل کے پاس بیٹھتی بولیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا لوگوں کو یہ کیوں لگتا ہے کہ شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا یا سارے مسئلے ختم ہو جائیں گے ،ہر مسئلے کا حل شادی نہیں ہوتی امّی۔ میں اپنا کیریئر بنانا چاہتی ہوں ،مجھے اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا ہے، مجھے خود کو اور مضبوط کرنا ہے، تاکہ کوئی بھی مجھے کمزور سمجھ کر گرانے کی کوشش نہ کرے۔" بولتے بولتے اس کی آواز بھر آئی تھی۔

"دیکھو بیٹا تم جانتی ہو میں اب بیمار رہتی ہوں۔ تمھارے نانا کی پینشن سے تمھاری فیس اور اس گھر کا خرچ ہی مشکل سے پورا ہوتا ہے۔پھر میری دوائیاں ان کا خرچا، تمھاری شادی ہو جائے گی تو میں سکون سے اس دنیا سے جا سکوں گی۔" ایشل نے تڑپ کے اپنی امّی کی طرف دیکھا۔

"امّی ...آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟ آپ... آپ کو میری عمر بھی لگ جائے۔" وہ روتے ہوئے ان کے گلے لگی۔

"میں پڑھائی مکمل ہوتے ہی کوئی اچھی جاب کرلوں گی پھر کسی اچھی جگہ سے آپ کا علاج کرواں گی اور پھر دیکھنا ہم دونوں کی ساری محرومیاں ختم ہو جائیں گی۔ مگر میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی،آپ انہیں فون کر کے منع کر دیں۔" ایشل روتے ہوئے ان کے گلے لگی تھی۔

" ٹھیک ہے بیٹا میں انہیں منع کر دیتی ہوں، لیکن تمھارے جاب کرنے کے بعد میں تمھاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔ چلو اب آنسو صاف کرو، میں کھانا لارہی ہوں۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتیں کچن میں چلی گئیں۔

******

"پاپا ہماری کل شاہ انڈسٹریز سے اہم میٹنگ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ طلال بھی اس میں شریک ہو۔" اجلال نے رات کا کھانا کھاتے نارمل لہجے میں انصاری صاحب سے کہا البتہ طلال نے ایک دم سر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جیسے وہ کوئی مذاق کر رہا ہو۔

" بھائی میں کیسے میٹنگ میں جا سکتا ہوں یہ کام آپ ہی کرو۔" طلال نے ہاتھ اوپر کرتے کہا۔

"کیوں تم کیوں نہیں جاؤ گے، ویسے بھی کل یونی سے تمھارا آف ہے اور میں تمھیں کل آفس لے کر جاؤں گا بلکہ اب سے تم ہر ہفتے میرے ساتھ آفس جاؤ گے، اس لیے کل تیار رہنا۔"اجلال اسے حکم دیتے ہوئے بولا۔

"پاپا آپ ہی بھائی کو سمجھائیں ابھی تو میری سٹڈیز بھی کمپلیٹ نہیں ہوئیں۔" طلال نے انصاری صاحب سے مدد طلب کی۔

"دیکھو طلال...تم آفس جاو گے تو ہی تمھیں کاروبار کا اندازہ ہوگا کہ کیا کام کرنا ہے اور لوگوں سے ڈیل کیسے کرنی ہے۔" اجلال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"تمھاری پڑھائی ختم ہونے میں ایک یا دو سمیسٹر رہ گئے ہیں، اس کے بعد بھی تو تم نے آفس جوائن کرنا ہے تو ابھی سے عادت ڈال لو۔" انصاری صاحب بھی اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"مگر پاپا مجھے ابھی صرف پڑھائی پر فوکس کرنا ہے آپ پلیز سمجھنے کی کوشش کریں۔" کاروبار کے نام سے ویسے ہی اس کی جان جاتی تھی۔

"کیا یہ تمام بزنس کی باتیں کھانے کے بعد ہو سکتی ہیں؟" مقدس بیگم نے بات بگڑتی دیکھ کر کہا ،جس پر سب چپ کر کے کھانا کھانے لگے لیکن طلال کی باتوں نے انصاری صاحب کو بہت ڈسٹرب کیا تھا۔

******

بادلوں نے آج پورے کراچی کو ڈھانپ لیا تھا، سمندری ہوائیں فضا میں گھل رہی تھیں جس کی وجہ سے گرمی کی شدت میں کمی آگی تھی۔

وہ تیار ہو کر کمرے سے باہر آئی تو آسمان پر کالی گھٹائیں دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"اللہ حافظ امّی میں جارہی ہوں، شکر ہے آج گرمی زرا کم ہوئی ورنہ گرمی میں انسیٹیوٹ تک پیدل جاتے جاتے بس ہوجاتی ہے۔" اپنی امّی کو آواز دے کر اس نے مسکرا کر سوچا۔

"ایشل بیٹا، آج موسم بہت خراب ہے تم اگلے ہفتے انسیٹیوٹ چلی جانا۔" اس کی امّی آسمان کی طرف دیکھ کر بولیں۔

"اوہو، امّی بس ایک گھنٹے کی تو بات ہے اور ویسے بھی میں کون سا اکیلی جارہی ہوں ساتھ والی آنٹی بھی تو ہوں گی اور وہ نہ بھی ہوئیں تو کون سا کوئی مجھے راستے میں کھا جائے گا۔" ایشل نے سر پہ چادر اوڑھتے ہوئے کہا۔

" اچھا دھیان سے جانا۔" وہ اسے پیار کرتے بولیں۔

انہیں اللہ حافظ کہتے وہ گھر سے باہر نکلی اور ساتھ والے گھر کی بیل بجا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔

"السلام علیکم ! آنٹی آپ تیار نہیں ہوئیں؟" دروازہ کھلتے اس نے سامنے کھڑی عورت سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام ! نہیں بیٹا، ہمارے گھر کچھ مہمان آگے ہیں تو میں تو آج نہیں جاسکتی تم آج اکیلی چلی جاو یا اپنی کسی سہیلی کو ساتھ لے جاؤ۔"

" ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں، اللہ حافظ ۔" انسیٹیوٹ زیادہ دور نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکیلے ہی جانے کے لیے چل پڑی۔ ہوائیں اب تیز ہوتی جارہی تھیں اور جب تک انسیٹیوٹ نہ آگیا وہ یہی دعا کرتی رہی کہ بس بارش نہ ہو اور انسیٹیوٹ میں داخل ہوتے اس نے سکون کا سانس لیا۔

******

وہ نیوی بیلو پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے،بیلو ہی ٹائی لگائے، ہلکی بھوری و سنہری ('جن کا سنہری رنگ صرف قریب سے دیکھنے پر واضح ہوتا تھا') رنگ کی آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے، بازو پر کوٹ ڈالے ڈائننگ روم میں داخل ہوا تو ٹیبل پر ناشتہ لگاتیں مقدس بیگم اورسربراھی کرسی پر بیٹھے، اخبار پڑھتے انصاری صاحب نے اسے دیکھا تو بے ساختہ ان کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا۔

کل رات کافی دیر تک دونوں باپ بیٹے نے طلال کے ساتھ سر کھپایا تھا تب ہی وہ آج پوری تیاری کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

"ماشاء اللہ ،آج تو تم بڑے اچھے لگ رہے ہو۔" امل اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھتی بولی ۔

"ارے واہ طلال، ہمیں لگا تھا ہماری ساری محنت ضائع ہو جائے گی اور تم آفس جانے کے لیے تیار نہیں ہوگے۔" اجلال کو خوشی ہوئی تھی کہ ان کا دیر رات تک اسے سمجھانا رائیگاں نہیں گیا تھا۔

"میں نے سوچا آپ لوگ اتنا فورس کر ہیں تو کیوں نہ آفس کو اپنا دیدار ہی کروا دوں۔" طلال نے گلاس میں جوس ڈالتے کہا۔

"دیکھیں پاپا آج یہ لگ رہا ہے نا انصاری کمپنی کے مالک کا بیٹا۔" اجلال نے اسے چھیڑتے ہوئے انصاری صاحب سے کہا تو وہ مسکرا کر طلال کو دیکھنے لگے جو نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔

"اب آپ لوگ مجھے ایسے نہ دیکھیں مجھے شرم آرہی ہے۔" جوس کا گلاس ٹیبل سے اٹھاتے اس نے شرمانے کی ایکٹنگ کی تو اجلال اور امل افسوس سے سر ہلا کر رہ گئے اور اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"ہاں اب آپ لوگ میرے بیٹے کو نظر نہ لگا دینا۔" مقدس بیگم نے سب کو طلال کی طرف متوجہ دیکھا تو اس کی نظر اتارتے بولیں۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد تینوں باپ بیٹے آفس کے لیے نکل پڑے۔

NOVEL HUT

******

"آج کا ہمارا ٹاپک ہے حقوق کے بارے میں۔ حقوق دو طرح کے ہیں" پہلا حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔" نور الہدیٰ فاونڈیشن کی جانب سے کھولی

گئی اسلامی تعلیم کی درس گاہ کے بڑے سے ہال میں ،بڑی عمر کی عورتوں کے علاوہ لڑکیاں بھی سامنے بیٹھیں خاتون کو غور سے سن رہی تھیں۔

"حقوق اللہ اور حقوق العباد مسلمان کی زندگی میں اس کے ایمان کی تکمیل کے لیے دو اہم ترین پہلو ہیں۔جو مسلمان حقوق اللہ کو پورا کرے گا وہ حقوق العباد کو بھی پورا کرے گا، یہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن پھر بھی آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔" وہ خاتون اپنے سامنے بیٹھیں عورتوں کو نرم لہجے میں بتا رہی تھیں۔

"حقوق اللہ کیا ہے؟ یہ حقوق اللہ نہیں ہے، یہ حق اللہ ہے، یہ اسم نہیں ہے، یہ ایک فعل ہے۔ حق اللہ سے مراد وہ حقوق ہیں جو آپ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے واجب ہیں۔اللہ کا کیا حق ہے کہ...تم اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور اللہ

کا تم پر کیا حق ہے کہ... جب تم نے وہی کیا جو اس نے چاہا تو اللہ تمہیں جنت میں تمہارا پسندیدہ مقام عطا فرمائے گا۔"

"اس کے بارے میں میں آپ کو ایک حدیث سناتی ہوں۔"

'معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! جانتے ہو، بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو بندہ اس کے ساتھ (کسی چیز کو) شریک نہ ٹھہرائے، اللہ اس کو عذاب نہ دے۔'" وہ سانس لینے کے لیے رکیں۔

"حقوق اللہ تو ہمیں معلوم ہیں کہ اللہ کے ساتھ کیسی کو شریک نہ کرنا، اس کی نازل کردہ آسمانی کتابوں پر، انبیاء اکرام اور رسولوں پر، آخرت پر ایمان رکھنا ہے۔ اور جانتے ہیں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کیسی کو شریک کرنا ہے ،جو بنی اسرائیل نے کیا جس کے بارے میں۔۔ سورت البقرا کی آیت نمبر 83 میں اللہ نے فرمایا ہے کہ: 'اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ، اسی طرح قرابتداروں ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا ، نمازیں قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہا کرنا ، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا ۔'یہ تو تھے حقوق اللہ اور اس آیت مبارکہ میں حقوق العباد بھی ہیں۔ اب میں آپ کو حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کا بتاتی ہوں۔" وہ رجسٹر کا صفحہ پلٹتے بولیں۔

******

ہر ایک کے سلام کا جواب دیتا وہ اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ آفس کی لابی سے گزرا تو بہت سے لوگوں نے اسے مڑ کے دوبارہ دیکھا۔ وہ تھا ہی ایسا کہ یونی میں وہ جہاں سے بھی گزرتا تھا لوگ اسے مڑ کے دوبارہ دیکھنے کی خواہش کرتے تھے اور آج تو وہ خاصہ تیار ہوئے اپنے باپ کے آفس آیا تھا۔

اجلال اور انصاری صاحب کے ساتھ وہ کانفرنس روم کی طرف بڑھا، جہاں ایگزیکٹوز کا ایک گروپ پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا یہ سب اس کے لیے بلکل نیا تھا۔

میٹنگ شروع ہوئی، وہ غور سے اپنے بھائی کو سن رہا تھا جو سامنے بیٹھے افراد کو پروجیکٹ کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ انصاری صاحب نے گروپ کو اپنا تازہ ترین پروجیکٹ پیش کیا جس پر مقابل نے فوراً دستخط کردیے۔

میٹنگ کے ختم ہونے کے بعد انصاری صاحب اسے اپنے روم میں لے آئے۔کافی کا آرڈر دیتے انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تو طلال کیسا رہا آج کا دن ؟" اجلال نے روم میں داخل ہوتے اس سے سوال کیا۔

"اچھا رہا اور مجھے خوشی ہے کہ آپ دونوں نے جس محنت سے یہ پروجیکٹ تیار کیا وہ رائیگاں نہیں گئی۔" اس کے چہرے پر خوشی واضح تھی۔

NOVEL HUT

"طلال، یہ کمپنی تمھاری بھی ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ پڑھائی کے ساتھ تم کاروبار کے معاملات میں بھی دلچسپی لو۔"انصاری صاحب اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر بولے۔

"جی پاپا میں پوری کوشش کروں گا اور اب تو ہر سیچرڈے آفس آؤں گا۔" کافی کا کپ میز پر رکھتے طلال نے انہیں تسلی دی۔

"اجلال بیٹا آفس ورکرز سے طلال کا تعارف کرواو اور کچھ فائیلز وغیرہ کے معاملات بھی اسے سمجھا دو۔" ان کے کہنے پر وہ طلال کو لیے باہر آگیا جبکہ انصاری صاحب میز پر رکھی فائل پڑھنے لگے۔

******

"حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں:'پہلا, مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق۔ اور دوسرا, ہم پر (بطور انسانیت) دوسرے لوگوں کے حقوق'. عام طور پر مسلمان کی تمام چیزیں اس کے بھائی کے لیے مقدس ہیں: اس کا خون، اس کی جائیداد اور اس کی عزت۔ ایک مسلمان بھائی دو لڑنے والے بھائیوں میں بھی صلح کراتا ہے تو اسے اس کا بھی اجر دیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان بھائی کا دوسروں پر یہ حق ہے کہ وہ کسی بات کا حکم دے اور برائی سے روکے اور ان سے کیے گئے تمام وعدوں کو پورا کرے۔"ہال میں موجود لوگ دھیان اور سکون سے انہیں سن رہے تھے۔

"قران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ' ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتًا اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو

مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے ، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچّے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں ۔' ان آیات میں اللہ نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی بتائے ہیں لیکن افسوس ہم میں سے بہت کم ان کو پورا کرتے ہیں۔"اپنے سامنے رکھے رجسٹر سے نظریں اٹھا کر انہوں نے سامنے دیکھا۔

"کیا آج کے دور میں ہم اپنے رشتے داروں ، پڑوسیوں اور غریبوں کے حق ادا کر رہے ہیں؟ ہم تو ان سائلوں کو بھی اتنا ذلیل کر کے اپنے دروازوں سے لوٹاتے ہیں جو نا جانے کس مجبوری میں یہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں امیر لوگ اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ بھی برا سلوک

کرتے ہیں اور اپنی پارٹیز اور فضول خرچیوں میں لاکھوں اڑا دیتے ہیں مگر اگر کوئی انہیں کسی غریب پر یہ پیسہ خرچ کرنے کا بول دے تو وہ یہ کہہ کر صاف انکار کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ پیسہ حرام کا نہیں ہے۔ کیا ہمارا دین ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دوسروں سے برا سلوک کریں؟ "

"آپ سب اور میں، ہم روز خبروں میں یہ خبر سن رہے ہوتے ہیں کہ بھائی نے جائیداد کے لیے بھائی کو قتل کر دیا یا فلاں نے زمین کے لیے چچا یا کسی رشتے دار کا قتل کر دیا۔ لیکن شائد وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اور جن چیزوں کے لیے ہم دوسروں کو مار رہے ہیں اس کے بعد آخرت میں ہمیں جو سزا ہوگی وہ بہت دردناک ہے'۔

"اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو بہت نوازا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور ان پر جن لوگوں کے حقوق ہیں اسے پورا کرے نہ کہ دوسروں پر اپنے روپے پیسے کا رعب ڈالیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ہدایت دے اور ہمیں سیدھے راستے پر چلائے، آمین۔" وہ خاتون درس دے کہ چلی گئیں تو وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے باہر آگئی۔ اس انسیٹیوٹ کے بعد وہ سارے راستے اپنے رشتے داروں کے بارے میں سوچتی رہی تھی، جو صرف ان کے لیے مصیبت ہی لاتے تھے اس کے علاوہ کبھی ان کے برے وقت میں ساتھ تک نہ دیتے۔

******

"یہ کیا تماشا لگایا ہوا ہے تم نے سکندر؟" آج وہ اس کے آنے سے پہلے ہی دروازے پر موجود تھے۔

"کیا تماشا بابا جان۔" جواب انتہائی معصومیت سے دیا گیا تھا۔

" شکر ہے آج تم ہوش میں ہو، ورنہ مجھے لگا تھا آج پھر تم کسی کے سہارے گھر میں داخل ہوگے۔" احمد صاحب نے طنز کیا۔

"وہ کیا ہے نہ مجھے پتا تھا کہ آپ میرے استقبال کے لیے دروازے میں کھڑے ہوں گے ، اس لیے ہوش و ہواس میں گھر لوٹ آیا۔" اس نے عادتاً گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتے ہوئے کہا۔

"باپ ہوں میں تمھارا کچھ شرم ہے یا ساری شرم وحیا بیچ آئے ہو؟" وہ اس کے ڈھیٹائی سے جواب دینے پر بولے۔

"میں نے کب کہا کہ آپ میرے باپ نہیں ہیں جو آپ روز مجھے یہ یاد کرواتے ہیں کہ آپ میرے باپ ہیں؟" دیوار سے ٹیک لگائے وہ سکون سے کھڑا انہیں جواب دے رہا تھا۔

"تم مجھے مجبور کر رہے ہو کوئی بڑا قدم اٹھانے کے لیے۔" ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے زندہ زمین میں گاڑ دیں۔

"میں نے کب منع کیا ہے آپ کو کچھ کرنے سے۔" وہ دوبدو بولا۔

"تمھاری ماں زندہ ہوتی تو آج تم مجھ سے اس طرح زبان نہ چلاتے اور مجھے تو ڈر ہے کہیں تمھاری اولاد بھی تم جیسی نہ بن جائے۔" احمد صاحب نے اسے شرم دلائی مگر شاید وہ واقعی بہت ڈھیٹ تھا۔

"کیا آپ یہ لیکچر کل دے سکتے ہیں اس وقت میں بہت تھک گیا ہوں ۔" ان کی بات سنے بغیر وہ سائیڈ سے گزرتا اندر چلا گیا۔ احمد صاحب کو فیصلہ کرنے میں ایک لمحہ لگا تھا۔

******

"ہیلو، کیسے ہو دونوں۔" ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے وہ دونوں میچ دیکھ رہے تھے جب تانیہ جو ان کے ماموں کی بیٹی تھی، صوفے پر بیٹھتی بولی۔

"کیا تمھیں کسی نے بتایا نہیں تانیہ کہ کسی کے گھر جا کر سلام کرتے ہیں یا ہر دفعہ میں ہی تمھیں یاد کرواتا ہوں۔" طلال نے اسے دیکھ کر گھورتے ہوئے کہا۔

"اینی وے، تم کیا کر رہے ہو؟" تانیہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی اجلال سے بولی۔

"لوڈو کھیل رہے ہیں تم بھی کھیل لو۔" طلال طنز کرتے بولا۔

"لوڈو تو کہیں نظر نہیں آرہی۔"

"کیوں تنگ کر رہی ہو تمھیں نظر نہیں آرہا میچ دیکھ رہے ہیں یا ان آنکھوں کی جگہ بٹن فکس کروالیے ہیں؟" جواب اجلال نے دیا تھا۔ اجلال انصاری بہت کم بولتا تھا مگر جب بولتا تھا تو سامنے والا کچھ بولنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔

"پھوپھو اور امل کہاں ہیں؟" اس نے ادھر ادھر دیکھتے کہا کم از کم وہ ان دونوں کے ساتھ مزید بیٹھ کر اپنی بے عزتی نہیں کروانا چاہتی تھی۔

" امل کچن میں ہے اور ممی اپنے کمرے ہیں۔" طلال امل کو آواز دیتا بولا۔

"کیسی ہو امل؟" امل کو ادھر آتے دیکھ کر تانیہ جلدی سے اسکی طرف بڑھی ۔ امل کو وہاں دیکھ کر ان دونوں نے بھی سکون کا سانس لیا۔

"میں ٹھیک ہوں، تم کب آئیں؟" امل نے اسے گلے لگاتے کہا۔

"بس ابھی آئی تھی مگر شاید یہاں مہمانوں کی میزبانی کا کوئی رواج نہیں ہے۔" تانیہ نے طلال اور اجلال کو سنانے کے لیے زرا اونچی آواز میں کہا۔

"جو بندہ تقریباً روز ہی ہمارے گھر آیا بیٹھا ہو اسے کس زبان میں مہمان بولتے ہیں۔" طلال نے صوفے پر بیٹھے گردن موڑ کر تانیہ کو دیکھتے طنز کیا۔

مقدس بیگم کا ایک ہی بھائی تھا اور وہ اپنے بھائی سے رشتےداری قائم رکھنا چاہتی تھیں۔ امل کا رشتہ پہلے ہی خالہ کے بیٹے سے طے تھا۔ مقدس بیگم چاہتی تھیں کہ ان کے بھائی کی بیٹی ان کی بہو بنے مگر اجلال نے یہ کہہ کر منع کردیا تھا کہ وہ کسی سے بھی شادی تو کیا منگنی بھی نہیں کرنا چاہتا ۔ سب جانتے تھے اجلال انصاری کا انکار کبھی اقرار میں نہیں بدلتا تھا۔ انصاری

صاحب کے کہنے پر مقدس بیگم نے طلال سے تانیہ کا رشتہ طے کر دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ دونوں کی بلکل نہیں بنتی تھی۔ تانیہ سلجھی ہوئی اور پڑھی لکھی لڑکی تھی اور کافی کانفیڈینٹ بھی۔ مگر وہ ہمیشہ کچھ ایسا کر دیتی تھی جس پر طلال ہمیشہ اس پر طنز ہی کرتا تھا۔

"تم ممی کے کمرے میں جاؤ میں ابھی آتی ہوں۔" امل نے تانیہ کو مقدس بیگم کے کمرے میں بھیجتے اس نے اپنے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا جنہوں نے دوبارہ اپنا دھیان میچ کی طرف کر لیا تھا۔

******

"امّی آخر اس ڈبے میں ایسا بھی کیا ہے جو آپ ہر تیسرے دن اسے کھول لیتی ہیں؟" ایشل نے اپنی امّی کو لکڑی کا باکس کھولے دیکھ کر کہا۔

"تم جانتی ہو اس میں تمھارے بابا کی تصویریں اور کچھ اہم چیزیں ہیں۔" ڈبے کو الماری میں واپس رکھ کر اسے دیکھا۔

"وہی تو کہہ رہی ہوں آخر ایسا کون سا سامان ہے جو آج تک آپ نے مجھے نہیں دیکھایا؟ " آخر اس میں ایسا بھی کیا تھا۔

"میں صحیح وقت کا انتظار کررہی ہوں۔" وہ اس سے نظریں ہٹا کر بولیں۔

"اور یہ صحیح وقت کب آئے گا؟ ویسے بھی بابا نے ہمارے لیے کوئی زمین جائیداد تو چھوڑی نہیں جس کے کاغذات آپ صحیح وقت پر دیں۔" ایشل نے ان کے کندھے پر سر رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"دیکھو ایشل وہ جیسے بھی تھے تمھارے ابو تھے، تم کیوں اپنے دل سے ان کی نفرت نہیں نکال رہیں۔" وہ چاہ کر بھی اس کے دل سے اپنے شوہر کی نفرت ختم نہیں کر سکی تھیں۔

"اچھا اب آپ رونے مت لگ جائیے گا۔" ان کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر کہا۔ "اب آپ دوا کھا کر آرام کریں، میں بھی سونے جا رہی ہوں صبح یونی بھی جانا ہے۔" انہیں دوا کھلا کر وہ خود باہر صحن میں آگئی۔

"آخر ایسی کون سی بات ہے جو امّی مجھے بتا نہیں رہیں۔" آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھتی وہ سوچوں میں گم ہو گئی۔

******

"مجھے لگتا ہے... میرا آخری...وقت قریب آ... آگیا ہے۔" اکھڑتی سانسوں کے ساتھ وہ مدھم اور نحیف آواز میں اپنے شوہر سے بولیں۔

"ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں تم ٹھیک ہو جاؤ گی پھر تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔" انہیں اپنی بیوی کی بات سے تکلیف ہوئی۔

"ڈاکٹرز...کے کہنے سے... قدرت...کے فیصلے... نہیں بدلتے۔"ان کی سانسیں گہری ہوتی جارہی تھیں۔ "آپ... آپ مجھ سے ایک... ایک وعدہ کر...کریں۔"وہ اپنی بیوی کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"میرے ... میرے بعد... آپ ہمارے بچوں... کو خاص ...خاص طور پر... سکندر کو خود...خود سے الگ ...نہیں کریں گے... وہ بہت جز...جزباتی ہے۔"یہ آخری

الفاظ تھے جو انہوں نے کہے تھے۔ اتنے سالوں کا ساتھ ایک پل میں ختم ہوگیا تھا۔

"کاش آج تم زندہ ہوتیں ۔ میں تم سے کیے وعدے کو توڑنا نہیں چاہتا مگر اب لگتا ہے کہ مجھے فیصلہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ مجھے معاف کر دینا عافیہ۔" اپنی بیوی کی تصویر دیکھتے، ماضی کو یاد کرتے ان کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

******

"اسٹوڈنٹس آپ لوگوں کے فائنلز دسمبر کے پہلے ہفتے سے سٹارٹ ہو رہے ہیں، پیپرز کا شیڈیول بہت جلد آپ کو مل جائے گا۔" کلاس ختم ہونے کے بعد سر پیپرز کا بتا کر چلے گئے تو طلال اٹھ کر ان دونوں کے پاس آیا۔

"مجھے پتہ ہے تم دونوں نے بہت سارے نوٹس تیار کیے ہوِئے ہیں اس لیے پیپرز میں تم دونوں میری مدد کرو گی۔"ہمیشہ کی طرح آنکھوں پر کالا چشمہ پہنے ، بیگ کندھے پر ڈالے وہ ان کو حکم دیتا بولا۔

"کس خوشی میں، میں تمھیں اپنے نوٹس نہیں دوں گی۔ کبھی خود بھی کچھ کر لیا کرو۔" ایشل اپنا بیگ اٹھاتے امل کو لیتی جانے لگی تو طلال ان کے سامنے آگیا۔

"کتنی بے مروت ہو، اپنے دوست کی مدد بھی نہیں کر سکتیں؟" ایشل وہاں سے جانے ہی لگی تھی جب طلال کے دوست لفظ پر اس نے رک کر امل کی طرف دیکھا"

"امل اگر اب یہ میرے سامنے آیا تو میں اس کا سر پھاڑ دوں گی۔ میں لائبریری جارہی ہوں تمھیں آنا ہو تو آجانا۔" طلال کی بات پر غصہ سے کہتی اس نے لائبریری کا رخ کیا۔

گراونڈ سے لائبریری کی طرف مڑتے اسے لگا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا، ایشل نے رک کر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ سر جھٹک کر وہ آگے بڑھنے ہی لگی کہ ایک لڑکا اس کے راستے میں کھڑا ہوگیا۔ ایشل سائیڈ سے گزرنے لگی جب اس نے ہاتھ آگے کر کے دوبارہ اس کا راستہ روکا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے سمیر، ہٹو میرے راستے سے۔" اپنے کزن کو سامنے دیکھ کر ایشل پہلے خوفزدہ ہوئی مگر پھر اپنے لہجے کو مضبوط کرتی بولی۔

"ارے کزن، ہم تو صرف آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہیں کہ ہر بار دور بھاگتی ہیں۔" وہ لڑکا گلے میں پہنی چین انگلی میں لپیٹتا اس کی طرف بڑھا۔

"مجھے تمھاری کوئی بکواس نہیں سننی اب ہٹو یہاں سے۔" ایشل نے غصے سے کہا۔

"اپنی دوست کے بھائی کے ساتھ تو بہت ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہو، میں تو پھر تمھارے ماموں کا بیٹا ہوں۔" سمیر اس کی طرف بڑھتا بول رہا تھا۔

NOVEL HUT

******

"طلال تمھیں ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔" امل اس پر غصہ کرتی بولی۔

"یار میں صرف مذاق کر رہا تھا اور وہ سیریس ہوگئی۔" طلال کو حیرت ہوئی تھی۔

"میں ایشل کو ڈھونڈنے لائبریری جا رہی ہوں اگر تمھیں اسے سوری بولنا ہے تو چلو ورنہ میرے پیچھے مت آنا۔" وہ اسے وارن کرتی کلاس سے نکلی۔

"مطلب اب اتنے سے مذاق پر معافی بھی مانگوں۔" طلال کی آواز پر امل نے گھور کر اسے دیکھا۔

"امل روکو آرہا ہوں میں۔" گلاسز دوبارہ آنکھوں پر لگاتے وہ امل کے پیچھے بھاگا۔

وہ دونوں لائبریری کے پاس پہنچے تو گراونڈ کے پلر کے پاس انہیں ایشل نظر آئی جو پیچھے کی طرف قدم بڑھا رہی تھی اور ایک لڑکا اسے تنگ کر رہا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر جہاں امل رکی وہیں طلال کا پارہ فوراً ہائی ہوا تھا، وہ بھاگتا ان کے پاس پہنچا اور کچھ سوچے سمجھے بغیر اس لڑکے کے منہ پر مُکا دے مارا۔

ایشل بے اختیار پیچھے ہٹی اور پاس کھڑی امل نے اسے سہارا دیتے اپنے ساتھ لگایا۔ طلال نے سمیر کو پکڑ کر اس پر مُکوں کی برسات کی تو سمیر نے اپنے بچاؤ کے لیے جوابی طور پر اس کی ناک پر مُکا مارا جس کی وجہ سے طلال کی ناک سے خون بہہ نکلا۔

"طلال...بس کرو، چھوڑ دو اسے۔" امل نے معاملہ بِگڑتے دیکھ طلال کو روکنا چاہا وہ دونوں آپس میں گتم گھتا ہوئے ایک دوسرے کو مارے ہی جا رہے تھے۔ ان دونوں نے ہی آج تک طلال کو کسی سے سخت لہجے میں بات کرتے نہیں دیکھا تھا اور آج اسے اسے لڑتے ہوئے دیکھ کر ان دونوں کے ساتھ ساتھ کچھ کلاس فیلوز کو بھی شاک لگا تھا۔

وہ دونوں طلال کو آوازیں دیں رہی تھی مگر طلال کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سمیر کا قتل کردے، اس کے اپنے منہ سے بھی خون نکل رہا تھا۔ معاملہ زیادہ بگڑتے دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آگے بڑھ کر زبردستی دونوں کو الگ کیا۔

" اگر اب تم مجھے اس کے یا کسی بھی لڑکی کے آس پاس نظر آئے تو میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" شرٹ کی آستین سے منہ سے خون صاف کرتے طلال غصے سے دھاڑا۔ ایشل کے ساتھ امل کو بھی طلال کو اس طرح سمیر کو مارتے دیکھ کر جھٹکا لگا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟ آپ لوگ یہاں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں، روز روز یہاں لڑائی کر کے یونی کا ماحول خراب مت کیا کریں، تم دونوں چلو زرا

میرے آفس میں۔" کسی طلباء نے ایچ۔او۔ڈی۔ کو لڑائی کی اطلاع دی تھی۔اوراب ان دونوں کی خیر نہیں تھی۔

******

"ایشل پلیز چپ ہو جاو۔" ایچ۔او۔ڈی، طلال اور سمیر کو اپنے آفس لے گئے تھے۔ ایشل وہی سیڑھیوں پر بیٹھی سر گھٹنوں پر رکھے روئے جارہی تھی۔

"ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا امل، تم جانتی نہیں ہو اگر سمیر نے سب اپنے گھر بتا دیا تو ممانیاں سب کچھ بڑھا چڑھا کر امّی کو بتائیں گئیں اور میرا جینا حرام کر دیں گئیں۔" رورو کر اس کی آنکھیں لال ہو گئیں تھیں۔

"تم دیکھنا ایسا کچھ نہیں ہو گا، پلیز رونا بند کرو سب اسٹوڈینٹس ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔یہ لو پانی پیو۔" امل پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھاتی بولی۔

"یا اللہ، میں کیا کروں۔ امل اگر سمیر نے یہ سب امّی کو غلط بیانی کر کے بتا دیا پھر میں کیا کروں گی۔ اس کی حالت دیکھ کر سب اس کی بات کا یقین کر لیں گے اور میرا کیریئر میرے خواب سب تباہ ہو جائے گا۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے۔

"میری جان، تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟ کچھ نہیں ہو گا ان شاء اللہ۔" امل اس کے آنسو صاف کرتی بولی۔

"میں...میں گھر جا رہی ہوں۔" آنسو صاف کرتی وہ اٹھنے لگی۔

"پاگل مت بنو ایشل، آنٹی کا سوچو تم ایسے گھر جاؤ گی تو وہ تمھاری حالت دیکھ کر پریشان ہو جائیں گی۔" امل نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کر کے کہا جو رونے کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔

"اب اٹھو ہم کامن روم چلتے ہیں یہاں بیٹھ کر روگی تو سب پتا نہیں کیا سوچیں گے۔"امل اس کا ہاتھ پکڑتی بولی اور اسے ساتھ لیے آگے بڑھ گئی۔

******

"کیوں یونی کا ماحول خراب کر رہے تھے تم دونوں؟"ایچ۔او۔ڈی۔ غصے سے بولے۔

" سر میں اپنی کزن سے بات کر رہا تھا اور اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔" سمیر سارا الزام طلال پر ڈالتے بولا۔

"بکو مت، تم اس سے بات نہیں کر رہے تھے تم اس کو ہراساں کرنا چاہ رہے تھے۔" طلال نے طیش کے عالم میں کہا۔

"وہ میری کزن ہے میں اس سے جیسے مرضی بات کروں، تمھیں اتنا برا کیوں لگ رہا ہے؟" سمیر کے طنزیہ انداز میں کہنے پر طلال اسے مارنے آگے بڑھا۔

"بس کر جاو۔" ایچ۔او۔ڈی۔ کی رعب دار آواز پر دونوں سیدھے ہوئے۔

" ابھی میں تم لوگوں کے گھر فون کر کے تمھارے کرتوت انہیں بتاتا ہوں۔ " فون ہاتھ میں پکڑتے وہ دھمکی دی۔" سمیسٹر بتاو دونوں اپنا؟"

" سیون سمیسٹر ہے۔" جواب سمیر کی طرف سے آیا۔

"شرم کرو کچھ ،کیوں ایک لڑکی کے پیچھے اپنی چار سال کی محنت ضائع کر رہے ہو۔اپنی پڑھائی مکمل کرو اور اچھا کیریئر بناؤ۔اب آئندہ کوئی تماشا لگایا تو فائنل کے پیپرز میں باہر ہوگے تم دونوں سمجھ میں آئی بات ، جاؤ اب یہاں سے ۔ " ہاتھ سے انہیں باہر جانے کا اشارہ کرتے وہ بولے۔

ایچ۔او۔ڈی۔ کے آفس سے باہر آنے کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

******

"تم آفس کیوں نہیں آرہے تھے سکندر؟" انہیں سکندر آج بہت دنوں بعد آفس میں نظر آیا۔

"میرا موڈ نہیں تھا، آپ بتائیں کیا چل رہا ہے۔" اپنے بھائی کے آفس روم کی چیئر پر بیٹھے وہ مسلسل پاؤں ہلا رہا تھا۔

"تم جانتے ہو تمھاری وجہ سے بابا جان کتنے پریشان رہتے ہیں۔ آخر تم اُن آوارہ لڑکوں سے دوستی کیوں نہیں ختم کردیتے، تم خود سمجھدار ہو پھر بھی

ناجانے تم باتوں کو کیوں نہیں سمجھتے؟" حسان کے لہجا میں اپنے بھائی کے لیے پریشانی صاف ظاہر تھی۔

"بابا جان کو تو آپ رہنے ہی دیں، وہ مجھ سے کبھی خوش نہیں ہوتے۔" اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"اگر تم دوستوں کے ساتھ گھومنا پھرنا کم کر کے کاروبار پر دھیان دو گئے تو بابا جان ضرور خوش ہوں گئے۔" اس نے سکندر کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"ہمم۔۔۔ بھائی اگر میں آفس آنے لگ گیا نا پھر میرے غصے کی وجہ سے ایسا نہ ہو سب ایمپلائز ریزائن کر دیں، اس لیے بہتر یہی ہے میں آفس نہ ہی آؤں۔" پیپر ویٹ گھوماتے اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"اس غصے کو کہیں آگ لگا کر اپنے بیوی بچوں کا سوچو، ابھی بچے چھوٹے ہیں کل کو ان کی ضروریات بڑھ جائیں گی، تم اپنے ساتھ ان کا مستقبل بھی برباد کررہے ہو۔" سکندر کی اس قدر لاپرواہی نے حسان کو غصہ دلایا۔

"اوہ... پلیز بھائی، اب آپ بابا جان کی طرح بھاشن دینے مت شروع ہوجانا۔ میں صرف اس لیے آفس آیا تھا کہ مجھے کچھ پیسے چاہیے تھے اور آپ کاروبار کی باتیں لے کر بیٹھ گئے۔" کاروبار کے نام پر ہمیشہ کی طرح اس کے چہرے پر بے زاری آگئی۔ بھائی سے چیک پکڑتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

******

وہ وہاں سے سیدھا واش رومز کی طرف آیا۔ واش بیسن کے سامنے لگے شیشے میں اپنا چہرا دیکھتے وہ ایک دم چونکا۔ چہرے پر پانی کی چھینٹے مار کر آستن پر لگے

خون کے نشان صاف کیے۔ یونی کی ڈسپینسری سے سنی پلاسٹ لینے کے بعد اس نے امل کو کال کی۔

"کہاں ہو تم؟" امل کے کال اٹھاتے ہی طلال بولا۔

"کامن روم میں ایشل کے ساتھ ، تم کہاں ہو ابھی ؟ ۔" جب طلال نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ دوبارہ بولی ۔

" طلال۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

NOVEL HUT

"ہاں تم پارکنگ ایریا کی طرف آجاؤ میں وہیں ہوں۔" امل کی بات سنے بغیر فون جیب میں رکھ کر اپنی گاڑی میں آبیٹھا۔

" چلو ایشل، ہم تمہیں گھر ڈراپ کر دیتے ہیں؟" طلال کا فون سننے کے بعد امل ایشل کے پاس آئی۔

"نہیں، میں چلی جاؤں گی۔ تم جاؤ۔" اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں پر نظریں جمائے کہا۔

"ہماری دوستی کو اتنے سال ہوگئے ہیں ایشل پر آج تک نہ تم میرے گھر آئی ہو اور نہ ہی اپنے گھر کا پتہ بتاتی ہو۔ تم میرے ساتھ چل رہی ہو، اب میں تمھاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔" ایشل کا بیگ اٹھاتی امل باہر نکلی۔

سیٹ سے ٹیک لگائے طلال کی نظر سامنے سے آتی امل اور ایشل پر گئی۔ اس نے موبائل نکال کر ٹائم دیکھا، ابھی چُھٹی میں ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔

"ایشل کو ہم گھر ڈراپ کریں گئے۔" امل نے گاڑی کا بیک ڈور کھولتے حکم دیا۔

"امل پلیز، رکشے والے انکل آنے والے ہوں گئے میں چلی جاؤ گی۔" ایشل کے بولنے پر طلال گاڑی سے باہر آکر ایشل کے پاس آیا۔

"ایشل... آئی۔ ایم۔ سوری۔ میں صرف تم سے مذاق کر رہا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی سے بات پر ناراض ہو جاو گی۔" طلال اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اتنی سی بات... طلال تم جانتے نہیں ہو جو تم نے ابھی کیا اس کے بعد وہ شخص میری اور میری ماں کی زندگی برباد کردے گا۔" ایشل ارد گرد کی پروا کیے بغیر چینخی۔

"یار مجھے نہیں معلوم مجھے اس وقت کیا ہوا تھا، میں بس ڈر گیا تھا۔" وہ بے بسی سے بولا ایشل نے غصے سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

" اچھا چھوڑو ان سب باتوں کو میں معافی مانگ رہا ہوں ناں تم سے آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔یہ دیکھو میرے جوڑے ہوئے ہاتھ اور پلیز گاڑی میں بیٹھو اس سے پہلے یہ سب مجھے مارنا شروع کردیں کہ شاید میں تمھیں چھیڑ رہا ہوں۔" اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ایشل بیٹھ جاؤ ناں پلیز، میں تمھیں ایسی حالت میں رکشے میں ہرگز نہیں جانے دوں گی کہیں تمھارا وہ لفنگا کزن راستے میں تمھیں تنگ نا کرے۔" امل نے پریشانی سے اس کا ہاتھ تھاما اسکی بات پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی طلال کو ایڈریس بتاتی گاڑی میں بیٹھی یہ جانے بغیر کے ایک بہت بڑی مصیبت اس کے انتظار میں ہے۔

******

اجلال اپنے آفس میں بیٹھا کچھ فائلز دیکھ رہا تھا جو مختلف یونیورسٹیوں کے اسٹوڈنٹس نے انٹرنشپ کے لیے بھیجی تھیں۔ وہ ان کو پڑھنے میں مصروف تھا جب اس کے پی۔اے نے اس کے کسی دوست کے آنے کی اطلاع دی۔

"سر آپ سے ملنے آپ کا کوئی دوست آیا ہے۔" پی۔اے کے بتانے پر وہ سوچ میں پڑ گیا آخر اس کا کون سا دوست اس کے آفس آیا ہے کیونکہ اس کے صرف چند ایک دوست تھے اور آج تک اس کا کوئی اس کے آفس نہیں آیا تھا۔

"ٹھیک ہے بھیجو اور دو گلاس جوس بھی بھیج دینا۔" انٹرکام رکھنے کے بعد اس نے ٹیبل سے فائلیں اٹھا کر سائیڈ پر رکھیں تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان۔"اس نے اجازت دیتے اندر آنے والے شخص کو دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ آنے والا سلمان شیرازی تھا اس کا سب سے قریبی دوست۔

"ارے جناب السلام علیکم ، کیسے آنا ہوا محترم کا آج یہاں، کبھی ہمارے بلانے پر تو آئے نہیں؟" اجلال نے اسے گلے لگاتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جس پر سلمان نے قہقہہ لگایا۔

"وعلیکم السلام ، کیا ہو گیا یار اب اگر آگیا ہوں تو تم ایسے ذلیل کرو گے۔ " اجلال نے اس سے دور ہو کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس کے سامنے رکھی چئیر پر بیٹھ گیا۔

"ذلیل کرنے والی بات نہیں ہے مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا۔" اجلال نے چہرے پر حیرت لاتے کہا۔

"لاؤ پھر تمھیں چٹکی کاٹ کر یقین دلاؤں۔"سلمان کی بات پر اجلال نے قہقہہ لگایا۔

وہ دونوں ابھی ہنس رہے تھے جب ڈورناک کرکے ملازم اندر آیا اور اس نے جوس کے گلاس ٹیبل پر رکھے۔ ہر وقت اپنے سڑے ہوئے باس کو آج ہنستے دیکھ کر اسے گویا شاک لگا تھا۔

"کتنا اچھا ہوتا اگر باس ایسے ہی ہنس کر سب سے بات کرتے ہوتے ویسے ہنستے ہوئے اتنے اچھے لگتے ہیں۔" ملازم نے دل میں سوچتے ایک نظر ہنستے ہوئے اجلال انصاری کو دیکھا جس کے دائیں گال پر ہنسنے سے خوبصورت ڈمپل

نمایاں ہوا تھا۔ایک بات تو واضح تھی یہ خبر اب پورے آفس میں پھیلنے والی ہے۔

******

"ہائے اللہ ، یہ کہاں سے لڑ کے آئے ہو سمیر؟" سمیر کے چہرے پر جا بجا چوٹوں کے نشانات دیکھتے صائمہ ممانی گھبرا کر بولیں۔

"یہ سب اس ایشل کے عاشق کا کیا دھرا ہے۔" سمیر نے پھنکارتے ہوئے کہا جبکہ صائمہ ممانی نے حیرانگی سے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"ایشل کا عاشق... تو چل میرے ساتھ ابھی اس کی ماں کو اس کے کرتوت بتا کر آتے ہیں، بڑا مان ہے نا اسے اپنی بیٹی پر۔" ٹشو سے سمیر کے زخم صاف کرتیں وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے بولے جا رہی تھیں۔

"کیا ہو گیا بھابھی، اور یہ سمیر کو چوٹ کیسے لگی۔" آمنہ ممانی ہمیشہ کی طرح ساڑھی پہنے، تیار ہوئے نیچے والے پورشن میں آئیں تو صائمہ ممانی کو سمیر کے زخم صاف کرتے دیکھ کر بولیں۔

"یونیورسٹی میں اس ایشل کے کسی عاشق نے میرے بیٹے کو اس لیے مارا کہ یہ بیچارا اس منحوس ایشل سے کچھ نوٹس کا پوچھنے گیا تھا اور یہ بات اس کے عاشق کو بری لگ گئی۔ میں تو ابھی جا رہی ہوں اس کی ماں کو بھی تو پتہ چلے اس کی بیٹی کیا گل کھلا رہی ہے۔" صائمہ ممانی بات کو بڑھاوا دیتے بولیں۔

"چلو میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں آخر پتا تو چلے اس لڑکی کا عاشق ہے کون؟" آمنہ ممانی کہاں پیچھے رہنے والی تھیں فوراً ان کے ساتھ جانے کے لیے مان گئیں۔

'کیسی کو نیچا دکھانا اور اسے بھرے مجمعے میں ذلیل ہوتا دیکھنا، آج کے دور میں بہت عام بات ہے۔ مگر لوگ بھول جاتے ہیں جب وقت کا چکر الٹا گھومتا ہے تو اس کی چکی میں سب پستے ہیں۔'

******

" بس یہیں روک دو، آگے میں خود چلی جاؤں گی۔"گاڑی کو گھر کے دروازے سے تھوڑی پیچھے روکواتی، ایشل نے اپنا بیگ اٹھایا اور گاڑی کا دروازہ کھولتے رکی۔

NOVEL HUT

" ابل تم بھی چلو میرے گھر، تمھیں امّی سے ملواتی ہوں۔" اس کی دوست آج پہلی بار اس کے گھر آئی تھی اور ایشل اسے کم از کم ایسے نہیں جانے دے سکتی تھی۔

"میں ضرور آتی مگر تم طلال کی شکل دیکھ رہی ہو اسے کتنی چوٹیں آئیں ہیں، ابھی یہاں سے ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔ اب تمھارا گھر تو دیکھ لیا ہے، ان شاء اللہ پھر کبھی آؤں گی۔ اپنا خیال رکھنا۔" طلال کے آنکھوں کے اشارے سے منع کرنے پر امل نے جلدی سے بولی۔ ایشل ان کا شکریہ ادا کرتی اپنے گھر میں داخل ہوئی، جس کا دروازہ پہلے سے کھلا ہوا تھا۔

"ارے بی بی، تم جانتی نہیں ہو تمھاری بیٹی باہر کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے۔" اندر داخل ہوتے اس کے قدم اچانک تھمے تھے، یہ اس کی ممانی کی آواز تھی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ کمرے تک پہنچی جہاں اس کی امّی ، سمیر اور دونوں ممانیاں موجود تھیں۔

"میری بیٹی ایسی نہیں ہے بھابھی ، سمیر کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" امّی ان لوگوں کو اپنی بیٹی کے کردار پر کیچڑ اچھالنے پر بولیں اور کمرے کے باہر ایشل نے دیوار کا سہارا لے کر بامشکل خود کو سنبھالا۔

"لیں آگئی آپ کی صاحبزادی صاحبہ، پوچھیں اس سے، کون ہے وہ لڑکا جس نے اس کے پیچھے میرے معصوم بیٹے کو پیٹا ہے؟" ایشل کو وہاں دیکھ کر صائمہ ممانی کھڑی ہوتیں اس کے پاس پہنچی۔

"یہ کیوں بتائے گی ؟ یونیورسٹی میں سارا دن یہ اس امیرزادے کے ساتھ پھرتی رہتی ہے اور اب بھی اسی کے ساتھ آئی ہوگی۔" سمیر کے جھوٹ پر اس نے نفی میں سر ہلاتے اپنی ماں کو دیکھا اور دوڑ کر ان کے پاس آئی۔

"یہ...یہ جھوٹ بول رہا ہے امّی ۔ آپ...آپ جانتی ہیں میں ایسی نہیں ہوں،یہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔" اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھتے وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پھر اس کا یہ حال کس نے کیا ہے بتاؤ۔ تم نے ہمیں پاگل سمجھ رکھا ہے کہ تم جو کہو گی ہم سن لیں گے۔ ارے میں تو پہلے ہی کہتی تھی یہ لڑکی ضرور ہماری ناک کٹوائے گی۔" ممانی نے اس پر بہتان لگایا۔

"آپ کا بیٹا مجھے راستے میں روک کر تنگ کر رہا تھا اور جس پر یہ الزام لگا رہا ہے اس نے صرف میری مدد کی تھی۔" وہ جانتی تھی اس کی ممانی کبھی اپنے بیٹے کو کچھ نہیں کہیں گی۔

"سمیر نے بس تم سے امتحان کے لیے مدد ہی مانگی تھی۔آخر وہ لگتا کیا ہے تمھارا اور کس رشتے سے وہ تمھاری مدد کررہا تھا بی بی؟" آمنہ ممانی کیسے پیچھے رہ سکتی تھیں۔

"امّی وہ امل کا بھائی ہے اور جب سمیر نے میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تو مجھے بچانے کے لیے وہ بیچ میں آگیا۔" اپنی ماں کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"ہم اب تمھارے گھر نہیں آئیں گے، کل کلا کو یہ لڑکی کوئی چاند چڑھا دے پھر سب نے ہمیں ہی بولنا ہے کہ ماموں ممانیوں نے اس کی اچھی تربیت نہیں کی۔" اپنے بیٹے پر کوئی آنچ آئے بغیر وہ سارا الزام ایشل پر ڈالتیں چلی گئیں۔

" امّی آپ تو میرا یقین کریں... میرا کوئی قصور نہیں ہے... امّی..."اپنی ماں کو بھی خود سے رخ موڑتے دیکھ کر وہ زمین پر بیٹھی روتے ہوئے انہیں اپنی بے گناہی کا یقین دلاتی رہی۔

******

"تم نے کچھ سوچا کہ تم گھر میں سب کو کیا بتاؤ گے؟" گاڑی کو مین روڈ پر ڈالتے وہ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا جب امل کی آواز پر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب کس بارے میں گھر بتانا ہے؟" اور امل کا دل کیا اسے چلتی گاڑی سے باہر پھینک دے۔

NOVEL HUT

"یہ جو چہرے پر نقشونگار بنے ہیں اور یہ بینڈیج لگائی ہے، اس کا کہہ رہی ہوں۔"
اس نے طلال کے سٹیرنگ پر رکھے بازو پر ٹکہ مارا۔

"آوچ ... تم میری بہن ہو یا ڈائن ؟" دوسرے ہاتھ سے بازو مسلتے اس نے
بات بدلنے کی کوشش کی۔

"تم مجھے ڈائن بولو یا جو مرضی کہو مگر میں گھر جا کر تمھاری حمایت نہیں کرنے
والی۔" امل سینے پر بازو باندھے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔

"یار بول دیں گے کچھ بھی۔" طلال کو خود کوئی بہانا سمجھ نہیں آرہا تھا، آج تک
اس کی کسی سے لڑائی ہی نہیں ہوئی تو وہ گھر میں کیا کہے۔

"تم گھر جاؤ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں ، اگر ممی پوچھیں تو بول دینا اس کے کسی دوست کا فون آیا تھا وہاں چلا گیا۔" گھر کے باہر گاڑی روکتے اس نے امل کی طرف کے دروازے کا لاک کھولتے کہا۔

"تم مجھے جھوٹ بولنے کا کہہ رہے ہو۔" امل حیرت سے طلال کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا اب تم اپنے بھائی کے لیے ایک جھوٹ بھی نہیں بول سکتیں؟" طلال نے افسوس سے سر ہلاتے کہا۔

"طلال ممی، پاپا نے ہمیں آج تک جھوٹ بولنا نہیں سکھایا۔ تم جانتے بھی ہو اس ایک جھوٹ کے بدلے پھر تم کتنے جھوٹ بولو گے۔" امل نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے پتا ہے مگر میں کچھ دیر دماغ کو پرسکون رکھنا چاہتا ہوں۔تم پلیز سب سنبھال لینا۔"طلال ونڈو سکرین سے سڑک پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"اس طرح جھوٹ بولنا صحیح نہیں ہے لیکن پھر بھی میں ممی کو کہہ دوں گی مگر اس کے بعد سب تمھیں خود سمبھالنا ہو گا۔"گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتے ہوئے امل گیٹ پار کر گئی۔

******

"پھر کیا سوچا ہے تم نے؟" حسان نے سکندر کو لان میں کھڑا پایا تو اس کے پاس جا کر بولا۔

"کس بارے میں؟" سکندر نے انجان بنتے پوچھا۔

"کل میں نے تمھیں کہا تھا تم اپنے بیوی بچوں کے لیے ہی آفس آجایا کرو۔"

حسان نے اسے یاد دلایا۔

"دیکھیں بھائی میرے بیوی بچوں کا خرچ تو ویسے بھی بابا جان اٹھاتے ہیں پھر مجھے کیا ضرورت خود کو تھکانے کی۔" لان میں موجود چئیر پر بیٹھتے سکندر لاپرواہی سے بولا۔

"میں یہی کہنا چاہتا ہوں کب تک بابا جان تمھارا خرچ اٹھاتے رہیں گے۔ دیکھو سکندر تم اپنی ذمداریاں کسی دوسرے کے کندھوں پر ڈال کر خود کو برباد کر رہے ہو۔ تمھارے پاس اچھی تعلیم ہے پھر اپنی کمپنی ہے۔ کہیں باہر دھکے نہیں کھانے پڑ رہے۔ تمھیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے گھر بیٹھے سب کچھ مل رہا ہے۔" حسان نے سکندر کو دوبارہ سمجھایا۔

"میں بھی تو یہی کہہ رہا گھر بیٹھے سب مل رہا ہے پھر میں جاب کیوں کروں۔ آپ کو شوق ہے آپ کرتے رہیں مگر اب آپ دوبارہ مجھے آفس آنے کا مت بولیے گا۔" حسان کی ساری باتیں نظر انداز کرتے سکندر نے صرف اپنے مطلب کی بات کو دہرایا۔

حسان نے بے بسی سے سکندر کو دیکھا جسے اتنے لمبے لیکچر کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔

احمد صاحب اپنے کمرے کی کھڑکی سے ان کی باتیں سن چکے تھے اور اپنے دل پر پتھر رکھتے وہ اب اپنے فیصلے کو حتمی شکل دینے والے تھے۔

******

جب اس کی آنکھ کھلی تو خود کو فرش پر لیٹے پایا، ایک دم اٹھتے اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ دوپہر کا واقع یاد آتے اسے اندازہ ہوا وہ روتے روتے وہیں سو گئی تھی۔ کمرے میں باہر سے آتی ہلکی روشنی شام ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی کمزوری کے باعث اس سے اٹھا نہ گیا۔

اسے یاد آیا وہ صبح جلدی میں ناشتہ نہیں کر کے گئی تھی اوریونی میں جو کچھ ہوا، پھر ممانیوں نے اس کے گھر میں آکر اس پر جو کیچڑ اچھالی، اس سب کے بعد اسے کسی چیز کا ہوش نہیں رہا تھا۔ صوفے کے ہتے پر ہاتھ رکھتے وہ اٹھی۔ زمین پر سونے کی وجہ سے اس کی کمر میں درد بھی ہو رہا تھا۔ گھڑی پر شام کے پانچ بج رہے تھے۔ بھوک سے نڈھال قدم گھسیٹتے وہ ڈرائینگ روم سے باہر آئی جہاں ہر طرف سکوت تھا۔

" اس وقت امّی صحن کا بلب جلا دیتی ہیں، آج کیوں نہیں جلایا۔" صحن کی لائٹ آن کرتے ایشل نے سوچا۔

"امّی... امّی ۔" سڑک کی طرف کا دروازہ بند دیکھ کر اس نے امّی کو آواز دیتے کچن میں جھانکا پر وہ وہاں بھی نہیں تھیں۔

" امّی آپ مجھ سے ناراض ہیں مگر میری بات کا جواب تو دیں۔ آج تو آپ نے لائٹس بھی نہیں آن کیں۔"وہ ان کے کمرے میں چلی آئی، سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے لائٹ جلائی ،مگر انہیں اس وقت سوتے ہوئے دیکھ ٹھٹکی۔

"امّی، آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ناں ؟ " ایشل ان کا کندھا ہلاتے بولی مگر وہ نہ اٹھیں۔ اس نے تشویش سے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھا جو ٹھنڈا تھا پھر ان کا چہرا بھی تھپتھپایا مگر وہ بے سد پڑی رہیں۔

"امّی خدا کا واسطہ آنکھیں کھولیں ، ایسے مت کریں میرے ساتھ ، امّی...۔"

ایشل ان کا بازو ہلاتی رو رہی تھی۔موبائل کی تلاش میں نظر دوڑاتے اسے خیال آیا اس کا موبائل بیگ میں ہے ۔آنسو صاف کرتی وہ اپنی امّی کے پاس سے اٹھی، بھاگ کر بیگ سے فون نکال کر ایمبولینس کو فون کر کے ایڈریس بتاتی واپس آئی، الماری سے پیسے بیگ میں رکھ کر امّی کی چادر نکالی۔

کچھ ہی دیر میں ایمبولینس پہنچی تو محلے کے لوگ بھی ایمبولینس کی آواز سن کر گھروں سے باہر آگئے۔انہیں اسٹیچر پر لٹا کر ایمبولینس میں ڈالا گیا تو وہ گھر کو تالا لگا کر ایمبولینس میں بیٹھی جہاں عملہ انہیں آکسیجن لگا چکا تھا ۔ہسپتال پہنچنے تک امّی کا ہاتھ پکڑ کے ایشل دعائیں پڑتی ان پر پھونک رہی تھی۔

******

"امل، طلال کدھر ہے؟ وہ تو یونی سے آتے ہی تم سے پہلے مجھے سلام کرنے آتا ہے؟" امل ماں کو سلام کرنے کے بعد اپنے کمرے میں جانے لگی جب مقدس بیگم کی آواز پر رکی۔

"ممی اس کے کسی دوست کی کال آئی تھی اس لیے وہ مجھے گھر ڈراپ کر کے چلا گیا۔"اس نے گھبرا کر آنکھوں کو بند کر کے طلال کے کہے الفاظ دھرائے، چونکہ امل کا رخ دروازے کی جانب تھا تبھی وہ اس کے تاثرات نہیں دیکھ پائیں۔

"آج پہلی بار ایسا ہوا ہے ورنہ وہ یونی سے آنے کے بعد کہیں نہیں جاتا۔" انھوں نے حیرت سے کہا"۔

NOVEL HUT

"شاید کوئی ضروری کام ہو کہہ رہا تھا شام تک آئے گا۔" اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ ان کا لاڈلہ لڑائی کے زخم چھپانے گیا ہے۔

" ایسا بھی کیا کام ہے جو شام کو فارغ ہو گا۔" انہیں تشویش ہوئی۔

"ممی وہ کون سا چھوٹا بچہ ہے آجائے گا آپ پریشان نا ہوں۔میں فریش ہو کر آتی ہوں پھر اکٹھے لنچ کرتے ہیں۔" اپنی ماں کو تسلی دیتی وہ دل ہی دل میں طلال کو سلاواتوں سے نوازنے لگی۔

NOVEL HUT

******

"اپنا یہ سامان اٹھاؤ اور نکل جاؤ میرے گھر سے ابھی اور اسی وقت۔ تم جیسے انسان کو میں اب ایک منٹ بھی اور برداشت نہیں کر سکتا۔"احمد صاحب کی

غصے میں بھری آواز لاونج میں گونجی۔ان کی آواز میں ایک تھرتھراہٹ تھی، جیسے وہ اپنے جذبات کو قابو کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

"بابا جان آخر ہوا کیا ہے جو آپ اسے یوں گھر سے بے دخل کر رہے ہیں؟"حسان نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں حیرت اور فکر ملی جلی تھی۔

سکندر کے چہرے پر ایک تلخ مسکان ابھری۔

"ہاں ہاں جارہا ہوں۔مجھے بھی شوق نہیں ہے آپ کے ٹکڑوں پر پلنے کا۔" اس کی آواز میں ایک کڑواہٹ تھی،آج وہ اپنے باپ سے ہر قسم کا رشتہ توڑ رہا تھا۔

"یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم بابا جان سے؟" حسان کی آواز میں ایک سختی تھی، اس نے سکندر کو بدتمیزی کرنے سے روکا ۔ لیکن وہ کسی کی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔

"جارہا ہوں میں یہاں سے ہمیشہ کے لیے اور اب کبھی مر کر بھی آپ کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا اور جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں میرا سب کچھ مجھ سے چھین کے، اس کے لیے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ میری یہ بات یاد رکھیے گا۔" اس کی آواز تیز تھی پھر وہ اپنا سامان اٹھائے،بیوی بچے کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔

حسان نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، "بابا جان آپ نے اسے کیوں اس گھر سے نکلا ہے، کہاں جائے گا وہ اس کے پاس کون سا رہنے کے لیے کوئی رہیائش ہے؟" اس کی آواز میں ایک فکرمندی تھی۔

"وقت آنے پر تمھیں اندازہ ہوجائے گا کہ میں نے اتنا بڑا فیصلہ کیوں کیا۔" احمد صاحب نے ایک لمبی سانس لی، ان کی آواز میں ایک سنجیدگی تھی۔

حسان نے بے بسی سے اپنی بیوی کو دیکھا، جو اپنی گود میں موجود بچے کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

******

"دراصل میں مجھے تم سے ایک کام تھا، یا یہ کہہ لو تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔" سلمان نے گہری سانس لے کر اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

"چلو اس بہانے تم میرے آفس تو آئے، ورنہ تم نے تو قسم کھائی ہوئی تھی یہاں نہ آنے کی۔" اجلال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم میرے بچپن کے دوست ہو، اور میری بہن کو بھی تم جانتے ہو۔" سلمان نے آہستہ سے کہا۔

"تمھاری بہن ماہا، ہاں میں جانتا ہوں، کیوں کیا ہوا؟" اجلال نے حیرت سے پوچھا۔

"یار وہ کسی بڑی کمپنی میں انٹرنشپ کرنا چاہتی ہے، مگر ڈیڈ نے اسے منع کر دیا کہ وہ اپنی لائف انجوائے کرے، اور تم جانتے ہو ایک بار وہ کسی چیز کو لینے یا کسی کام کا کرنے کا بول دے تو پھر کر کے ہی رہتی ہے۔" اس نے تمہید باندھی۔

"ہاں، مگر میں اس میں تمھاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟" اجلال نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"ڈیڈ نے مجھے یہ کام سونپا ہے کہ کسی اچھی کمپنی میں اس کی انٹرنشپ کے لیے ڈھونڈوں، اور مجھے تمھاری کمپنی کے علاوہ کوئی بھروسے مند کمپنی نظر نہیں آئی۔" سلمان نے ماہا کی فائل اجلال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، اگر ماہا بزنس میں انٹرسٹ رکھتی ہے تو تم لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ آج کے معاشرے میں ایک لڑکی کو اتنا مضبوط تو ہونا چاہیے کہ وہ اپنے لیے کچھ کر سکے۔" اجلال نے ایک نظر فائل پر ڈالی۔

"مطلب تم اسے ہائیر کرنے کو تیار ہو؟" سلمان نے حیرانی سے پوچھا۔

اجلال نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا، جس پر سلمان نے آٹھ کر اسے گلے لگایا۔

"تھینک یو یار تم نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی۔"

"تمہیں پتا ہے سلمان، ہمارے معاشرے میں عورتوں کو وہ مقام نہیں دیا جاتا جو وہ ڈیزرو کرتی ہیں۔ ہم لوگ انہیں ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے کے بجائے اتنا کمزور بنا دیتے ہیں کہ وہ اکیلے گھروں سے نکلنے سے ڈرتی ہیں۔ اگر مرد یہ بات جان لیں کہ ہمارے معاشرے میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے تو ہم انہیں کبھی پاؤں کی جوتی نہ سمجھیں بلکہ انہیں اپنے مقابل کھڑے ہونے کے قابل بنائیں۔ انہیں اتنی تعلیم و تربیت دیں کہ وہ آنے والی نسلوں کی اچھی تربیت کر سکیں تو یقین جانو ہمارا معاشرہ ترقی کرے گا۔" اجلال نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تمھاری مدد کا بہت شکر گزار ہوں، مجھے سمجھ نہیں آ رہا تمھارا شکریہ کیسے ادا کروں۔" سلمان کے چہرے پر خوشی کا تاثر تھا۔

"شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چلو اب اس خوشی میں تمھیں ڈنر کرواتا ہوں۔" اجلال نے اسٹینڈ سے کوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر بل میں پے کروں گا۔"سلمان اس کے پیچھے قدم اٹھاتے بولا۔وہ دونوں باتیں کرتے آفس سے باہر نکل گئے۔

******

"یا اللہ میری ماں کو صحت دے میرا ان کے علاوہ اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔" آئی.سی.یو. کے باہر رکھے بینچ پر بیٹھی وہ نظریں زمین پر جمائے مسلسل دعائیں کررہی تھی۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا انہیں دوسری بار ہارٹ اٹیک ہوا تھا، گھنٹے سے وہ باہر بیٹھی ڈاکٹرز کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی جو کوئی بھی تسلی بخش جواب نہیں دے رہے تھے۔

"مریض کے ساتھ آپ کے علاوہ اور کون آیا ہے؟" ایک ڈاکٹر آئی. سی. یو. سے باہر نکلی۔

" میری امّی کا میرے سوا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے." ڈاکٹر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ لوگوں کے کوئی رشتے دار تو ہوں گے آپ ان کو بلائیں ہمیں کچھ پیپرز سائن کروانے ہیں۔" ایک سینئر ڈاکٹر نے باہر آکر کہا۔

"پیپرز... کیسے پیپرز ڈاکٹر صاحب ، مم... میری امّی ٹھیک تو ہیں ناں؟ آپ لوگ کچھ بتا کیوں نہیں رہے؟" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اندر جا کے اپنی ماں کو دیکھ آئے۔

"دیکھیں ہم آپ کو پہلے ہی بتا چکے ہیں اور آپ بھی جانتی ہیں کہ آپ کی امّی کو دوسری دفعہ اٹیک ہوا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں ان کی سرجری کی جائے مگر اس کے لیے مریض کے گھر والوں سے سائن لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کسی مرد کو گھر سے بلائیں تاکہ باقی معاملات ہم ان سے طے کریں۔" ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بول کر چلے گئے اور ایشل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس سرجری کے پیسے وہ کہاں سے ادا کرے گی۔

NOVEL HUT

******

ہسپتال سے دوا لینے اور زخموں پر مرہم لگوانے کے بعد طلال اب اپنے زخموں کو چھپانے کے لیے گاڑی کو بے مقصد سڑکوں پر دوڑاتا رہا، اب شام کے دھندلے اندھیرے میں اس نے گاڑی گھر کے راستے پر ڈالی۔ سورج کی آخری

کرنیں افق کے پار چھپنے کو تھیں، اور آسمان پر نارنجی اور گلابی رنگ کی شفق بکھری ہوئی تھی۔

گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے، طلال نے اس خوبصورت منظر کو محسوس کیا۔ اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی اسے اپنے زخموں کو چھپانے کے لیے گھر سے باہر بے مقصد پھرنا پڑے گا مگر وہ زیادہ دیر بھی گھر سے باہر نہیں رہ سکتا تھا۔ گھروں کی چھتوں پر جلتے بلب کی روشنیاں، گلیوں میں پھیلتی کھانوں کی خوشبو، اور ہوا میں گونجتی مسجدوں سے آتی اذان کی آواز نے شام کے منظر کو اور بھی دلکش بنا دیا تھا۔

جیسے جیسے وہ گھر کے قریب پہنچ رہا تھا، آسمان پر تارے جگمگانے لگے تھے اور چاند نے بھی اپنی مدھم روشنی سے شام کے منظر کو رات میں بدل دیا۔ طلال گاڑی گھر کے پورچ میں کھڑی کر کے گھر میں داخل ہوا۔

لاونج میں قدم رکھتے اس نے سکون کا سانس لیا کیونکہ اس وقت سب مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو کوئی اس سے سوال کرنے والا نہیں تھا۔

"طلال کہاں تھے تم سارا دن اور صبح سے تم اب گھر لوٹے ہو، موبائل تمھارا آف تھا آخر تھے کہاں تم؟" وہ سیڑھیوں پر قدم رکھنے لگا تھا جب مقدس بیگم کی آواز پر وہ رکا۔ ''اُفس یار پھنس گئے۔''

"کہیں نہیں تھا بس دوستوں کے ساتھ آوٹنگ کا پلان بن گیا تھا اور سوری موبائل کی بیٹری ڈیڈ تھی۔" طلال نے بغیر رخ موڑے انہیں جلدی سے بہانہ بنایا ،وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی ماں اس کے چہرے پر لگے زخم دیکھیں۔

"ادھر دیکھو میری طرف طلال، مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔" انہیں تشویش ہوئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ممی آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں۔" طلال اپنی بات کہہ کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوا گیا جبکہ مقدس بیگم ابھی تک اس کی حالت سمجھنے سے قاصر تھیں۔

******

امل نے نماز سے فارغ ہو کر ایشل کو کال ملائی مگر کافی دیر جواب موصول نہ ہونے پر اسے پریشانی ہونے لگی۔ اس نے ایک بار پھر ایشل کا نمبر ٹرائی کیا۔

"ایشل پلیز فون اٹھاؤ، یا اللہ ایشل کے گھر سب خیریت ہو۔" بار بار نمبر ملانے پر بھی کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔ اب تو اسے صحیح معنوں میں ٹینشن ہو رہی تھی۔ امل اپنا فون لیتی دھاڑ سے طلال کے کمرے کا دروازہ کھولتی داخل ہوئی جہاں وہ شیشے کے سامنے کھڑا چہرے پر آئے زخموں پر کوئی کریم لگا رہا تھا۔ امل کو اس طرح کمرے میں دیکھ کر اس کے دل سے صرف ایک ہی دعا نکلی تھی "اللہ خیر کرے۔"

"کیا ہو امل سب خیریت تو ہے تمھارے چہرے کی ہوائیاں کیوں اُڑی ہوئی ہیں۔"

"طلال وہ ایشل..." اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا بولے۔

"کیا ہوا ہے ایشل کو، وہ خیریت سے تو ہے؟" ایشل کے نام پر طلال سب کچھ چھوڑ کر امل کی جانب متوجہ ہوا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"طلال ایشل میرا...فون نہیں اٹھا رہی میں... اسے کب سے کالز کر رہی ہوں، بیل جا رہی ہے مگر کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا۔" امل کی آواز بولتے بولتے بھرا گئی۔

"یا اللہ مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے جیسے ایشل کسی مشکل میں ہے۔"طلال نے دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا۔

"امل تم...تم ایک بار پھر کوشش کرو کیا پتا وہ کسی کام میں مصروف ہو یا اس کا فون سائیلنٹ پر ہو۔" اس نے امل سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

امل ایک بار پھر ایشل کا نمبر ملا رہی تھی۔

******

ایشل نے نماز کے بعد آنکھیں بند کر کے دعا کیے جا رہی تھی۔ اس کا فون مسلسل بج رہا تھا، لیکن اس کی توجہ صرف اپنی ماں کی صحت کی دعا میں مرکوز تھی۔ پرئیر روم سے باہر آ کر، وہ اسی کرسی پر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، دل میں بے چینی اور دماغ میں سوالات کا طوفان۔

اس نے اپنے رشتے داروں کو بھی فون پر خبر نہیں دی تھی۔ رشتے داروں کے نام پر اس کے ماموں اور ممانیاں تھیں جن سے وہ مر کر بھی مدد نہ مانگتی۔ مگر اب سرجری کے لیے وہ پیسوں کا بندوبست کہاں سے کرے گی اس کے پاس

تو اتنے پیسے بھی نہیں تھے پھر نانا کی پینشن جو وہ مرنے سے پہلے اس کی ماں کے نام کر گئے تھے وہ بھی اتنی نہ تھی کہ سرجری ہو سکے۔

وہ ابھی اسی کشمکش میں تھی جب ایک بار پھر اس کا موبائل بجا۔ ایشل نے گود میں رکھے موبائل پر جگمگاتے نام کو دیکھا۔ کال امل کی تھی اسے ویسے بھی کسی سہارے کی ضرورت تھی اس نے کال پس کرتے فون کان سے لگایا۔

"ایشل تم کہاں ہو یار میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں تمھیں اندازہ ہے میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔ ایشل تم سن رہی ہو۔" ایشل کے فون اٹھاتے امل نے نان سٹاپ بولنا شروع کر دیا۔

"امل، میری امّی..." ایشل کی سسکی فون میں گونجی تھی۔

"ایشل آنٹی ٹھیک تو ہیں؟ مجھے بتاؤ یار۔"امل نے پریشانی سے پوچھا طلال کو بھی پریشانی نے گھیرا تھا۔ طلال نے اشارے سے فون سپیکر پر ڈالنے کو کہا۔

"امل امّی... امّی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے... ان کی ...حالت بب....بہت خراب ہے،ڈاک... ڈاکٹرز کہہ رہے... ہیں کہ فوری سر... سرجری کی ضرورت ہے۔میں بلکل اکیلی ہوں امل مجھ ۔۔مجھے کچھ سمجھ نن... نہیں آرہی۔تت... تم پلیز آجاؤ۔"اس کی سسکیاں فون کے سپیکر سے باہر گونجی رہی تھیں۔

""تم... تم پریشان نہ ہو میں کچھ کرتی ہوں بلکہ میں تمھارے پاس آرہی ہوں تم خود کو سنبھالو پلیز۔" امل نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کہا۔اس کی دوست مشکل میں تھی اور جب ایک دوست مشکل میں ہو تو دوسرا دوست اس کے لیے بےچین ہو جاتا ہے۔

"پلیز... جلدی آنا۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" ایشل فون بند کرتے ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔

دوسری جانب امل نے فون بند کرتے طلال کو دیکھا جو ساکت کھڑا تھا اور اس کی آنکھیں میں ایشل کے لیے تکلیف امل کے لیے نئی نہیں تھی۔

******

یونیورسٹی کے پہلے روز امل نے صرف ایک ہی دوست بنائی تھی۔ ایشل شروع میں طلال کو مخاطب بھی نہیں کرتی تھی اور طلال ہمیشہ اس وقت امل کے پاس جاتا جب وہ دونوں باتیں کررہی ہوتیں یا کوئی اسائنمنٹ بنارہی ہوتی۔ مگر کچھ ہی مہینوں بعد ایشل کی امّی کو مائینرہارٹ اٹیک ہوا تھا جس کی وجہ سے ایشل اکثر غائب دماغی سے لیکچر سنتی تھی۔ طلال کو شروع میں ہی اس بات کا

اندازہ ہوگیا تھا کہ ضرور ایشل کیسی پریشانی میں ہے۔ اس نے یہ بات امل کو بتائی۔

"تمھیں کیسے پتا ایشل پریشان ہے؟" امل نے آنکھیں سکیڑتے طلال سے پوچھا۔

"بس مجھے پتا ہے کہ وہ کسی بات کو لے کر پریشان ہے۔" طلال نے کہا۔

"جہاں تک میں ایشل کو جانتی ہوں وہ تم سے بات تک نہیں کرتی تو اس نے تمھیں اپنی پریشانی کا کیسے بتادیا۔ دیکھو طلال اگر تم کوئی مذاق کر رہے ہو تو میں بہت برا پیش آؤ گی، یہ مت بھولنا میں تم سے ایک سال بڑی ہوں۔" امل کو لگا وہ مذاق کررہا ہے۔

"پتہ نہیں مگر میرا دل کہہ رہا ہے وہ پریشان ہے، اگر تمہیں نہیں یقین تو اسے فون کر کے پوچھ لو۔" طلال صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

اگلی صبح امل کے پوچھنے پر ایشل نے اسے اپنی امّی کے بارے میں بتایا تو وہ کچھ حیران ہوئی مگر پھر اکثر جب بھی ایشل کسی وجہ سے پریشان ہوتی طلال ہمیشہ اس کی پریشانی کو بھانپ جاتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سب امل کے لیے نیا نہیں رہا تھا جبکہ ایشل طلال سے زیادہ فری نہیں ہوتی تھی مگر طلال جب بھی اسے پریشان دیکھتا تو ہمیشہ اسے ہنسانے کے لیے امل سے جان بوجھ کر لڑتا اور ان کی نوک جھونک دیکھ کہ وہ اپنی پریشانی کچھ پل کو بھول کے ہنس دیتی تھی۔

******

طلال نے گاڑی کی چابیاں جیب میں ڈالیں اور امل کی طرف متوجہ ہو کر کہا، "تم ایسا کرو، ممی کو بتا کے آؤ، میں گاڑی نکالتا ہوں۔"

"تمہیں چوٹ لگی ہے طلال، اور پھر پاپا اور بھائی بھی آ گئے ہوں گے۔ اگر ان میں سے کسی نے تمھارے چہرے پر لگے زخم دیکھ لیے تو کیا جواب دو گے؟" امل نے طلال کے چہرے پر لگے زخم کی طرف دیکھا اور فکرمندی سے بولی۔

"میری فکر چھوڑو، ایشل کو تمھاری ضرورت ہے۔ تم بس کچھ رقم ممی یا پاپا سے لے لینا۔" طلال نے ایک گہری سانس لی اور جواب دیا اور پھر اپنے والٹ میں چیک بک سے ایک چیک نکال کر باہر نکل گیا۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے، طلال نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ ممی کچن میں تھیں، اور اس کا فائدہ اسے یہ ہوا کہ کسی نے اسے روکا نہیں۔

باہر پورچ میں صرف دو ہی گاڑیاں موجود تھیں: ایک اس کی اپنی اور ایک گھر کی، جو اس بات کا ثبوت تھیں کہ انصاری صاحب اور اجلال ابھی تک گھر نہیں آئے تھے۔ گاڑی کا لاک کھولتے ہوئے، طلال نے گارڈ کو اشارہ کیا۔ اتنے میں امل ہینڈ بیگ تھامے باہر آئی۔

"ممی کو بتا دیا ہے، مگر وہ کہہ رہی ہیں اگر کوئی زیادہ پریشانی کی بات ہے تو پاپا یا بھائی کو کال کر کے بلا لیں۔" امل نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں، شاید اس کی ضرورت نہ پڑے۔ تم نے پیسے تو لے لیے تھے نا؟" طلال نے گاڑی ہسپتال کے راستے میں ڈالتے ہوئے پوچھا جس پر امل نے ہاں میں سر ہلایا۔

باقی سارا سفر خاموشی سے گزرا۔ ہسپتال پہنچ کر طلال نے امل کو اندر بھیجا، جبکہ وہ خود چیک کیش کروانے چلا گیا۔

******

حسان کی آنکھوں میں اپنے بھائی کے لیے ترس اور بابا جان کے فیصلے کی وجہ سے مایوسی جھلک رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اب سکندر کی ان کی زندگی میں واپسی مشکل ہوگی۔

بابا جان کے غصے اور سکندر کا گھر چھوڑ کے چلے جانا، حسان اور اس کی بیوی کے لیے یہ سب بہت عجیب تھا۔ اس رات وہ دوبارہ بابا جان کے کمرے میں دستک دے کر داخل ہوئے تو بابا جان کو کھڑکی کے پاس کرسی پر بیٹھے دیکھا۔

"بابا جان، آپ نے اسے گھر سے کیوں نکالا؟ وہ آفس نہیں آرہا تھا مگر میں اپنی پوری کوشش کر رہا تھا اسے راضی کرنے کی۔" حسان نے آخر کار پوچھ ہی لیا۔

بابا جان نے گہری سانس لی اور کہا، "وہ شخص جو اپنے خاندان کی عزت کو خاک میں ملانے میں لگا ہو، میرے گھر میں رہنے کا حق نہیں رکھتا۔"

"لیکن بابا جان، کیا ہوا تھا؟" حسان نے پھر سے پوچھا۔

"اس نے میری بات نا مان کر نہ صرف ان آوارہ لڑکوں سے دوستی رکھی بلکہ خود کو نشے کا عادی بنایا اور دوسرے غلط کاموں میں بھی پڑ گیا، یہ سب میرے گھر کی روایات کے خلاف ہے۔" ان کی آواز غصے سے لرز رہی تھی۔

"بابا جان، میں جانتا ہوں کہ سکندر نے غلطی کی ہے، لیکن کیا ہم اسے ایک موقع نہیں دے سکتے؟" حسان نے نرمی سے کہا۔

حسان کو اپنے بھائی کی اس حرکت پر شرمندگی ہوئی۔کاش بابا جان اسے پہلے اس بارے میں بتا دیتے کہ سکندر نشے جیسی چیز میں لگ گیا ہے تو وہ اپنے بھائی کو سمجھانے اور زندگی میں صحیح راستے کی پہچان کروانے میں ضرور مدد کرتا۔

بابا جان نے حسان کی طرف دیکھا، ان کی آنکھوں میں سختی کے باوجود ایک باپ کی محبت جھلک رہی تھی۔ "میں نے اسے بہت مواقع دیے حسان، لیکن اس نے ہر بار میری امیدوں کو توڑا ہے۔"

"تو کیا آپ اسے کبھی معاف نہیں کریں گے، اگر میں..." حسان کے آگے بولنے سے پہلے احمد صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کہنے سے روکا۔

"تم اس سے نہیں ملو گے حسان اور اگر تم نے اس سے ملنے یا اسے میرے سامنے لانے کی کوشش کی اس دن میں تمھارے لیے مرجاؤں گا۔ اب فیصلہ تمھیں کرنا ہے کہ تم سکندر کو اس گھر میں لاؤ گے یا میرے فیصلے کا احترام کرو گے۔" حسان نے تڑپ کر بابا جان کو دیکھا۔

"میرے لیے آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر ہے بابا جان۔"اس نے احمد صاحب کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا، مگر دل میں بھائی کی جدائی کا بھی دکھ تھا۔

مگر اب بابا جان کے فیصلے کے بعد وہ جانتا تھا کہ اب سکندر بھی کبھی ان سے نہیں ملے گا۔

******

NOVEL HUT

ہسپتال کے کوریڈور میں، امل نے ایشل کو بیٹھے دیکھا جو اپنی ماں کے لیے مسلسل دعا کیے جارہی تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر تھکاوٹ کے آثار تھے۔ امل نے ایشل کے کندھے پر تسلی بھرا ہاتھ رکھا، "ایشل میری

جان تم ٹھیک ہو، یہ سب کیسے ہوا؟ اسے دیکھتے ہی ایشل اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔"

"امل میں نے تمھیں کہا تھا نا وہ سمیر سب برباد کر دے گا۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ "اس نے اور ممانیوں نے ساری بات بڑھا کر امّی کو بتائی اور اب امّی مجھے سے بات نہیں کر رہیں تھیں پھر میں جب ان سے بات کرنے ان کے کمرے میں گئی تو۔۔۔۔" باقی الفاظ اس سے ادا نا ہو پائے۔

"امل میں مر جاؤں گی اگر میری امّی کو کچھ ہوا تو...میرا ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے...میں مر جاؤں گی امل ...میں مر جاؤں گی..." ایشل بولتے بولتے اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔

"ایشل ہم دعا کریں گے دیکھنا آنٹی بہت جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔ تم پلیز چپ ہو جاؤ۔"امل اسے سینے سے لگائے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم نے کچھ کھایا ہے؟"امل کے پوچھنے پر ایشل نے نفی میں سر ہلایا۔"میں تمھارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔" امل اپنا بیگ اٹھانے لگی جب اس نے اسے روکا۔

"تم کہیں مت جاؤ مجھے کچھ نہیں کھانا ہے۔" امل نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"پاگل لڑکی حالت دیکھو اپنی کچھ کھاؤ گی نہیں تو ہوش میں کیسے رہو گی میں بس دو منٹ میں آتی ہوں۔" اسے تسلی دے کر جلدی سے ہسپتال کی کینٹین کی

NOVEL HUT

طرف چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں جوس اور سینڈوچ لیے اسے زبردستی کھلا رہی تھی۔

"اب بتاؤ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے ؟" ایشل کو زبردستی سینڈوچ کھلانے کے بعد اس نے نرمی سے پوچھا۔

"ڈاکٹرز کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے رہے ہیں۔ اس سرجری میں بہت خطرہ ہے امل اور اگر امّی کی سرجری نہ ہوئی تو بھی ان کی جان کو خطرہ ہے۔" وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"دعا میں بہت برکت ہوتی ہے۔ جب ہم مل کر دعا کریں گے تو دیکھنا آنٹی جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔" امل اس کے چہرے سے بال پیچھے کرتے تسلی دینے لگی۔

"امل، تمھارے ہونے سے مجھے حوصلہ ملا ہے۔"ایشل نے تشکر بھری نظروں سے امل کی طرف دیکھا اور ایک گہری نم سانس لی۔

طلال جب چیک کیش کروا کر سیدھا آئی.سی.یو کی طرف چلا آیا اس کی نظر سامنے بینچ پر پڑی جہاں امل، ایشل کو تسلی دے رہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے رک کر ان دونوں کو دیکھا۔امل سے بات کرتی ایشل کی نظر اچانک سامنے کھڑے طلال پر پڑی۔ اس کی آنکھوں میں غصّہ کی ایک لہر تھی، جو طلال کے دل کو دہلا گئی۔

ایشل طلال کو دیکھتے تیزی سے اٹھی اور ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا۔ تھپڑ کی گونج سے کوریڈور کی خاموشی ٹوٹی۔امل حیرت سے منہ پہ ہاتھ رکھے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔ میری ماں اس وقت صرف تمھاری وجہ سے ہسپتال میں داخل ہے۔ میری ایک بات یاد رکھنا طلال انصاری اگر میری ماں کو کچھ ہوا تو میں تمھاری جان لے لوں گی۔" ایشل کی آواز میں درد اور غصّہ کی ملی جلی کیفیت تھی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اس کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔

طلال خاموشی سے اس کی بات سنتا رہا، اس کی آنکھوں میں پچھتاوے کی جھلک ابھری۔ وہ اپنی صفائی میں بولنا چاہتا تھا مگر سامنے کھڑی لڑکی اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ اس کی کوئی بات سمجھ سکتی۔

"آپ میں سے کوئی ایک آکر پیپرز پر سائن کر دے تاکہ ہم مریض کی سرجری کر سکیں ورنہ زیادہ دیر کرنے سے ان کی جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر

نے آکر ایک بار پھر سرجری کے لیے کہا تو طلال ایشل پر نظر ڈالتے ڈاکٹر کے پیچھے ان کے کیبن میں چلا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ مجھے بتائیں کہاں سائن کرنے ہیں۔"طلال کے لہجے میں انتہا کی سنجیدگی تھی۔

"آپ کا مریض سے کیا رشتہ ہے؟" ڈاکٹر نے فائنل اس کی جانب بڑھاتے ہوئے سوال کیا۔

"میں ان کا بیٹا ہوں اور ان کے علاج پر جتنا بھی خرچ ہو گا یا کوئی بھی بات ہو گی آپ مجھے بتائیں گے۔" فائل پر سائن کرتے اس نے ڈاکٹر کو اپنا نمبر لکھواتے ہوئے کہا۔

"مگر مریض کے ساتھ آنے والی لڑکی تو بول رہی تھی کہ ان کی ماں کے علاوہ اس دنیا میں ان کا کوئی نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے تعجب سے پوچھا۔

"آپ انہیں چھوڑیں اور سرجری کی تیاری کریں۔" اپنی آواز میں ایک فیصلہ کن لہجہ لاتے ہوئے طلال نے کہا۔ اگر ایشل کی امّی اس کی وجہ سے اس حالت کو پہنچیں تھیں تو اب سب اسے ہی ٹھیک کرنا تھا۔

******

"سلمان تم نے اپنے دوست سے بات کی۔" ماہا سلمان کے کمرے میں دستک دے کر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں کی ہے۔" سلمان نے اپنے دو سالہ بچے کے ساتھ کھیلتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر کیا کہا تمہارے دوست نے کیا وہ مجھے انٹرنشپ کے لیے ہائر کرے گا؟" ماہا نے بے چینی سے پوچھا۔

"آہ... تمھاری فائل دیکھ کر تو شاید وہ انکار ہی کرتا..." سلمان نے مسکراہٹ روکنے کے لیے ہونٹ بھینچے۔

"کیا مطلب میں بیرون ملک سے اتنی اچھی تعلیم حاصل کر کے آئی ہوں، اتنے اچھے گریڈز ہیں اور تمھارے دوست نے منع کر دیا۔" ماہا کو دھچکا لگا۔

"میں نے کب کہا اس نے انکار کیا ہے۔ میں نے کہا تمھاری فائل دیکھ کر انکار کرتا مگر میں نے تمھاری سفارش کی تو وہ تمھیں ہائر کرنے کے لیے تیار ہے۔" اب کے سلمان نے ماہا کا چہرہ دیکھا جو سرخ ہو چکا تھا۔ یقیناً اب وہ اس پر برسنے والی تھی۔

"تم... تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔ اس طرح کے ڈرامے تم اپنی بیوی کے ساتھ ہی کیا کرو اور مجھے پتا ہے تم نے کوئی سفارش نہیں کی۔ میری فائل اس قابل ہے کہ کوئی بھی کمپنی مجھے یوں جاب دے۔" ماہا نے چٹکی بجاتے فخر سے کہا اس کے چہرے پر غصے اور خوشی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"تمھیں وہ ہائر تو کر رہا ہے مگر تم وہاں آرام اور سکون سے اپنی انٹرنشپ مکمل کرنا یہ نہ ہو تمھاری حرکتوں پر چار دن میں فائر ہو جاؤ" سلمان نے اب کے سنجیدگی سے کہا۔

NOVEL HUT

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے کہاں کیا کرنا ہے۔ ویسے تمھارا شکریہ۔" وہ ہاتھ ہلا کر بولتی باہر چلی گئی۔ سلمان اپنی بہن کو خوش دیکھ کر مسکرایا مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا اس کی بہن کسی کی زندگی جہنم بنانے والی تھی۔

******

طلال نے ڈاکٹر کے کیبن سے باہر آتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی، لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ایشل کی طرف بڑھا۔

"ایشل، میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے ناراض ہو، لیکن میں اگر اس وقت وہاں نہ آتا تو وہ گھٹیا انسان تمھیں کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا۔" طلال نے نرمی سے کہا۔

"اگر تم اس وقت وہاں نہ آتے تو میری ماں اس وقت زندگی اور موت کی جنگ نہ لڑرہی ہوتیں۔" ایشل نے طلال کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں غصہ اور درد کی ملی جلی کیفیت تھی۔

طلال نے ایشل کی بات سنی اور ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ اس نے ایشل کی آنکھوں میں دیکھا، اور پھر آہستہ سے کہا، "میں جانتا ہوں کہ تم مجھے اس سب کا قصوروار سمجھتی ہو لیکن اگر مجھے زرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ سمیر اور اس کے گھر والے تم پر اس طرح الزام تراشیاں کریں گے تو میں اسے سیدھا پولیس کے حوالے کرتا۔" اس کے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں سننا طلال، بس اگر میری ماں کو کچھ بھی ہوا نہ تو اپنے مرنے سے پہلے تمھیں مار کے جاؤں گی، سمجھے تم۔" اس کی آنکھوں سے آنسو کے چند قطرے زمین پر گرے تھے۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں آنٹی کا سارا علاج میں کرواؤں گا چاہے کسی بھی دوسرے شہر یا ملک سے ہی کیوں نہ کروانا پڑے میں کراؤں گا اور تم دونوں دیکھنا وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔" اس کی آواز میں ملال تھا۔

اسی لمحے، ڈاکٹر باہر آئے اور کہا، "سرجری کی تیاری ہو چکی ہے۔ ہم سرجری جلد ہی شروع کرنا چاہتے ہیں مگر ہارٹ کی سرجری میں کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لیے آپ لوگ ہر خبر کے لیے اپنے ذہن کو تیار رکھیں۔" وہ اپنے پروفیشنل انداز میں بولے جس پر ایشل نے دہل کر امل کو دیکھا جو اس کے سرد پڑتے ہاتھوں کو تھامے کھڑی تھی۔

"جی ٹھیک ہے آپ سرجری شروع کریں اور اگر آپ نہیں کر سکتے تو ہم انہیں کہیں اور بھی لے جانے کو تیار ہیں۔"طلال نے نرمی سے کہا۔

"آپ لوگ دعا کیجیے گا باقی ہم پوری کوشش کریں گے آپ کے مریض کو بچانے کی۔" ڈاکٹر نے انہیں تسلی دی۔

کچھ ہی دیر میں ایشل کی امّی کو آپریشن روم میں شیفٹ کر دیا گیا تھا جہاں سرجری کی تیاری مکمل تھی۔ آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھی ایشل مسلسل روئے جا رہی تھی اور امل اسے صرف تسلی دیتی اس کی امّی کی صحت کے لیے دعا گو تھی۔

طلال نے گھر فون کر کے انصاری صاحب کو ایشل کی امّی کی کنڈیشن کا بتا کر ان کے لیے دعا کرنے کو کہا تھا۔

******

"امل اور طلال نظر نہیں آرہے؟" اجلال فریش ہو کر نیچے آیا تو لاونج میں مقدس بیگم اور انصاری صاحب کو اکیلے بیٹھے دیکھ کر بولا۔

"امل کی دوست کی امی ہسپتال میں ہیں انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ طلال اور امل شام سے وہیں گئے ہوئے ہیں۔" مقدس بیگم نے جواب دیا۔

"اوہ، اللہ انہیں صحت دے۔ اب تو کافی رات ہو گئی ہے اب تک تو آجانا چاہیے انہیں۔" اجلال نے دعا دیتے وقت دیکھا۔

"امل بتا رہی تھی اس کی دوست کے والدہیں نہیں اور وہ اپنی ماں کے ساتھ اکیلی ہی رہتی ہے۔ طلال نے فون پر بتایا تھا ان کی ہارٹ سرجری ہو رہی ہے بس اللہ خیر کرے۔" انصاری صاحب نے طلال سے ہونے والی گفتگو انہیں بتائی۔

"اس لڑکی کے خاندان میں بھی تو کوئی ہو گا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی رشتے دار نہ ہو؟" اجلال کو تعجب ہوا۔

"بیٹا اس جہاں میں غریب کا کوئی نہیں ہوتا اور مشکل وقت میں تو رشتے دار سب سے پہلے پیچھے ہٹتے ہیں کہیں انہیں کوئی مالی مدد ہی نہ کرنی پڑجائے۔" انصاری صاحب افسوس سے بولے۔

"اب ان کی سرجری کا خرچ کون اٹھا رہا ہے کیونکہ ڈاکٹر بغیر پیسے لیے سرجری شروع نہیں کرتے۔" اجلال نے دوبارہ پوچھا۔

"طلال کچھ پیسے لے گیا تھا اور ان کی سرجری کے لیے میں نے طلال کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیج دیے تھے۔ اب تو سرجری شروع ہوئے کافی گھنٹے ہو چکے

ہیں۔" انصاری صاحب کے بتانے پر اجلال سر ہلاتے موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

******

چار گھنٹے ہونے کو آئے تھے اور ابھی تک نہ کوئی نرس باہر آئی تھی نہ کوئی ڈاکٹر۔ ایشل کی نظریں اس سرخ بتی پر جمی تھیں، انتظار تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا اور ساتھ ایشل کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

چار گھنٹے کی طویل اور نازک سرجری کے بعد، جب ڈاکٹرز آپریشن تھیٹر سے باہر آئے، ایشل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی اور امید کی جھلک تھی۔

"ڈاکٹر میری امّی کک... کیسی ہیں؟" ڈاکٹر کے باہر آتے وہ ان کے پاس گئی۔اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"مبارک ہو، آپ کی امّی کی سرجری کامیاب رہی ہے۔" ڈاکٹر کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی۔ "کچھ گھنٹوں تک انہیں ہوش آجائے گا ابھی وہ انڈر آبزرویشن ہیں، جلد انہیں روم میں شیفٹ کردیا جائے گا۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔"

ڈاکٹرز نے ایشل کو سرجری کامیاب ہونے کی خبر دی اور پھر طلال کو لیے اپنے کیبن کی طرف بڑھے۔

"میں آپ کو مریض کی کچھ دوائیں وغیرہ لکھ کر دے رہا ہوں یہ آپ کو ہسپتال کی فاریسی سے مل جائیں گی۔" ڈاکٹر نے پیڈ پر دوائیں لکھتے ہوئے طلال کو ان کے اوقات کار بتائے۔

"اور آپ نے اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ مریض کو کسی بھی قسم کی کوئی ایسی بات نہ بتائی جائے جس سے ان کو تکلیف پہنچے کیونکہ یہ ان کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔" ڈاکٹر نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر صاحب، ہم پوری کوشش کریں گے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔" طلال نے ڈاکٹر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر ہسپتال کی فاریسی کی طرف دوائیں لینے چلا گیا۔

"ایشل میں نے کہا تھا ناں آنٹی بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔"امل اور ایشل ابھی شکرانے کے نوافل ادا کر کے آئیں تب تک ایشل کی امّی کو روم میں شیفٹ کر دیا گیا تھا۔

"تمھارا بہت شکریہ امل، اگر تم لوگ نہ آتے تو شاید آج..." اس سے آگے ایشل سے بولا نہیں گیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"اللہ نے ہمیں آنٹی کے لیے وصیلہ بنا کر بھیجا تھا اور تم تو جانتی ہو اللہ ہماری مدد وہاں سے کرتا ہے جہاں ہماری سوچ بھی نہیں جاتی۔چلو اب رونا بند کرو، اور کچھ دیر ہمارے ساتھ گھر چل کر آرام کر لو اتنے گھنٹوں سے تم روئے جارہی ہو، ایسا نہ ہو تمھاری طبیعت خراب ہو جائے۔" امل نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں امّی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گئی اور مجھے نیند تب تک نہیں آئے گی جب تک امّی کو ہوش نہیں آتا۔" سکرین پر ابھرتی لائنوں پر نظریں جمائے وہ نم آواز میں بولی۔

"ایشل یہ آنٹی کی کچھ دوائیں وغیرہ ہیں اور امل یہ لو اس میں بسکٹ اور سینڈوچیز ہیں تم دونوں کب سے بھوکی ہو کچھ کھا لو۔" طلال نے کمرے میں داخل ہوتے دوائیں ٹیبل پر رکھیں اور دوسرا شاپر امل کی طرف بڑھایا۔

"مجھے کچھ نہیں کھانا۔" وہ طلال کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"امل تم اسے کچھ کھلاؤ پھر میں تمھیں گھر چھوڑ دوں گا کیونکہ ایک سے زیادہ لوگ پیشنٹ کے پاس نہیں رہ سکتے۔"امل کو بولتے وہ باہر جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔وہ جانتا تھا ایشل کبھی اس کے سامنے نہیں کھائے گی مگر امل اسے

زبردستی کچھ نہ کچھ کھلا دے گی۔ کچھ دیر بعد وہ امل کو لیے گھر جانے لگا تو ایشل کے پاس رکا۔

"اپنا خیال رکھنا اور اندر سے دروازے کو بند کر لینا اور جیسے آنٹی کو ہوش آئے گا تم امل کو فون کرو گی ٹھیک ہے اور اگر کسی بھی قسم کا مسئلہ ہو تم مجھے کال کرنا امل تمھیں میرا نمبر دے دے گی، ٹھیک ہے۔" طلال اسے سمجھاتے ہوئے بول رہا تھا اور وہ صوفے پر بیٹھی سر ہلا رہی تھی۔ وہ اس کی احسان مند تھی اگر وہ بروقت پیسوں کا انتظام نہ کرتا تو آج اس کی دنیا اجڑ جاتی۔

'اچھے دوست ملنا بھی کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا اور جب دوست آپ کے اپنوں سے زیادہ آپ کا ساتھ دیں تو ان کے لیے جان بھی قربان کرنی پڑے تو وہ بھی کم ہے۔'

ان کے جانے کے بعد اس نے طلال کی ہدایت پر عمل کرتے دروازے کو لاک کیا پھر واپس اس صوفے پر آبیٹھی۔ سوچوں میں گم کب نیند کی وادیوں میں اتری اسے اندازہ نہیں ہوا۔

******

رات کے ڈیڑھ دو بجے وہ گھر پہنچے تھے۔ لاونج میں پہنچتے ان کی نظر سامنے صوفے پر بیٹھے اپنے والدین پر گئی جو ان کے انتظار میں اس وقت بھی جاگ رہے تھے۔ ان کو دیکھتے دونوں سے سلام کیا اور وہیں ان کے پاس بیٹھ گئے۔

"آپ لوگ ابھی تک جاگ رہے ہیں؟" امل نے مقدس بیگم کے کندھے پر تھکاوٹ سے سر رکھتے پوچھا۔

"جب اولاد گھر سے باہر ہو تو ماں باپ کو تب تک نیند نہیں آتی جب تک ان کی اولاد گھر نہ آجائے۔" انہوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اب کیسی طبعیت ہے تمھاری دوست کی امّی کی۔" انصاری صاحب کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے آپریشن کامیاب رہا مگر ابھی وہ ہوش میں نہیں تھیں ہم تو ابھی وہیں رکنا چاہتے تھے مگر رات میں کوئی ایک بندہ ہی وہاں رک سکتا تھا اس لیے ہم آگئے۔" نیند سے بوجھل ہوتی آواز میں طلال نے بتایا۔وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے بیٹھا تھا۔

"بیٹا تم رک جاتے وہاں اب بیچاری بچی کیسے اکیلے سب ہینڈل کرے گی۔" مقدس بیگم طلال سے بولیں۔

"ممی میں نے اسے کہا تھا مگر وہ اپنی امّی کے پاس رکنا چاہتی تھی اور وہ ابھی ہوش میں بھی نہیں تھیں۔" جواب امل نے دیا تھا۔

"اس کا کوئی رشتے دار بھی اس مشکل وقت میں نہیں آیا کیا؟" انصاری صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

"پاپا ان کے کچھ فیملی ایشوز ہیں اور میں نے آپ کو بتایا تھا اس کے فادر بھی نہیں ہیں سارا خرچ اس کے نانا کی پینشن سے پورے ہوتے ہیں ایسے میں رشتے دار بھی مدد نہیں کرتے کہ کہیں سارا خرچ انہیں نہ اٹھانا پڑے۔" امل نے افسوس سے کہا۔

"کل میں تمھارے ساتھ ہسپتال چلوں گی اور پھر تم ایسا کرنا اس بچی کو یہاں لے آنا تاکہ وہ تھوڑا آرام کر لے۔" انہیں ایشل سے ہمدردی ہوئی تھی۔

"اب تم دونوں بھی جا کر آرام کر لو پھر صبح اس کے لیے ناشتہ بھی لے جانا۔"انصاری صاحب کے کہنے پر دونوں اپنے کمرے کی طرف جانے لگے جب انہوں نے طلال کو آواز دے کر روکا۔

"ایک منٹ روکو یہ تمھارے چہرے پر زخم کیسے آئیں ہیں طلال؟" انصاری صاحب نے تشویش سے پوچھا۔ طلال اور امل نے ایک دوسرے کو دیکھا کہ اب کیا کریں؟ صبح ہونے والی لڑائی کے زخموں کو طلال بلکل بھول چکا تھا۔

"کچھ نہیں پاپا، وہ بس کچھ لوگوں کی لڑائی ہو گئی تھی انہیں چھڑانے میں کچھ زخم آگئے۔آپ فکر نہیں کریں میں نے دوا لگا لی تھی۔"طلال بولنے کے بعد ایک سیکنڈ وہاں نہیں رکا تھا۔

طلال کی جلدی میں جانے کی وجہ سے انصاری صاحب کو اور بھی فکر ہونے لگی۔ انہوں نے امل کی طرف دیکھا، جو طلال کے پیچھے پیچھے جانے کو تیار تھی۔

"امل رکو، کیا واقعی سب ٹھیک ہے؟"انصاری صاحب نے پریشانی سے پوچھا۔

امل نے ایک گہری سانس لی اور جواب دیا، "جی پاپا، طلال نے صحیح کہا۔ وہ بس دوسروں کی مدد کر رہا تھا۔ آپ بے فکر رہیں۔"

"ٹھیک ہے تم آرام کرو۔"انصاری صاحب نے امل کو دیکھا اور ایک مطمئن مسکراہٹ دی۔

امل نے طلال کے پیچھے جانے سے پہلے انصاری صاحب اور مقدس بیگم کو گلے لگایا اور پھر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

******

اس کی آنکھ موبائل پر بجتے آلارم سے کھلی۔ اٹھتے ساتھ اسے پہلا خیال اپنی امّی کا آیا۔ آلارم بند کرتے اس نے وقت دیکھا، صبح کے ساڑھے چار کا وقت تھا اور ہسپتال کی خاموشی میں مسجدوں سے آتی اذان کی آواز اس کے دل میں اتر رہی تھی۔ کمرے میں بنے اٹیچ باتھ سے وضو کر کے کمرے میں رکھی جائے نماز قبلہ رُخ کی طرف بچھا کر نماز ادا کی، دعا کرتے اس کی نظر اپنی امّی کے ہاتھ پر گئی جہاں اسے ہلکی سی حرکت محسوس ہوئی۔ جائے نماز واپس اس کی جگہ پر رکھتے وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی اپنی امّی کے بیڈ کے پاس آکر رکی۔

"امّی۔" ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے اس نے ہلکی آواز میں کہا۔ سکرین پر ابھرتی لائن زرا سی بے ترتیب ہوئی تھی اور یہاں اس نے ایک پل کو سانس روکی

تھی۔ اسے یہ خیال ہی نہ آیا کہ باہر سے ڈاکٹر یا کسی نرس کو بلا لائے۔بیڈ پر لیٹے وجود کے ہاتھوں میں اب باقاعدہ لرزش پیدا ہو رہی تھی۔

"امّی...امّی....، یا اللہ میں کیا کروں۔ہاں امل...امل کو فو...فون کرتی ہوں۔"فون ملانے کے کچھ دیر بعد اسے سپیکر سے امل کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"امل امّی... امّی نے اب...ابھی ہا...ہاتھ کو ہلایا۔وہ...وہ ٹھیک ہیں۔میری امّی کو ہوش آرہا ہے امل۔" وہ اتنی ہواس باختہ تھی کہ اسے سمجھ ہی نہیں آئی وہ کیا بول رہی ہے۔دوسری طرف امل کی نیند ایشل کی آواز پر فوراً غائب ہوئی تھی۔

"ایشل تم کسی ڈاکٹر یا نرس کو بلاؤ ہم ابھی پہنچتے ہیں۔" امل نے فون بند کرتے جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلے پھر طلال کا دروازہ بجانے لگی جو دو منٹ بعد کھل گیا۔

"کیا ہوا امل، سب خیریت ہے؟" طلال نے نیند سے با مشکل آنکھیں کھولتے پریشانی سے پوچھا۔

"ایشل کا فون آیا ہے اس کی امّی کو ہوش آرہا ہے ہمیں جانا چاہیے تم جلدی سے نیچے آؤ میں تب تک ایشل کے کھانے کے لیے کچھ لے لیتی ہوں۔" جلدی سے سڑھیاں اترتی وہ سامنے سے آتے اجلال سے ٹکراتے ہوئے بچی۔

"تم کیوں اتنی صبح صبح تیز گام بنی بھاگتی پھر رہی ہو۔" امل کے سر پر ہاتھ رکھتے اجلال نے پیار سے کہا۔ "اور ہاں وہ تمھاری دوست کی مدر کی طبیعت کیسی ہے اب؟" اچانک خیال آنے پر اس نے پوچھا۔

"میں اور طلال ابھی وہیں جا رہے ہیں۔ ایشل کا فون آیا تھا کہ آنٹی کو ہوش آ رہا ہے۔" بھاگنے کی وجہ سے اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ اسی وقت طلال بھی نیچے آیا تھا۔

"طلال تم نے کیا اپنے کمرے میں بلیاں پال لی ہیں؟" اجلال کے بولنے پر اس نے نا سمجھی سے امل کی طرف دیکھا پھر اجلال کو۔

"زرا آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھو اتنے زخموں کے نشانات ہیں اس پر۔" اس کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے اجلال بولا۔

"یہ بہت لمبی کہانی ہے ہم آپ کو آکر بتائیں گے، اللہ حافظ ۔ ابھی ہمیں راستے سے کچھ چیزیں بھی لینی ہیں۔"امل کے کہنے پر طلال نے اسے گھور کر دیکھا جس پر وہ بات بدل گئی۔

"کیا ضرورت تھی بھائی کو یہ بولنے کی کہ بہت لمبی کہانی ہے۔ تمھیں وہی بولنا چاہیے تھا جو کل ممی پاپا کو بولا تھا۔" طلال نے ہسپتال کے باہر گاڑی روکتے امل سے کہا۔

"ارے بھائی کو کون سا یاد رہنا ہے تم خوامخواہ پریشان ہو رہے ہو۔"ہسپتال کی بلڈنگ میں داخل ہوتے وہ بولی۔

******

امل کو فون کرنے کے بعد وہ ڈاکٹر کو بلا لائی تھی۔

"آپ کی پیشنٹ کو جلد مکمل ہوش آجائے گا مگر بہتر یہی ہوگا کہ ان سے زیادہ بات چیت نہ کی جائے۔ ان کو ہوش آنے کے کچھ دیر بعد غنودگی کا انجیکشن لگے گا تاکہ بولنے یا ہلنے سے ان کے زخم خراب نہ ہوں۔" چیک اپ کے بعد ڈاکٹر کچھ ضروری ہدایات کرتے چلے گئے۔

ڈاکٹر کے جانے کے کچھ دیر بعد وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ امل نے ایشل کو گلے لگاتے اس کی امّی کی خیریت دریافت کی۔ طلال نے کھانے کا شاپر ٹیبل پر رکھا اور خود کسی کام سے باہر چلا گیا۔

سرجری کے تقریباً پانچ گھنٹے بعد انہیں ہوش آیا تھا۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں، ایشل اور امل دونوں ان کے بیڈ کے پاس موجود تھیں۔

ایشل نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔

ایشل کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

"امّی۔۔مجھے۔۔۔معاف ۔۔کردیں..."وہ ان کے ہاتھوں پر سر ٹکائے روتے ہوئے بولی۔

"ای۔۔ایشل۔۔ مم۔میں۔۔ تم۔۔۔۔سے۔۔۔
نا۔۔۔ناراض۔۔نن۔۔ نہیں ہوں..."بولنے کی وجہ سے ان کے زخم کھچ رہے تھے۔آپریشن کی وجہ سے وہ زیادہ بات چیت نہیں کر سکتی تھیں اور ایشل کے لیے یہی غنیمت تھا کہ اس کی امّی اس سے ناراض نہیں تھیں۔امل خاموشی سے کھڑی ان دونوں ماں بیٹی کو دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے کو دیکھتے صرف آنسو بہا رہی تھیں۔

تھوڑی دیر میں نرس نے آکر انہیں غنودگی کا ٹیکہ لگایا اور چلی گئی۔ کچھ منٹ بعد طلال کمرے میں داخل ہوا۔

ایشل کی امّی نے غنودگی میں جانے سے پہلے آہستہ سے سرگوشی میں کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ اتنی آہستہ تھی کہ کمرے میں کسی کو نہیں سنی۔

"ہسپتال کے سارے بل اور آنٹی کی سرجری اور ادویات سب کے بل پے کردیے ہیں۔ اگر کوئی بھی تمھیں بل پے کرنے کو بولے تو تم مجھے کال کرنا باقی میں دیکھ لوں گا۔" طلال اس کو دیکھے بغیر بولا۔

"تم... تم دونوں کا بہت شکریہ اس مشکل وقت میں میری مدد کرنے کا... میں پوری کوشش کروں گی کہ اس سب پر جو بھی خرچ آیا ہے میں اسے اتار دوں

گی، میں نہیں چاہتی میرے اُوپر کوئی قرض رہے۔" وہ ان کی قرض دار تھی اور وہ جانتی تھی اس قرض کو اتارنے میں اسے سالوں لگ جانے تھے۔

"تم سچ میں پاگل ہو۔ دوست تو نام ہی بھروسے کا ہے اور ایک سچا دوست وہی ہوتا ہے جو آپ کے اچھے وقتوں میں آپ کے ساتھ خوش ہو اور برا وقت آنے پر آپ کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھے۔ ایک بات یاد رکھنا میں نے یہ سب اس لیے نہیں کیا کہ تم مجھے یہ بول کر شرمندہ کرو کے یہ تم پر قرض ہے۔ میں نے یہ اس لیے کیا تاکہ تم پھر سے مسکرا سکو اور خوش رہ سکو۔"طلال نے ایشل کی آنکھوں میں دیکھتے بولا، ایک معذرت خواہ نظر سے دیکھا۔

ایشل اور امل ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں، دونوں کی آنکھوں میں سوال تھے۔

******

آج انٹرنشپ کے لیے چنے گئے اسٹوڈنٹس کے انٹرویوز تھے۔ ان اسٹوڈنٹس میں زیادہ تعداد لڑکیوں کی تھی جو اپنے باپ ، بھائی کا سہارا بننے کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھیں۔

"سر آپ نے زیادہ گرلز اسٹوڈنٹس کو چنا ہے اور باہر بیٹھی کچھ لڑکیاں اتنی ڈری ہوئی لگ رہی ہیں مجھے نہیں لگتا یہ انٹرویو کے سوالات کے جواب درست دیں گئیں۔" اجلال کے پی۔اے نے سب کی فائلز ترتیب سے رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں اسد، اگر آج یہ ڈر کر جواب دیں گیں تو یہ جاب انہیں اس قابل بنا دیں گی کہ یہی لڑکیاں کل کو مستقبل میں اپنے اوپر یا کسی دوسری لڑکی

پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز اٹھا سکیں۔" اجلال کے لہجے میں سکون تھا۔

"سر ماہا شیرازی ان کا انٹرویو لیا تھا اور وہ اس میں کامیاب رہی ہیں۔"پی۔اے کی بات پر اس نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے اسد، باقی سب کے انٹرویوز ہو جائیں پھر ان کے ساتھ ہی ماہا کو بھی اپائنٹمنٹ لیٹر بھیج دینا۔ اور جن کے ٹرانسفر لیٹر اور پروموشن لیٹر تیار کرنے کو کہا تھا وہ کام بھی جلد ہونا چاہیے، اس سے آفس ورک میں ڈسٹربنس پیش نہیں آئے گی۔"اس نے طلبہ کے ناموں کی لسٹ اسد کو دی۔

"جی سر وہ کام پہلے ہی شروع کر دیا گیا تھا جس دن آپ بولیں گے ہم انہیں لیٹر دے دیں گے۔"اسد نے تفصیلات دیتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر میں انٹرویوز کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور اجلال کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ اس قوم کا مستقبل اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کو کوشاں ہے اور یہ بات ان کی کمپنی کے لیے بھی اچھی تھی۔

******

ایشل کی امّی کو ہسپتال سے گھر منتقل کر دیا گیا تھا۔ان تینوں کے فائنلز کا شیڈیول بھی آگیا تھا مگر چونکہ ایشل کئی ہفتوں سے یونیورسٹی نہیں گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا بہت سا کام رہ گیا تھا۔اتنے دنوں بعد اس نے امل کا نمبر ملایا۔

"تم میرے گھر آجاؤ ہم تینوں مل کر پیپرز کی تیاری کریں گے۔" اس دن فون پر بات کرتے امل نے اسے بولا۔

"نہیں یار میں نہیں آسکتی۔" وہ نہیں چاہتی تھی اب کوئی اس کے کردار پر انگلی اٹھائے۔

"اب تو آنٹی بھی گھر آگئی ہیں اور ان کے پاس ملازمہ ہوگی اس لیے میں کوئی بہانے نہیں سنوں گی۔" امل حکمیہ لہجے میں بولی۔ طلال اور امل نے اپنے گھر کی ایک ملازمہ کو ہی آنٹی کی دیکھ بھال کے لئے ایشل کے گھر میں رکھوایا تھا۔جو چوبیس گھنٹے اس کی امّی کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

"امل تم سمجھ نہیں رہی ہو میں کسی کے گھر نہیں جاتی، پھر امّی بھی مجھے اجازت نہیں دیں گی۔" اس نے بے بسی سے کہا۔

"آنٹی سے میں خود بات کرتی ہوں ابھی جا کر تم بس تیار ہو جاؤ۔" ایشل کی سنے بغیر اس نے فون بند کیا اور ایشل اس وقت کو کوسنے لگی جب وہ اس کے ساتھ گھر آئی تھی۔

ایشل اپنے کمرے سے نکل کر امّی کے کمرے میں آئی جہاں ملازمہ انہیں دلیہ کھلا رہی تھی۔

"کیا بات ہے کچھ پریشان ہو؟" انہوں نے اسے اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس پیپرز کی ٹینشن ہے اور کچھ نہیں۔"چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کرتے بولی۔ اب وہ ملازمہ کے سامنے امل کے آنے کا بتا کر، انہیں اپنے اس کے ساتھ جانے سے روکنے کا نہیں بول سکتی تھی۔

"میری بیٹی نے آج سے پہلے تو کبھی پڑھائی کی ٹینشن نہیں لی اور ہمیشہ اچھے سے کامیاب ہوئی ہے، دیکھنا اب بھی اللہ تمھیں کامیاب کرے گا۔" انہوں نے اسے تسلی دی۔ اتنا تو وہ جانتی تھیں وجہ کچھ اور ہے۔

کچھ وقت بعد گلی کے دروازے پر دستک ہوئی اور ایشل جانتی تھی کہ باہر کون ہو گا۔ دوپٹہ درست کرتے وہ اٹھی تھی۔ دروازہ کھولتے اس کے سامنے امل کھڑی تھی۔ شاید وہ ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔ وہ جب بھی طلال کے ساتھ آتی طلال ہمیشہ ملازمہ کو باہر بلا کر امّی کے بارے میں پوچھتا مگر وہ اندر نہیں آتا تھا۔

سلام کرنے کے بعد وہ امل کو لیے امّی کے کمرے میں داخل ہوئی، اور وہ اسے دیکھ کر ہر بار کی طرح پیار کرتیں اپنے پاس بٹھا کر باتیں کرنے لگیں۔ ایشل نے ملازمہ کے ساتھ کھانا کا سامان لگانے لگی۔

"آنٹی اب آپ ہی اسے بولیں میری تو یہ سنتی نہیں۔آپ اسے بولا کریں کہیں آیا جایا کرے گھر میں رہ کر صرف فضول ہی سوچتی ہے۔ہمارے پیپرز بھی سر پر ہیں اس لیے میں چاہتی ہوں ایشل میرے ساتھ گھر چلے ہم مل کر تیاری کریں گے۔" امل کے کہنے پر ایشل نے ناراض نظروں سے اسے دیکھا۔

"ایشل بیٹا اگر بچی اتنے پیار سے تمھیں لینے آئی ہے تو چلی جاؤ اس طرح تم لوگ پیپرز کی تیاری بھی کر لو گے اور تمھارا ذہن بھی بٹ جائے گا۔" امّی کے بولنے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کے منع کرنے پر بھی نہیں مانیں گئیں۔

"تم جا کر تیار ہو مجھے آنٹی سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔" ایشل اسے گھورتے ہوئے تیار ہونے چلی گئی۔

"آنٹی میں کئی بار آپ سے یہ بات کرنا چاہتی تھی مگر ہر بار ایشل کے کہنے پر چپ تھی۔ " امل نے چائے کا کپ میز پر رکھتے کہا۔

"کیا بات ہے بیٹا آپ مجھے بتائیں۔" وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولیں۔

"آپ کے رشتے داروں نے ایشل پر اس دن الزام لگایا تھا۔ اصل میں اس دن میرے بھائی نے ایشل کو سمیر سے بچانے کے لیے اسے مارا تھا اور خود اس کو بھی چوٹیں آئیں تھیں۔ ہم لوگ بس اچھے دوست ہیں اور سمیر ایشل کو راستے میں روک کر تنگ کر رہا تھا۔ جب میرے بھائی نے ایشل کی مدد کی تو

سمیر نے اسے غلط لفظوں میں بیان کیا۔ "آج وہ سوچ کر آئی تھی ایشل کی بے گناہی ثابت کر کے رہے گی۔

"ایشل صرف میری دوست نہیں ہے وہ بلکل میری بہنوں جیسی ہے۔ ایشل نے مجھے اس دن ہی بتا دیا تھا کہ سمیر گھر میں اس کے بارے میں ضرور غلط بیانی کرے گا۔ آپ پلیز میرے بھائی کو بھی غلط مت سمجھیں وہ تھوڑا لاابالی ہے مگر دل کا بہت اچھا ہے۔ وہ اس گھر میں بھی اس لیے نہیں آتا کہیں آپ ایشل سے دوبارہ ناراض نہ ہو جائیں۔ میں کسی دن آپ کو اس سے ملواؤں گی پھر دیکھنا آپ بھی اس کی باتوں کو انجوائے کریں گی۔" ایشل کے آنے تک امل ان کا دل طلال کی طرف سے صاف کر چکی تھی۔

"آپ امّی کے پاس ہی رہیں گی اور ابھی ان کی دوا کا وقت بھی ہو رہا ہے، آپ دوا کھلانے کے بعد امّی کے پاس ہی بیٹھیں گی۔"ایشل نے جانے سے پہلے ملازمہ کو اچھے سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ امل نے دل میں اس کی امّی اور اس کے لیے دعا کی تھی۔

"تم تو ایسے سمجھا رہی ہو جیسے اس کے گھر ہمیشہ کے لیے رہنے جا رہی ہو۔" امّی اسے چھیڑتے ہوئے بولیں مگر اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاریک تاثرات کو دیکھتے وہ چپ ہو گئیں۔

وہ دونوں انہیں اللہ حافظ کہتے گاڑی میں سوار ہوئیں۔

******

آج آفس میں کام کم ہونے کی وجہ سے اجلال جلدی گھر لوٹ آیا تھا۔ لاونج میں داخل ہوتے اس کی نظر صوفے پر بیٹھی لڑکی پر گئی، جو کالی لمبی فراک پہنے اور ہم رنگ دوپٹہ سر پر اچھے سے جمائے، کندھوں پر سفید چادر لیے ہوئے سر جھکائے انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔

صوفے پر بیٹھی لڑکی نے قدموں کی آواز پر سر اٹھایا تھا اور سامنے کھڑے شخص پر نظر پڑتے اس کو یونی کا واقع دیا آیا۔

NOVEL HUT

"تم"

"آپ" وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اجلال حیرانی سے اس لڑکی سے بولا۔

"ارے بھائی آپ اتنی جلدی آگئے؟" امل ہاتھ میں ٹرے پکڑے ادھر آئی تو اجلال کو وہاں دیکھ کر بولی۔ ایشل کو اس کے بھائی بولنے پر شاک لگا۔

"آج آفس میں کام تھوڑا تھا اس لیے جلدی آگیا۔ یہ محترمہ کون ہیں ؟" اپنے آنے کی وجہ بتاتے اس نے ایشل کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ میری بیسٹ فرینڈ ہے ایشل، جس کے بارے میں آپ سب نے ابھی تک میری باتوں میں ہی سنا تھا اور ایشل یہ میرے بڑے بھائی ہیں اجلال۔ " ان دونوں کا آپس میں تعارف کرواتے اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

"السلام علیکم۔" ایشل نے جھجھکتے آہستہ آواز میں کہا جس پر اجلال نے سر ہلاتے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اب وہ اپنی بہن کے سامنے اس کی دوست کی برائی تو کرنے سے رہا تھا۔

"اب آپ جلدی آگئے ہیں تو آپ کو ہم تینوں کی پڑھائی میں ہیلپ کرنی ہوگی۔" ایشل جو فوراً یہاں سے جانے کا سوچ رہی تھی اس نے چونک کہ امل کو دیکھا۔

"تینوں کون؟" اجلال نا سمجھی سے بولا۔

"میں، طلال اور ایشل۔ ایشل کی امّی بیمار تھیں تو اس نے کافی کلاسز نہیں لیں اور اس لیے میں اسے یہاں لے آئی تاکہ ہم مل کر تیاری کریں۔ اس کیے جب تک پیپرز ختم نہیں ہوں گے ہم روز اکھٹے پڑھائی کریں گے اور اس میں آپ ہماری مدد کریں گے۔" طلال جسے امل نے کتابیں اور نوٹس وغیرہ لانے بھیجا تھا وہاں آتے اب امل کی بات پر سرپیٹ کر رہ گیا۔ ایشل نے بھی امل کو منع کرنا چاہا لیکن وہ تو ان کو دیکھے بغیر اجلال کو منانے میں لگی تھی۔

"او کے مگر پڑھائی کے معاملے میں کوئی رعایت نہیں ملے گی۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں تم دونوں تب تک اپنی دوست کی خاطر داری کرو آخر کو یہ پہلی بار یہاں آئی ہیں۔" اس کے لہجے میں موجود طنز پر ایشل نے سر اٹھا کر اجلال کی طرف دیکھا۔

اجلال کے جانے کے بعد ایشل دل ہی دل میں اسے "ہٹلر" کامیاب دیا تھا اب وہ ان دونوں کے سامنے ان کے بھائی کو ہٹلر بولنے سے تو رہی تھی۔

NOVEL HUT

******

آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں اجلال کے سامنے بیٹھے تھے جو انہیں کوئی سوال سمجھا رہا تھا۔

"اب تم تینوں مجھے یہ دوسرے سوال کرکے دکھاؤ گے وہ بھی پندرہ منٹ میں ۔ غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ میں تین بار یہ سمجھا چکا ہوں۔" ان تینوں کو الگ الگ سوال دیتے اس نے وارننگ دی۔

"آپ کو کوئی پریشانی ہے...؟ ایشل جو پانچ منٹ سے فارمولا یاد کرنے کی کوشش کررہی تھی اجلال کی آواز سنتے اسے غصّہ آیا تھا۔

"نن... نہیں۔" اس جواب دیتے دوبارہ سوال حل کرنے لگی مگر خود پر کسی کی نظریں محسوس کرتے اس نے ایک بار پھر سر اٹھایا مگر اجلال کو خود کو دیکھتا پاکر وہ سر جھکا گئی۔

"ناؤ ٹائم از اپ۔" اجلال نے پندرہ منٹ کا وقت مکمل ہوتے کہا جس پر تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا بھائی، ابھی تو سوال رہتا ہے۔"طلال نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ایگزیمز حال میں بھی یہی بولنا تاکہ وہ تمھیں ویسے ہی فیل کردیں۔" ان سے رجسٹر پکڑتے وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"محترمہ آپ نے ایکویشن ہی غلط لکھی تھی تو جواب کیا خاک ٹھیک آنا تھا۔" ایشل کے لکھے سوال پر اس نے چوٹ کی۔

"میں نے صحیح لکھی تھی، پتہ نہیں کیسے غلط ہو گئی۔" اسے دیکھے بغیر ایشل نے رجسٹر پکڑتے کہا۔

"محترمہ اگر آپ ان آنکھوں کا صحیح استعمال کرلیں تو کیا ہی بات ہے۔" ایشل جانتی تھی اس کا اشارہ کسی طرف ہے۔

NOVEL HUT

"کیا ہو گیا اجلال کیوں بچی کو ڈانٹ رہے ہو، اس سے غلطی ہو گئی ہو گی؟ کوئی بات نہیں ایشل بیٹا آپ دوبارہ بھائی کو سوال کر کے دکھا دو۔" مقدس بیگم جو اجلال کی آواز پر ادھر آئیں تھیں، اسے ایشل پر غصّہ کرتے دیکھ کر اجلال کو بولیں مگر ان کی بھائی والی بات پر دونوں کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔

"یہ ہٹلر اور میرا بھائی۔۔ کبھی مر کر بھی اسے اپنا بھائی نہ بناؤں۔"

"یہ محترمہ اور میری بہن۔۔۔ استغفار۔ ایسی بہن سے تو بندہ بغیر بہن کے ہی اچھا ہے۔" ایک دوسرے کو دیکھتے وہ دل میں بولے تھے۔

کسی نے ان دونوں کو دیکھا ہو یا نہ مگر درمیان کے صوفے پر بیٹھے طلال نے ضرور یہ منظر دیکھا تھا۔

"ممی آپ جانتی ہیں میں پڑھائی کے معاملے میں بہت سخت ہوں اور لڑکیوں کی تعلیم میرے نزدیک بہت اہمیت رکھتی ہے۔یہ میرا گول ہے کہ ہمارے معاشرے کی لڑکیاں مضبوط ہو نہ کے ڈرپوک۔اب اگر یہ پڑھیں گئے نہیں تو مجھے غصّہ تو آئے گا۔" اجلال باقاعدہ ایشل کو گھورتے ہوئے بولا۔

"امل بیٹا آپ ایشل کو اپنے روم میں لے جاتیں۔ بچی کب سے یہاں بیٹھی ہے۔" اب کی باری انہوں نے امل سے کہا۔

"نہیں آنٹی امل نے مجھے کہا تھا مگر میں نے ہی اسے یہاں بیٹھنے کے لیے بولا تھا۔" ایشل امل کی جانب دیکھتے بولی۔

"چلو آپ لوگ پڑھو میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔" ایشل کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ کچن میں چلی گئیں۔ اجلال اب ان دونوں کو ان کی غلطیاں بتا رہتا تھا جبکہ ایشل سوال دوبارہ حل کرنے لگی۔

دو گھنٹے ان کے ساتھ مغز ماری کرنے کے بعد آخر وہ سارے سوالات کرنے میں کامیاب رہے تھے مگر اس سب میں اجلال کے طنز کا نشانہ ایشل ضرور رہی تھی۔

"امل اب مجھے جانا چاہیے کافی ٹائم بھی ہو گیا ہے۔ وہ دوپہر دو بجے کی آئی ہوئی تھی اور اب شام ہونے کو تھی۔ امل اسے اپنے روم میں لے آئی تھی۔

"ممی تمھارے لیے اسپیشل کھانا بنا رہی ہیں اس لیے تھوڑا صبر اور کر لو، تم کون سا گھر سے باہر ہو۔" طلال نے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"طلال بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم گھر میں بیٹھی ہو اور آنٹی کو میں نے فون کر کے بول دیا ہے ایشل آج کا کھانا ہمارے ساتھ کھائے گی اور انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اب زرا آرام سے بیٹھو زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔" امل نے اسے پریشان ہوتے دیکھ کر کہا۔

"تمھاری اسی سوچوں کی وجہ سے آج تم نے پہلے ہی دن بھائی سے اچھی خاصی باتیں سن لیں۔پیپرز ختم ہونے تک تو پتا نہیں کیا تمھارا کیا حال ہو گا، مجھے تو

سوچ کر ہی ہنسی آرہی ہے۔" طلال نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا مگر اس کی ہنسی کو بریک تب لگا جب کسی نے اس کے کان کو مروڑا تھا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم روز ان محترمہ سے زیادہ مجھ سے سنتے ہو۔" اجلال جو انہیں کھانے کے لیے بلانے آیا تھا طلال کی باتیں سنتے اسے خود بھی ہنسی آئی تھی مگر ضبط کرتے طلال کو ہی بیچ میں لے آیا۔

"میں سچ کہتا ہوں آپ کی جس سے بھی شادی ہو گی وہ بیچاری تو دن رات آپ کی کڑوی باتیں ہی سنتی رہے گی۔" اپنا کان مسلتے وہ کمرے سے باہر بھاگا تھا۔جبکہ امل اور ایشل اس کے بھاگنے پر ہنسی تھیں۔

"آپ محترمہ کل سے اگر صحیح پڑھنا ہے تو اپنی تمام سوچیں گھر چھوڑ کر آئیے گا۔ کھانا لگ گیا ہے امل تم انہیں لے آؤ۔" ایشل پر طنز کے تیر برساتے وہ دوسری بات امل کو بول کر چلا گیا۔

"ہنہہ... سو ہٹلر مرے ہوں گے تو یہ دنیا میں آئے ہوں گے۔" اجلال کی باتوں پر اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر امل کے ساتھ نیچے ڈائننگ روم میں آگئی جہاں مقدس بیگم، طلال اور اجلال پہلے سے موجود تھے۔ انصاری صاحب میٹنگ کے سلسلے میں دوسرے ملک گئے ہوئے تھے تو وہ اس دعوت سے قاصر رہے۔

******

"بابا جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" احسان نے انہیں لان میں بیٹھے اخبار پڑھتے پایا تو ان کے نزدیک رکھی دوسری کرسی پر بیٹھتے بولا۔

"کیا بات ہے احسان، آفس میں تو سب سہی ہے ناں؟" اخبار فولڈ کرتے احمد صاحب نے کہا۔

"ایک مہینہ ہونے کو آیا ہے اسے گئے ہوئے۔ آپ کو نہیں لگتا اب آپ کو اسے واپس بلانا چاہیے۔" احمد صاحب کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"تم کیا چاہتے ہو اس شخص کو ہم اس گھر میں واپس لائیں جو سارے زمانے میں ہماری بدنامی کرانے پر لگا تھا۔" وہ غصے میں اخبار ٹیبل پر پٹختے ہوئے بولے۔

"بابا جان میرا بیٹا بیمار پڑ گیا ہے آپ نے اسے اس کے دوست سے الگ کر دیا ہے۔" اب کی بار احسان کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"تمھارا بیٹا ابھی چھوٹا ہے آج یا کل وہ ان سب کو بھول جائے گا۔ اسے سکول بھیجو، وہاں نئے دوست بنیں گے یا اس کے کسی دوست کو گھر بلا لیا کرو۔ پھر دیکھنا وہ سنبھل جائے گا۔" احمد صاحب نے حل پیش کیا مگر ان کے فیصلے نے سب کی زندگیاں بدل دیں تھیں۔

"بابا جان مگر..." احسان نے کچھ کہنا چاہا لیکن احمد صاحب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

" ہم نے کہہ دیا کہ اب اس گھر میں سکندر کا نام بھی نہیں لیا جائے گا اور اگر تم یا کوئی بھی اس سے ملنے گیا یا اس سے رابطے کی کوشش کی تو سمجھ لینا میں

تمھارے لیے مر گیا۔" وہ سفاک لہجے میں بولے۔ اب شاید قسمت میں بھی ان کا ملنا نہیں لکھا تھا۔

'اگر ہم جان لیں کہ کچھ لوگوں سے ہم۔زندگی میں کبھی نہیں مل سکیں گے تو یقیناً انھیں کبھی خود سے دور نہ کریں۔'

******

سنہری اور ٹھنڈی صبح کے پر پھیلاتے لوگ اپنے کاموں اور بچے سکول جانے کی تیاری کرنے لگے۔دسمبر کے مہینے میں ویسے تو کراچی میں سردی نہیں پڑتی مگر اس سال دسمبر شروع ہوتے راتیں ٹھنڈی محسوس ہونے لگی تھیں اور صبح بھی موسم میں ہلکی پھلکی سی خنکی تھی۔

آج ان کا پہلا پیپر تھا۔ سارے اسٹوڈنٹس پیپر شروع ہونے سے پہلے کتابیں لیے ایک دوسرے سے مشورے کرنے میں مصروف تھے۔

"ہیلو ڈئیر کزن، کیسی ہو؟" ایشل جو اپنے دھیان میں بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی اس آواز پر چونکی۔ اور اسے دیکھ کر غصہ ہو گئی

" تمھیں کوئی نیا تماشا دیکھانا ہے؟" کتاب سے نظر ہٹاتے وہ تلخ لہجے میں بولی۔

"لگتا ہے پیپر کی کافی اچھی تیاری ہے تمھاری۔" سمیر نے اس کے سامنے کھلے رجسٹر کی طرف اشارہ کیا جہاں سوالات حل کیے گئے تھے۔

"تمھیں اس سے کیا مطلب؟ " ایشل کے چہرے پر ناگواری ابھری۔

"لگتا ہے تم بھول گئی ہو کہ خوش قسمتی میرا رول نمبر تمھارے پیچھے ہے۔" سمیر نے اس کی یاداشت پر افسوس کرتے کہا۔

"خوش قسمتی نہیں، بد قسمتی سے۔" ایشل نے اس کے لفظوں کی توصیح کی۔

"تم جو بھی کہو۔ میں تمھیں اس لیے یاد کروایا ہے کہ تم مجھے سارا پیپر دکھاؤ گی۔" سمیر اصل مدعے پر آیا۔

"خوش فہمیاں ہیں تمھاری کہ میں تمھیں اپنا پیپر دیکھاؤں گی۔" ایشل ہاتھ جھنجھلا کر بولی۔

"او کے کزن پھر دیکھتے ہیں تمھیں تم میری مدد کیسے نہیں کرتی ہو۔" اس کے لہجے میں کچھ تھا جس نے ایشل کو ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا۔

******

آفس کے کاریڈور میں کھڑے وہ فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ ابھی آفس آور شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ تھا۔

"جی پاپا ہم کل ان سے میٹنگ کر لیں گے۔" انصاری صاحب کے کچھ پوچھنے پر اس نے جواب دیا۔

"نہیں ابھی تو طلال کے پیپرز ہیں اس لیے میں نے اسے نہیں بولا۔" یقیناً دوسری طرف سے طلال کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

اجلال کا رخ ایسے تھا کہ لفٹ سے نکلنے والے کی پہلی نظر اس پر جاتی۔ماہا شیرازی اسی وقت آفس میں داخل ہوئی تھی اور اپنے سامنے کھڑے اجلال کو دیکھتے اس کے قدم تھمے جو بلیک ڈریس پینٹ کوٹ اور وائٹ شرٹ پہنے، بال ہمیشہ کی طرح جل لگا کر بنائے ، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے سے فون کان پر لگائے پر کشش لگ رہا تھا۔اس کی پرسنیلٹی ایسی تھی کہ دیکھنے والا پہلی نظر میں اس کا اسیر ہو جائے۔

"امل بتا رہی تھی اس کی دوست کل پڑھنے آئی تھی گھر اور تم نے اس کی دوست کو کل بہت ڈانٹا۔" انصاری صاحب کے استفسار پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

اجلال کے مسکرانے پر اس کے گال پر گڑھا نمودار ہوا اور یہاں ماہا شیرازی کو اپنا دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔

خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اجلال بات کرتے مڑا۔

"جی مس ماہا آپ کو کوئی کام ہے؟"فون کان سے ہٹاتے وہ سوالیہ انداز میں بولا

۔

"جی...وہ آگے...میرا مطلب ہے میرا آج آفس میں پہلا دن ہے تو مجھے معلوم نہیں آگے کس طرف جانا ہے۔" اجلال کے ایک دم سے سوال پوچھنے پر وہ بوکھلائی۔

"آپ آگے سے لیفٹ چلی جائیں وہاں مس مریم ہوں گی وہ آپ کو سمجھا دیں گی آگے۔"اس نے ایک نظر ماہا کے حلیے پر ڈالی جو ٹائٹ پینٹ کے ساتھ گھٹنوں سے تھوڑا اونچا کرتا پہنے، پاؤں بلیک اونچی ہیل میں قید تھے۔

"جی کچھ اور پوچھنا ہے؟"ماہا کو وہیں کھڑے دیکھ کر اس نے دوبارہ سوال کیا۔

ماہا نفی میں سر ہلاتی اجلال کے بتائے راستے کی طرف چلی گئی۔ انصاری صاحب کو خدا حافظ کہتے اس نے فون بند کیا اور اپنے آفس کی جانب بڑھا۔

******

"بابا ہم اپنے گھر کب جائیں گے؟" عشاء کے سوال پر خدیجہ جو کپڑے تہ کر رہی تھی' نے سر اٹھا کر سکندر کو دیکھا۔

احمد صاحب کے گھر سے نکالنے کے بعد وہ لوگ خدیجہ کے میکے میں رہ رہے تھے۔

"بیٹا یہ گھر بھی تو ہمارا ہی ہے۔" خدیجہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"نہیں...یہ ہمارا نہیں نانا ابو کا گھر ہے اور مجھے یہ نہیں پسند۔" عشاء نے ہاتھ میں پکڑی گڑیا بیڈ پر پٹخی۔ سکندر کے پاس اپنی بیٹی کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"آپ کو وہاں کیوں جانا ہے عشاء؟" خدیجہ سکندر کی حالت سمجھتے عشاء سے بولی۔

"بس مجھے یہ گھر نہیں پسند اور وہاں میرے دوست بھی تھے۔" عشاء کی آنکھوں میں پانی بھرتے دیکھ سکندر کے دل کو کچھ ہوا۔

"ادھر آؤ، میں اپنی گڑیا کے لیے اس سے بھی اچھا گھر لوں گا اور جب میری گڑیا سکول جانے لگے گی تو وہاں آپ کے بہت سے نئے دوست بھی بن جائیں گے۔" سکندر اب اس ساڑھے تین سال کی بچی کی برین واشنگ کرنے لگا اور اس معصوم ذہن میں اپنے باپ کی باتیں فوراً سما گئیں۔

مگر وہ نہیں جانتے تھا کہ اس کی بیٹی کی زندگی کتنے عذابوں سے گزرنے والی ہے۔

******

"پیپر کیسا ہوا تم تینوں کا؟" وہ چاروں اس وقت امل کے روم میں بیٹھے تھے۔ ایشل آج آنا نہیں چاہتی تھی لیکن امل جب شام کو اسے لینے پہنچی تو مجبوراً اسے آنا پڑا۔

"بھائی پیپر تو اچھا ہوا ہے مگر چیک کرنے والے کا موڈ اچھا نہ ہوا تو..." طلال صوفے سے ٹیک لگاتے بولا۔

"مطلب تمھارا پیپر اچھا نہیں ہوا۔" اجلال نے سختی سے کہا۔

"میرا پیپر الحمدللہ بہت اچھا ہوا ہے اور یہ چیک کرنے والی بات تو یونی میں ایشل نے کہی تھی۔" طلال نے سارا ملبہ ایشل پر ڈالا۔ ایشل کا دل کیا سامنے رکھی کتاب طلال کے سر پر دے مارے۔

"جی محترمہ آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ کا پیپر کیسا ہوا ہے؟" اجلال کے لہجے میں اس سے بات کرتے طنز شامل ہوا۔

"اچھا ہو گیا۔" ایشل نے دو حرفی جواب دیا۔اس کا چہرہ ہتک سے سرخ ہو رہا تھا۔

"بھائی ہم سب کا پیپر بہت ہی زبردست ہوا ہے اب آپ ہمیں جو کل پیپر ہے اس کی تیاری کروا دیں۔" اس سے پہلے کہ اجلال پھر ایشل کو کچھ کہتا امل فوراً بول پڑی۔

"چلو بتاؤ کیا سمجھنا ہے؟" اجلال نے میز پر رکھی ایشل کی کتاب اٹھائی تو پاس بیٹھا طلال پینسل سے نشان لگا کر اسے چیپٹرز بتانے لگا۔

NOVEL HUT

"یا اللہ آج اس شخص سے بے عزت نہ کروانا۔" ایشل رجسٹر کے صفحات پلٹتے دل میں دعا کرنے لگی۔

"آپ اگر اپنی سوچوں کو سائیڈ پر رکھ دیں تو کیا میں سمجھانا شروع کروں۔" اجلال کے ٹیبل کے شیشے پر دستک دینے پر وہ سوچوں سے باہر آئی اور اس کتاب کی جانب متوجہ ہوئی۔

"بہت شکریہ، اب ذرا دھیان سے سنیے گا کیونکہ میں بار بار اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔" اجلال پھر طنزیہ انداز میں بولا۔

"پتہ نہیں ان کا نام اجلال کیوں ہے؟ جیسے ہر وقت غصے میں رہتے ہیں ان کا نام جلاد ہونا چاہیے تھا۔" ایشل دل ہی دل میں اسے نئے نام سے نواز چکی تھی۔

******

آفس سے آنے کے بعد وہ نہا کر شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش پھیرتے اس کے چہرے پر اچانک مسکراہٹ ابھری۔

"ماہا شیرازی تم جو کہتی تھیں کہ کوئی تمھارے دل میں نہیں آئے گا آج کیا ہوا؟" برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے اس نے بال جھٹکے۔

"ہاں کہتی تھی کیونکہ اس سے پہلے کوئی اتنا اچھا نہیں لگا تھا۔" اپنے دماغ کے سوال پر وہ دل میں بولی۔

"اور اگر وہ تمھیں دیکھے بھی نہ؟" دماغ نے خدشہ ظاہر کیا۔

"کوئی ماہا شیرازی کو ریجکٹ کرے یہ ناممکن ہے، ماہا شیرازی چیز ہی ایسی ہے کوئی اگنور نہیں کر سکتا۔" اس کے چہرے پر مغرویت تھی۔

"فرض کرو وہ تمھیں نہ ملے پھر کیا کرو گی؟" اب کے دماغ کی بات پر اس نے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا۔

"جو چیز ماہا شیرازی کو آسانی سے نہ ملے اسے میں زبردستی حاصل کر کے رہتی ہوں اور اجلال انصاری کو حاصل کرنے کو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" اپنی مغروریت میں وہ یہ بھول گئی کہ وقت اس سے کیا کچھ کروانے والا ہے۔

******

"کیا بات ہے بیٹا جی آج کل پھپھو کی طرف نہیں جا رہیں؟" سلیم صاحب نے تانیہ کو بلاوجہ ٹی وی چینل بدلتے دیکھا تو بولے۔

"ضرور اس کی پھر طلال سے لڑائی ہوئی ہو گی۔" عالیہ بیگم نے تانیہ کے سر پر چپت لگاتے کہا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے بس میرے ایگزیمز تھے اور اب امل اور طلال کے بھی ایگزامز اسٹارٹ ہو گئے ہیں اس لیے نہیں جا رہی۔"اس نے ڈرامہ چینل لگاتے ریموٹ سائیڈ پر رکھا۔

"تمھاری پھپھو لوگ اور ہم سوچ رہے تھے کہ اب تم دونوں کی منگنی کر دینی چاہیے۔" سلیم صاحب کے کہنے پر وہ چونکی۔

"پاپا اتنی کیا جلدی ہے میں ابھی پڑھ رہی ہوں اور طلال کی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی ۔" اس نے حیلہ سا بہانا بنایا۔

"ابھی منگنی کر دیں گے اور تم دونوں کی پڑھائی مکمل ہوتے شادی کر دیں گے۔" عالیہ بیگم نے حل بتایا۔

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔" وہ وہاں سے اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

******

وہ تینوں اس وقت اجلال کا دیے ٹیسٹ کرنے میں مصروف تھے۔ اجلال کے لیے ان تینوں کے چہروں کے تاثرات دیکھ کر اندازہ لگانا آسان تھا کہ انہوں نے کتنی تیاری کی ہے۔

"ٹائم ختم ہونے میں صرف پندرہ منٹ ہیں تو ذرا جلدی ٹیسٹ مکمل کرو۔"

ریسٹ واچ سے ٹائم بتاتے اس نے ہاتھ میں موجود کتاب کا ورک پلٹا جہاں بڑا حروف میں ایشل فاطمہ لکھا تھا۔

کچھ صفحات پلٹتے وہ رکا۔ اس صفحہ کے نیچے خالی حصہ پر ایشل نے اپنے سائن کیے تھے۔ اجلال اس سائن کے ساتھ لکھے لفظ کو دیکھ کر رکا تھا۔

"بھائی میرا ٹیسٹ ہو گیا۔" امل رجسٹر بند کرتے بولی لیکن اجلال کو متوجہ نہ دیکھ کر دوبارہ بولی۔

"بھائی میرا ٹیسٹ ہو گیا ہے آپ دیکھ لیں۔" امل کے دوبارہ پکارنے پر اجلال ہوش میں آیا۔

"ہاں لاؤ میں دیکھتا ہوں اور تم دونوں بھی جلدی کرو۔" امل کا رجسٹر پکڑتے اجلال نے ایشل کی جانب دیکھا جو بال پوائنٹ ہلاتی سوچنے میں مصروف تھی۔

NOVEL HUT

کچھ دیر بعد طلال بھی اپنا ٹیسٹ چیک کروا کر مقدس بیگم کے بلانے پر باہر جا چکا تھا۔

"محترمہ ٹائم ختم ہوگیا ہے اگر آپ نے اپنی سوچوں میں ٹیسٹ کرلیا ہو تو میں چیک کر لوں۔" اجلال کی آواز پر ایشل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی ہوگیا۔" اس نے رجسٹر اجلال کو دینے کے بجائے ٹیبل پر رکھا۔

"بھائی... کیا آپ میری دوست کو ڈانٹا کم کریں گے اور اس کا نام محترمہ نہیں ایشل ہے۔" امل سے اب برداشت نہیں ہوا کہ اس کی دوست کے ساتھ اس کا بھائی ایسا سلوک کرے۔

"جی دیکھ لیا ہے ان کا نام اور جس طرح کی ان کی حرکتیں ہیں اس پر ڈانٹ ہی پڑے گی۔" رجسٹر پر دائرے لگاتے وہ طنزاً بولا۔

"پتہ نہیں ایسی کون سی بری گھڑی تھی جو اس کھڑوس ہٹلر سے ٹکرا گئی تھی۔" ایشل نے اپنی کتابیں اور نوٹس سمیٹتے سوچا۔

"کون سا برا وقت تھا جب ان محترمہ سے سامنا ہوا تھا جو آج تک بھگتنا پڑ رہا ہے۔" اجلال نے منہ کے زاویے بگاڑتی ایشل کو دیکھتے سوچا تھا۔

******

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم تمھارا دماغ تو ٹھکانے پر ہے ناں؟" صائمہ ممانی ایک دم چیخیں۔

"ارے میری پیاری ماں، بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔" سمیر ان کے ہاتھ پکڑتے بولا۔

"میں کبھی اس لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناؤں گی۔" انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

NOVEL HUT

"آپ سمجھ نہیں رہیں، وہ لڑکی آسانی سے ہمارے قبضے میں آجائے گی اور پھوپھی کا گھر ہم اپنے نام کروا کر ان سے سب چھین لیں گے۔" سمیر کی بات پر وہ کچھ سوچنے لگیں۔

"اگر اس کی ماں نے یا ایشل نے خود انکار کر دیا تو؟" وہ سوچتے ہوئے بولیں۔

"انکار کر ہی نہیں سکتیں اور اگر ایشل انکار کرے تو صاف کہنا اس کا اس امیر زادے کے ساتھ کوئی چکر ہے پھر دیکھنا پھوپھی کیسے رشتے کو ہاں کہتیں ہیں۔" سمیر نے اپنے خرافاتی دماغ کو چلایا۔

"اچھا ٹھیک ہے مگر ابھی کچھ دن صبر کر تیرے باپ سے بات کروں گی پہلے۔" وہ دل میں ایشل سے اس دن کی بے عزتی کا بدلہ لینے کا سوچنے لگیں۔

******

کئی دن سے امل پیپرز کی تیاری کے لیے اسے اپنے گھر بلا رہی تھی اور اس کی امّی کی دیکھ بھال کے لئے ملازمہ تھی تو وہ زرا بے فکری سے پیپرز کی تیاری کر رہی تھی اور ان چند دنوں میں وہ اجلال کے جتنے طنز و طعنے سن چکی تھی اس کے بعد ایشل نے اس کا نام ہٹلر رکھ دیا تھا۔

آج بھی وہ اپنے آخری پیپر کی تیاری کے بعد گھر جانے کے لیے پورچ میں آ رہی تھی۔ شکر تھا آج اجلال گھر نہیں تھا۔ امل سے باتیں کرتی وہ پورچ کی سیڑھیاں اتر رہی تھی جب بے دھیانی میں پاؤں سیڑھی کے بجائے زمین پر لگا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی کسی نے اسے بازو سے پکڑا۔

"محترمہ اگر سامنے دیکھ کر چل لیں تو ہر جگہ اس طرح گرتی نہ پڑیں۔" اجلال جو اسی وقت سیڑھیوں کے پاس پہنچا تھا ایشل کا پاؤں پھسلتے دیکھ اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا ورنہ وہ ضرور اس کے قدموں میں گری ہوتی۔

"آپ کو اس سے کیا میں دیکھ کر چلوں یا آنکھیں بند کر کے۔" اپنا بازو چھڑواتے وہ اپنے گرد لپٹی چادر درست کرتے ہوئے بولی۔

"میری بلا سے تم آنکھوں پر پٹی باندھ کر چلو مگر ہر بار میرے راستے میں مت آیا کرو۔ اب ہٹو اور مجھے اندر جانے دو۔" اسے راستے سے ہٹاتے وہ اندر جانے لگا۔

"ہنہہ۔۔ ہٹلر۔" ہمیشہ کی طرح ایشل نے اجلال کو کہا مگر اس بار اس کی آواز اتنی آہستہ نہ تھی کہ پاس سے گزرتے اجلال انصاری کے کانوں میں نہ جاتی۔

"اگر میں ہٹلر ہوں تو محترمہ تم کون سا کسی پرستان کی شہزادی ہو؟" اجلال الٹے پاؤں واپس گھوما تھا۔

"مجھے پرستان کی شہزادی بننے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے مگر آپ ضرور ہٹلر کے خاندان سے آئے ہیں۔"

امل اور طلال جو ایشل کو گھر چھوڑنے جانے کے لیے باہر آئے تھے اب اپنے بھائی اور ایشل کو لڑتے ہوئے دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئے۔وہ دونوں بالکل ایسے لڑ رہے تھے جیسے چھوٹے بچے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔

"آئندہ تم نے مجھے ہٹلر کہا تو تمھارے اس گھر میں آنے پر پابندی لگا دوں گا۔" اب کے اجلال کا ضبط ختم ہوا تھا۔

"جو ہیں وہی کہوں گی اور طلال بالکل ٹھیک کہتا ہے آپ کے بارے میں۔"
ناک منہ چڑاتے وہ غصے سے بولتی رخ پھیر گئی۔ طلال نے اپنے نام پر چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔

"کیا کہتا ہے طلال زرا بتانا۔" اجلال نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

"یہی کہ جس بھی لڑکی کی آپ جیسے ہٹلر سے شادی ہو گی وہ زندگی بھر پچھتاتی ہی رہے گی۔ اور آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش نہ کریے گا ورنہ مجھے ہاتھ توڑنا بھی آتا ہے۔" اپنے بازو سے اجلال کا ہاتھ جھٹک کر چند قدم پیچھے ہوتے بولی۔

"میری شادی جس بھی لڑکی سے ہو تمھیں اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے اور میں نے کہا تھا مجھے دوبارہ ہٹلر مت بولنا۔" اجلال نے انگلی اٹھاتے طیش سے کہا۔

"طلال کچھ کرو، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں بھائی غصے میں ایشل پر ہاتھ نہ اٹھا دیں۔"امل اور طلال جو کب سے خاموش کھڑے اجلال کو کسی لڑکی پریوں چلاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔مگر اب معاملہ بگڑنے لگا تھا۔

"بھائی۔۔۔آرام سے بات کریں وہ ہماری مہمان ہے اور ایک لڑکی ہے۔" امل کے کہنے پر وہ ان دونوں کے درمیان آکر کھڑا ہوا۔

"اپنی دوست کو بول دو امل، آئندہ مجھے یہ اس گھر میں نظر نہ آئے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" ایشل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے وہ امل سے بولا۔

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔"ایشل نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا جس پر اجلال دوبارہ اس کی جانب مڑا۔

"بھائی آپ اندر جائیں، طلال تم لے کر جاؤ بھائی کو۔" امل ایشل کو دوسری طرف لے جاتی ہوئی بولی۔

"میں اب کبھی یہاں نہیں آؤں گی امل تمھارے بھائی نے ان چند دنوں میں میری جتنی بے عزتی کی ہے وہ تمھیں بھی پتا ہے۔"کب سے رکے آنسو اب بہنے کو بے تاب تھے جنہیں بے دردی سے رگڑتے وہ گیٹ پار کر گئی۔

******

NOVEL HUT

"مما میں پھپھو کی طرف جارہی ہوں۔" کچن میں کھانا بناتیں عالیہ بیگم کو بتاتے تانیہ نے دوپٹہ سر پر اوڑھا۔

"بیٹا رات ہونے کو ہے اب صبح چلی جانا۔"عالیہ بیگم نے آواز لگائی۔

"مما کچھ نہیں ہوتا میں ڈرائیور انکل کے ساتھ جاؤں گی خود ڈرائیو نہیں کر رہی۔"عالیہ بیگم کی پریشانی بھانپتے ان کے پاس جا کر بولی۔

"تمھارے پاپا بھی آنے والے ہوں گے پھر کھانا کھا کر ان کے ساتھ چلی جانا۔" انہوں نے ہانڈی میں چمچہ ہلاتے کہا۔

"مما پاپا ابھی سارا دن کے تھکے آئیں گے میں ابھی جاؤں گی اور تھوڑی دیر میں آجاؤں گی ویسے بھی مجھے امل سے کچھ کام بھی تھا۔"

"اچھا جلدی آنا۔خیر سے جاؤ۔" وہ تانیہ کو دعا دیتے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئیں۔

تانیہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں اسے کیا کچھ دیکھنے کو ملنے والا ہے۔

******

گھر پہنچنے تک وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی۔بیگ کمرے میں رکھ کر وہ امّی کے کمرے میں آئی مگر انہیں سوتا دیکھ کر کچن میں آگی جہاں ملازمہ ان کے لیے سوپ بنا رہی تھی۔

"امّی کب سوئی تھیں۔" دوسرے چولہے پر چائے کا پانی رکھتے اس نے ملازمہ سے پوچھا۔

"جی وہ دوا کھا کر ابھی سوئیں ہیں۔ آپ مجھے بول دیتیں ،میں چائے بنا دیتی۔آپ ابھی تو گھر آئیں ہیں۔" ایشل کو چائے بناتے دیکھ کر وہ بولیں۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے عادت ہے اپنے لیے چائے خود بنانے کی۔ آپ امّی اور اپنے لیے کھانا بنا لیں، میں چائے پی کر پیپر کی تیاری کروں گی۔" چائے کپ میں انڈیلتے بولی۔

"آپ کھانا نہیں کھائیں گی؟"

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔" ایشل انہیں جواب دیتی چائے کا کپ پکڑے کمرے میں آکر دروازے کو کنڈی لگاتے اسے اجلال سے ہونے والی بے عزتی یاد آئی اور ساتھ ہی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔

"میں اب کبھی امل کے گھر نہیں جاؤں گی۔" آنسو صاف کرتی وہ بیڈ پر رکھے بیگ سے نوٹس نکال کر پڑھنے لگی لیکن کچھ ہی دیر میں اکتا کر اس نے نوٹس واپس رکھ دیے اور سائیڈ ٹیبل کی دراز میں رکھی اپنی ڈائری نکال کر آج کے دن کا حال لکھنے لگی۔

******

"بھائی آپ کو ایشل سے ایسے لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔" ایشل کے جانے کے بعد امل تو اپنے روم میں بند ہو گئی تھی مگر طلال سے یہ برداشت نہیں ہوا تھا اور وہ اب اجلال کے کمرے موجود تھا۔

"تم اس لڑکی کی وجہ سے اپنے بھائی سے لڑو گے؟" اجلال غصے سے چیخا۔ اس کی آواز اتنی تھی کہ امل بھی اپنے روم سے باہر آئی تھی۔

"یا اللہ خیر یہ اجلال کس سے اتنی اونچی آواز میں بات کر رہا ہے۔" مقدس بیگم اور انصاری صاحب جو لاونج میں بیٹھے خبریں سن رہے تھے اجلال کی آواز پر اس کے کمرے کی طرف بڑھے۔

"بھائی میں لڑ نہیں رہا بس یہ کہہ رہا ہوں آپ کو اس سے معافی مانگنی چاہیے۔" اجلال کے مقابلے طلال آہستہ آواز میں بولا۔ امل اور ان کے والدین دروازے میں کھڑے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

" وہ جاہل گنوار لڑکی جسے بڑوں سے بات کرنے تک کی تو تمیز نہیں ہے میں اس سے معافی مانگوں۔ معافی تو ان محترمہ کو مجھ سے مانگنی چاہیے جس نے تمھیں یہ سب بولا ہے۔" اجلال کا غصے سے پارا ہائی ہوا۔

"بھائی آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ ایشل نے مجھے کچھ نہیں کہا، انفیکٹ ہمارے پاس تو ایک دوسرے کا نمبر بھی نہیں ہے۔" طلال کو اندازہ نہیں تھا بات کتنی بڑھنے والی ہے۔

"تو لے لو نمبر ویسے بھی تم امل کے ذریعے اس سے بات کرتے ہی ہو اور ہمیں کیا پتا تمھارا اس جاہل لڑکی سے رابطہ ہو۔" بنا سوچے سمجھے اجلال بس بولے جارہا تھا۔

"بس کریں بھائی۔ آپ جیسا سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔" اب کی بار طلال کی آواز بھی اونچی ہوئی تھی۔اپنے والدین کی موجودگی سے بے خبر وہ دونوں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کر رہے تھے۔

"بتاؤ مجھے کیا تم اس لڑکی کی فکر نہیں کرتے؟ اس کی ماں ہسپتال گئی تو سارا خرچ تم نے کیوں اٹھایا، اس کے رشتے داروں کے ہوتے ہوئے تم اسے حوصلہ دینے گئے، کیوں؟" طلال ساکت کھڑا اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

"جواب دو اب، چپ کیوں کھڑے ہو بولو کیا لگتی ہے وہ تمھاری؟" اجلال کے الفاظ اس کے دل پر چھریوں کے وار کی طرح لگے۔ طلال نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا پھر بغیر کچھ کہے سب کی آوازوں کو نظر انداز کرتے اپنے کمرے میں جانے لگا لیکن تانیہ کو سامنے پا کر اک لمحے کو رکا پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

******

"یہ سب کیا ہے پھپھو؟ طلال اگر کسی اور میں انٹرسٹڈ تھا تو آپ نے مجھے اس کے ساتھ کیوں باندھا؟" تانیہ تو اجلال کے لفظوں پر ہی اٹکی ہوئی تھی۔ مقدس بیگم نے اسے زبردستی روکا تھا ورنہ تانیہ تو گھر جا کر یہ رشتہ ختم کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بیٹا جو تم نے سنا۔وہ بچی بس امل کی دوست ہے اور طلال نے انسانیت کے ناطے اس کی مدد کی تھی بس اجلال اسی کا کہہ رہا تھا۔" انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس طرح تانیہ کو روکیں۔

"بچی۔۔۔ ممی آپ اس لڑکی کو بچی بول رہی ہیں جو میرے گھر میں کھڑے مجھے ہی باتیں سنا کر گئی ہے اور امل تم اب اس لڑکی سے کوئی دوستی نہیں رکھو گی اور نا یونیورسٹی میں اس کے ساتھ رہو گی۔" مقدس بیگم کا ایشل کو بچی بولنا جیسے آگ ہی لگا گیا۔

"بھائی وہ میری دوست ہے..." امل نے بے یقینی سے کہا۔

NOVEL HUT

" ٹھیک ہے پھر رکھو اس لڑکی سے دوستی مگر پھر مجھے اپنا بھائی مت بولنا۔"امل روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ اجلال نے آج پہلی بار امل سے غصے میں بات کی تھی۔

"پتا نہیں کیا ہوگیا ہے اسے پہلے طلال پر غصّہ کیا اور اب امل کو اس کی دوست سے ملنے سے منع کر دیا۔"مقدس بیگم نے افسوس سے کہا۔ انصاری صاحب تو بس اپنے بچوں کو آپس میں لڑتا دیکھ کر ساکت بیٹھے تھے۔

"بیٹا تم بھائی جان سے ابھی کوئی بات نہیں کرنا۔ طلال نے دل سے اس رشتے کو قبول کیا تھا اور اب بھی کرتا ہے بس اجلال کو شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔"تانیہ کو دلاسہ دیتے وہ خود کو بھی اس بات کا جیسے یقین دلا رہی تھیں۔

آج کی رات ان سب نے آنکھوں میں گزاری تھی۔

******

"ارے تانیہ اتنی جلدی آگئیں پھپھو کی طرف سے؟" سلیم صاحب نے وقت دیکھتے پوچھا۔

"جی پاپا۔" تانیہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

"تانیہ بچے کیا کوئی بات ہوئی ہے؟" سلیم صاحب اس کا مرجھایا چہرہ دیکھتے چونکے۔

NOVEL HUT

"جی۔" جواب یک لفظی تھا۔

"تم تو کہہ رہی تھیں امل سے کچھ ضروری کام ہے مگر تم تو آدھے گھنٹے میں آگئیں۔" عالیہ بیگم سلیم صاحب کو چائے پکڑاتے بولیں۔

"امل پیپر کی تیاری میں مصروف تھی اس لیے میں بس پھپھو سے مل کر آگئی۔"
ناجانے کیوں اس کی آواز ایک دم بھرائی۔

"کھانا لگاؤں تمھارے لیے؟" عالیہ بیگم کے پوچھنے پر وہ انکار کرتی اپنے کمرے میں آگئی۔کمرے میں آتے اجلال اور طلال کی لڑائی، اجلال کے الفاظ اس کے ذہن میں گھومنے لگے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

******

اگلی صبح وہ تینوں یونیورسٹی اپنا آخری پیپر دینے پہنچے تھے۔

"رکھو اس لڑکی سے دوستی مگر پھر مجھے اپنا بھائی مت بولنا۔" کلاس میں داخل ہوتے اس کی نظر ایشل پر گئی تو امل کی سماعت میں کل رات اجلال کے بولے الفاظ گونجے۔

"یا اللہ میں بھائی کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اور ایشل سے دوستی بھی رکھنا چاہتی ہو، میں کیا کروں؟" اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

چونکہ ان کے رول نمبر ایک دوسرے سے دور تھے اس لیے امل گہری سانس لیتے اپنے رول نمبر والی کرسی پر آ بیٹھی۔ طلال تو پہلے ہی پورے گھر میں کسی سے بات کرنا تو دور دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ ایشل نے امل کو اپنی طرف آنے کے بجائے اسے اس کی کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر چہرہ واپس موڑ لیا۔

کچھ دیر میں پیپر سٹارٹ ہو گیا ایشل مکمل توجہ سے اپنا پیپر کر رہی تھی مگر اس کے آگے والی سیٹ پر بیٹھے طلال اور کچھ دور بیٹھی امل کے ذہن میں کل کی باتیں گھوم رہی تھیں۔

پیپر ختم ہونے کے بعد سب کلاس سے باہر نکلے تو ایشل امل کے پیچھے گئی، طلال تو شاید پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا۔

"امل۔۔۔کیسی ہو،پیپر کیسا ہوا تمھارا؟" امل کے قریب پہنچتے اس نے پھولی ہوئی سانسوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔ لیکن امل اسے دیکھے بغیر آگے جانے لگی۔

"امل میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں...؟ امل کے نا رکنے پر وہ اس کے آگے آئی۔

"کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ، کیوں آوازیں دیں رہی ہو؟" امل نے لہجے کو سخت کرتے کہا۔

NOVEL HUT

"امل... تمھیں میری کوئی بات بری لگی ہے تو مجھے بتاؤ۔ آخر تم مجھ سے ایسے بات کیوں کر رہی ہو؟" امل کے رویے پر وہ حیران ہوئی۔

"میرے راستے سے ہٹو ایشل، طلال باہر میرا ویٹ کر رہا ہے۔" ایشل کو ہٹاتے وہ جانے لگی۔

" امل آخر ہوا کیا ہے؟ ہم اچھے دوست ہیں تم مجھے بتاؤ جو بھی بات ہے؟" امل کو روکتے وہ دوبارہ آگے آئی۔

"تمھارے ساتھ مسئلہ کیا ہے ایشل؟جب میں تم سے بات نہیں کر رہی تو کیوں میرے راستے میں آرہی ہو۔" امل نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

"تم کل والی بات پر ناراض ہو؟" ایشل نے اندازہ لگایا کل امل نے اسے رات کو فون بھی نہیں کیا تھا۔

"دیکھو ایشل ہماری دوستی کا سفر یہی تک تھا، میں تم سے مزید دوستی نہیں رکھ سکتی، اس لیے تمھارے لیے بھی بہتر ہے تم اب میرے راستے سے خود ہٹ جاؤ۔ اللہ حافظ۔" امل بول کے رکی نہیں تھی اور ایشل اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اتنے سالوں کی دوستی وہ بغیر کوئی وجہ بتائے توڑ گئی تھی۔

امل روتے ہوئے پارکنگ ایریا میں آئی۔

'کتنا مشکل ہوتا ہے، اپنے عزیز جان دوست کو یہ بولنا کہ ہماری دوستی یہی تک تھی۔'

امل نے کس طرح دل پر پتھر رکھ کہ اپنے بھائی کی وجہ سے اس دوستی کو ختم کیا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔

NOVEL HUT

آنکھیں صاف کرتے اس نے طلال کی گاڑی ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر اسے طلال کی جگہ اجلال اپنی طرف آتا دیکھائی دیا۔

"کیسی ہے میری گڑیا اور پیپر کیسا ہوا؟" امل کو گلے لگاتے اجلال نے پیار سے پوچھا۔

"اچھا ہوگیا۔" فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے وہ ہلکی آواز میں بولی۔

"تم روئی ہو امل؟" اجلال اس کے بھاری آواز پر چونکا۔

"نہیں۔" ایک لفظی جواب دے کر وہ باہر دیکھنے لگی۔ اجلال نے بھی مزید کوئی سوال نہیں کیا۔

******

یونی سے نکلتے وقت اس نے اجلال کے پی۔اے کو فون کردیا تھا کہ وہ اجلال سے کہے کہ امل کو یونیورسٹی سے پک کرلے اور خود کار لے کر سی ویو پر آگیا۔

بغیر کسی سویٹر یا جیکٹ کے ہاف بازو کی ٹی۔ شرٹ پہنے، جوتے کار میں رکھ کر وہ ساحل سمندر پر کھڑا تھا۔ دسمبر کی ٹھنڈی ہوائیں اور سمندر کا ٹھنڈا پانی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ رہے تھے۔

فون کی رنگ ٹون پر اس نے موبائل جیب سے نکال کر نام دیکھا جہاں تانیہ کالنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ کچھ دیر فون بجنے کے بعد بند ہوگیا۔ طلال نے ہوا سے اڑتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کال بیک پر کلک کیا تو دوسری طرف سے فوراً کال اٹھا لی گئی۔

"السلام علیکم !" سمندر کے شور میں ائیرپوڈز میں تانیہ کی آواز گونجی۔ طلال کے لب اس کے سلام کرنے پر مسکراہٹ میں پھیلے۔اک لمحے کو وہ اپنی سوچوں کو بھول گیا۔

" وعلیکم السلام ! کیسی ہو؟ ویسے بڑی بات ہے آپ نے فون اٹھا کر پہلے سلام کر لیا۔" گاڑی کی طرف واپس مڑتے وہ بولا۔

"میں جیسی بھی ہوں تم اس بات کو چھوڑو اور الحمدللہ میں مسلمان ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ، تم کدھر ہو؟"تانیہ کے لہجے میں ناراضگی کو محسوس کرتے طلال نے لمبی سانس لی۔

" ساحل سمندر پر، کیوں تمھیں آج میری یاد کیسے آگئی؟" گاڑی میں موجود پانی کی بوتل سے پاؤں دھونے کے بعد اس نے جوتے بند کرتے بولا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے مگر وہ بات میں گھر پر نہیں کر سکتی۔" وہ اتنی آہستہ آواز میں بولی کہ طلال نے اگر ائیر پوڈز نہ لگائے ہوتے تو اسے شاید سمجھ بھی نہیں آتی۔

"تمہیں بھی کوئی الزام لگانا ہے تو تم گھر آجاؤ میں بھی کچھ منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔" طلال کے لہجے کا طنز دوسری طرف موجود تانیہ کو چبھا۔

"تم مجھے میرے گھر سے پک کر لو۔ میں اپنے یا تمھارے گھر بات نہیں کرنا چاہتی۔" طلال کو حکم دے کر اس نے فون بند کر دیا۔

"چل طلال اب اس لڑکی سے بھی باتیں سننی پڑیں گی۔" گاڑی سٹارٹ کرتے اس نے بے بسی سے سوچا۔

******

"آنٹی آپ اب اپنے مالکوں کے پاس واپس چلی جائیں۔ امّی اب پہلے سے کافی بہتر ہیں۔" گھر پہنچنے تک ایشل یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ امل نے اس پر جو بھی احسانات کیے ہیں اب اسے واپس کرے گی۔

"پر ایشل بیٹی بڑی بیگم صاحبہ نے مجھے رکھا ہے آپ کی امّی کی دیکھ بھال کے لئے۔" ملازمہ نے حیرت سے کہا۔

"مگر اب میری امّی بالکل ٹھیک ہیں اور آپ مجھے بتا دیں آپ کی جو بھی تنخواہ بنی ہے۔" اپنی ماں کے چہرے پر ابھرنے والی حیرانگی کو اگنور کرتے ایشل دوبارہ بولی۔

"میری تنخواہیں تو ساری اس اکاؤنٹ میں جاتی ہیں جو بڑے صاحب نے ملازوں کو کھلوا کر دیے ہیں۔" سلمیٰ نے بتایا۔

"ایشل بچے کیا بات ہے، کیوں بیچاری کو نکال رہی ہو۔" وہ ماں تھیں اس کے لہجے میں موجود درد کو محسوس کر رہی تھیں۔

" کچھ نہیں ہوا امّی، اور ان کو تو اس گھر میں کام مل جائے گا میں ان سے ان کا روزگار نہیں چھین رہی۔ اور آنٹی آپ اپنے صاحب کو فون کر دیں کہ وہ آپ کو یہاں سے لے جائیں۔" بولتے ساتھ اس نے سلمیٰ کا فون اٹھا کر ان کی طرف بڑھایا اور خود صحن میں بچھے پلنگ پر بیٹھ گئی۔

" تم اس کی باتوں پر دھیان نہ دو شاید پیپر میں کچھ بھول آئی ہوگی تبھی غصّہ نکال رہی ہے۔" انہوں نے سلمیٰ کو تسلی دی۔

"امّی میں غصے میں نہیں ہوں اور آپ پلیز جائیں اور ان لوگوں سے پوچھ کر مجھے اپنی اتنے دنوں کی تنخواہ کا بھی بتائیے گا میں اپنے سر کسی کا احسان نہیں رکھنا چاہتی۔" امّی کی بات سنتے وہ اندر آتے غصے سے بولی۔ سلمیٰ نے انہیں دیکھا۔

"سلمیٰ تم جاؤ اور جو یہ کہہ رہی ہے وہ کرو۔" امّی نے سلمیٰ کو کہا تو اس نے انصاری صاحب کو فون کیا اور پھر اپنے ساتھ لائے بیگ میں کپڑے رکھنے لگیں۔

NOVEL HUT

******

امل کو گھر ڈراپ کر کے وہ آفس آیا تو اپنے آفس روم میں ماہا کو بیٹھے دیکھ کر ٹھٹکا۔

"مس ماہا آپ کو کوئی کام تھا۔" اپنی چئیر پر بیٹھتے بولا۔

"یہ فائل آپ کو دکھانی تھی مگر آپ یہاں نہیں تھے۔" اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل اجلال کے سامنے رکھتے گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ یہ میری سیکرٹری کو دے دیتیں، خیر آپ جا کر اپنا کام کریں میں فائل پڑھ کر آپ کو بھیجتا ہوں۔" ماہا جس طرح اسے دیکھ رہی تھی اجلال نے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔

" اوہ مسٹر اجلال پلیز آپ مجھے آپ مت بولا کریں۔" ایک ادا سے اپنے ڈائی ہوئے بال جھٹکتی وہ کھڑی ہوئی۔

" مس ماہا آپ میری ایمپلائی ہیں اور میں سب ایمپلائز کو آپ ہی کہتا ہوں، ناؤ یو گو اینڈ فوکس ان یور ورک۔" ماہا کی بات پر اجلال کے لہجے میں سختی آئی تھی۔

"سب ایمپلائز، لیکن میں آپ کے ان ایمپلائز جیسی نہیں ہوں، میں ماہا شیرازی ہوں۔"وہ بول کر وہاں رکی نہیں تھی۔ ماہا کے زور سے پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے اس کی ہیل کی آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی۔

جس طرح وہ بول کر گئی تھی اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو یقیناً اجلال اسے اب تک آفس سے نکال چکا ہوتا مگر وہ اس کے دوست کی اکلوتی اور سر پھری بہن تھی۔

اپنے غصے کو قابو کرتے اجلال فائل دیکھنے لگا۔

******

"میں کب سے تمھارا انتظار کر رہی ہوں اور تم اب آئے ہو۔"کمر پر ہاتھ رکھے تانیہ لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔

" شرم کرو لڑکی، بجائے تم باہر آکر سلام کرتیں، تم تو لڑاکا عورتوں کی طرح لڑنے لگ گئی ہو اور تم کون سا میرے انتظار میں بوڑھی ہو گئی ہو۔" طلال نے پیسنجر سیٹ کا لاک کھولتے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو تانیہ نے اندر بیٹھتے زور سے دروازہ بند کیا۔

"آرام سے تو یہ لڑکی کوئی کام کر ہی نہیں سکتی۔" طلال نے سوچتے گاڑی ریسٹورنٹ کے راستے پر ڈالی۔

" عورت... میں تمھیں کہاں سے عورت لگ رہی ہوں زرا بتانا۔ اور کیا کہا تم نے بوڑھی ہو رہی ہوں۔ بوڑھی ہو گئی تمھاری ہونے والی،بیوی میں تو ابھی..."تانیہ کی کینچی کی طرح چلتی زبان کو طلال کے ہنسنے پر اچانک بریک لگا۔

"ہاں سہی کہا میری ہونے والی بیوی بوڑھی ہوگی، بیچاری پتا نہیں کدھر میرے انتظار میں بیٹھی ہے اور میں تمھیں سڑکوں پر اپنے ساتھ گھوما رہا ہوں۔" طلال نے تپانے والے انداز میں کہا اور تانیہ صاحبہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا پرس اس کے کندھے پر دے مارا۔

"کیوں اپنے ساتھ مجھے بھی مارنا چاہتی ہو۔ اگر ابھی گاڑی سامنے والی گاڑی میں لگ جاتی پھر تم نے سیدھا جہنم میں جانا تھا۔"اس نے جان بوجھ کر گاڑی دوسری گاڑی کے قریب سے گزاری۔

"جہنم میں جاؤ تم۔ میں نے تمھیں کس لیے بلایا تھا اور تم ہو کہہ اپنی چلائے جارہے ہو۔"تانیہ کو طلال پر غصّہ آیا جس نے اسے اصل بات بھلا کر دوسری باتوں میں لگا دیا تھا۔

"یہ تم کیا ہوتا ہے، کتنی بار کہا ہے آپ بولا کرو تم سے بڑا ہوں میں۔" طلال نے ایک ریستوران کے باہر کار روکتی۔ فیملی کیبن کی بکنگ وہ پہلے کروا کے تانیہ کو لینے گیا تھا۔

" ایسی بھی کیا بات کرنی تھی جو تم گھر پر نہیں کر سکتی تھیں؟" ویٹر کو اپنا آرڈر لکھوانے کے بعد طلال سنجیدگی سے بولا۔

"کل تمھارے گھر جو ہوا... تمھارے اور اجلال بھائی کی لڑائی، وہ کس لڑکی کی بات کر رہے تھے؟" طلال کے چہرے پر اب پہلے والی مسکراہٹ نہیں تھی۔

" سب کچھ تو تم سن چکی ہو پھر کیا پوچھنا ہے؟" طلال کے لہجے میں طنز ابھرا۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں تم اگر کسی اور لڑکی ...یا کوئی لڑکی تمھاری زندگی میں ہے..." طلال کے چہرے پر سختی ابھرتے دیکھ کر تانیہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر ڈوبی۔ طلال کے کچھ کہنے سے پہلے ویٹر کھانا لے آیا۔

" اگر میرا کسی لڑکی کے ساتھ افئیر ہے یا میں کسی کے ساتھ اِنوولوّڈ ہوں تو تم سب کو اتنا برا کیوں لگ رہا ہے؟" تانیہ کی آنکھوں میں جلن ہوئی۔ اپنا بیگ کندھے پر لٹکاتی وہ تیزی سے اٹھی اور یہاں طلال کو احساس ہوا تھا وہ کچھ غلط بول چکا ہے۔

NOVEL HUT

"تانیہ بیٹھو۔" اپنی جگہ سے اٹھتے اس نے تانیہ کو روکا۔

" تم کرو یہ لنچ میں ویسے بھی صرف تم سے بات کرنے آئی تھی۔" تانیہ کی بھرائی ہوئی آواز پر طلال کو خود پر غصّہ آیا۔

"یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو۔ میں جو کچھ تمھیں بتاؤں گا وہ سچ ہو گا اور یہ بات تم میری اجازت کے بغیر کسی کو بھی نہیں بتاؤ گی۔" اسے واپس بیٹھنے کا بول کر طلال نے نرمی سے کہا۔

"پہلے اپنے یہ آنسو صاف کرو، اس طرح روتے ہوئے بلکل چڑیل لگ رہی ہو۔" تانیہ کی طرف ٹیشو بڑھاتے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا جہاں رونے کی وجہ سے اس کا مسکارا پھیل گیا تھا۔

تانیہ نے آنکھیں صاف کرتے خفگی سے اسے دیکھا۔

******

"امّی آپ کے پاس اس وقت کتنی رقم رکھی ہے اور جو زیور آپ نے الماری میں چھپا کر رکھا ہے وہ سب آپ مجھے دیں۔" سلمیٰ کے جانے کے بعد ایشل اپنی امّی کے پاس بیٹھتی بولی۔

"پیسے اور زیور کیوں چاہیے بیٹا؟" انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی آخر ان کی بیٹی کیا کرنا چاہتی ہے۔

"آپ کے علاج پر جو پیسہ امل کے گھر والوں نے خرچ کیا تھا مجھے ان کا وہ قرض انہیں لوٹانا ہے۔"امل کے گھر ہونے والی لڑائی ایک بار پھر سے یاد آئی۔

"آخر ہوا کیا ہے میں کل سے دیکھ رہی ہوں تم پریشان ہو، کیا تمھاری دوست کے گھر میں کچھ ہوا ہے؟" وہ کل سے اس کے اندر بدلاؤ دیکھ رہی تھیں۔

"امّی میں نے ان سے قرض مانگا تھا اور ان کا یہ بہت احسان ہے کہ اتنا وقت ہوگیا اور ان لوگوں نے قرض کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔"ایشل اب انہیں اپنی اور اجلال کی لڑائی کا نہیں بتا سکتی تھی۔

"مجھے پتہ ہے ایشل بات کچھ اور ہے کیونکہ امل سے جب میں نے ان کی رقم واپس کرنے کا کہا تو اس نے یہ بول کر وہ رقم لینے سے انکار کر دیا کہ آپ بھی میری ماں کی جگہ ہیں اور ایشل میری دوست نہیں بہن ہے اور اپنوں کے مشکل وقت میں ان کی مدد کی جاتی ہے، احسان نہیں۔"یہ سچ تھا ایک بار انہوں نے امل کو رقم دینی چاہی تھی جس پر اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"یا اللہ امّی یہ بات آپ اب مجھے بتا رہی ہیں۔" ایشل سر پکڑے وہی بیٹھ گئی۔

"مجھے لگا تمھاری دوست نے تمھیں یہ بات بتا دی ہوگی۔" عصر کی اذانیں سنتے وہ نماز ادا کرنے کے لیے اٹھ گئیں۔ ایشل وہیں بیٹھی یہ سوچ رہی تھی اب کس طرح وہ اس احسان کا بدلہ اتارے۔

******

آج ناشتے کی میز پر امل اور طلال موجود نہیں تھے۔ طلال تو اس دن کے بعد ویسے ہی سب کے ساتھ کم بیٹھتا تھا اور جس وقت اجلال گھر ہوتا وہ یا تو گھر سے باہر چلا جاتا یا اپنے کمرے میں بند رہتا۔

"آج امل نہیں اٹھی، روز تو سب سے پہلے یہاں موجود ہوتی ہے۔" انصاری صاحب نے امل کی کمی محسوس کرتے کہا۔

" نہیں، ابھی پیپرز ختم ہوئے ہیں اس لیے آپ کی شہزادی آج آرام کر رہی ہیں۔" مقدس بیگم نے چائے بناتے ہوئے بتایا۔

" اور طلال کا کب تک ہم سے بات نہ کرنے کا ارادہ ہے...؟" سوال اجلال نے کیا۔

" اجلال تم نے اس سے غلط طریقے سے بات کی تھی۔ تمھیں اگر اس بچی کا یہاں آنا اچھا نہیں لگا تھا تو تم ہمیں یا امل کو بتاتے۔ ایشل یہاں آئی بھی امل کے بلانے پر تھی۔ تم نے خوامخواہ بچی کو ڈانٹا اور اب امل سے اس کی دوستی بھی ختم کروا دی۔" مقدس بیگم نے اجلال کو پچھلے دن کی نسبت آج بہتر موڈ میں دیکھ کر بولیں۔

" ممی پہلی بات وہ بچی نہیں کوئی پچیس چھبیس سال کی لڑکی ہے اور دوسری اس کی وجہ سے طلال مجھ سے لڑنے آیا۔ میں مانتا ہوں میں نے طلال کو غصے میں بہت سخت سنائی لیکن وہ میرا بھائی ہے، ہمارے درمیان آج تک کسی بات پر لڑائی نہیں ہوئی اور آج اس لڑکی کی وجہ سے ہم بہن بھائی ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے اجلال نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا ہوگیا اجلال بیٹا، ہماری امل بائیس کی ہونے والی ہے تو وہ کہاں سے چھبیس سال کی ہوئی۔ تم نے امل سے اس کی دوستی اس لیے ختم کروائی ہے کہ تمھیں ایشل، امل سے بڑی لگتی ہے؟" انصاری صاحب اپنے بیٹے کی منطق پر حیران ہوئے۔

"السلام علیکم !" امل نے ڈائنگ روم میں آتے سب کو سلام کیا اور چئیر گھسیٹتے مقدس بیگم کے ساتھ بیٹھی۔

"وعلیکم السلام ! ہو گئی ہماری شہزادی کی صبح؟" اجلال نے امل کو پیار سے پچکارا۔

"جی۔" امل نے یک لفظی جواب دیا۔

"تم ساری رات سوئی نہیں، آنکھیں دیکھو کیسے سوجی ہوئی ہیں۔" مقدس بیگم نے امل کو ٹوسٹ پکڑاتے کہا۔

"رات کو کتاب پڑھتے وقت کا اندازہ نہیں ہوا اس لیے دیر سے سوئی۔" وہ اپنے لہجے کی نمی کو چھپاتے بولی۔

NOVEL HUT

"ٹھیک ہے آپ ناشتہ کریں ہم آفس کے لیے نکلتے ہیں۔ اللہ حافظ۔" اجلال کہیں اندر جانتا تھا امل جھوٹ بول رہی۔ مگر وہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتا تھا۔

آہ یہ انا ! انسان کو کبھی جھکنے نہیں دیتی۔

******

آج ہفتہ تھا اور دو دن بعد ان کی یونیورسٹی پھر شروع ہو جانی تھی۔ ایسے میں ایک ہی ڈیپارٹمنٹ اور ایک ساتھ بیٹھ کر لیکچرز لینے والیں کیسے ایک دوسرے کو ان دیکھا کریں گی۔

"آج ہفتہ ہے نا، تم گئی نہیں انسیٹیوٹ؟" پہلے اپنی ماں کی بیماری اور پھر پیپرز کے درمیان وہ انسیٹیوٹ کو بلکل فراموش کر چکی تھی۔

"آپ گھر پر اکیلی ہوں گی، اب آپ کا خیال کرنے کے لیے ملازمہ بھی نہیں ہے اس لیے میں نہیں گئی۔" سردیوں کی ہلکی دھوپ میں بیٹھے وہ سوچو میں گم تھی جب امّی کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔

"تم کون سا پہلی دفعہ جاؤ گی یا پہلے میں کون سا ملازموں کے ساتھ رہتی ہوں۔ اب تمھاری پڑھائی شروع ہو گی تب بھی میں اکیلے ہی گھر رہوں گی۔" انہوں نے ایشل کے پاس چارپائی پر بیٹھتے کینو چھیل کر اس کے سامنے رکھے۔

کراچی میں سردی نہ ہونے کے برابر پڑتی ہے مگر اس بار پڑنے والی سردی نے کراچی والوں کو سورج کی اہمیت بتائی تھی۔

"امّی میں کچھ بندوبست کر لوں گی ملازمہ کا یا پڑوس والی آنٹی کو کہہ دیا کروں گی آپ کا خیال رکھنے کا۔" کینو کی کاش منہ میں رکھتے بولی۔

"کب تک پڑوس والے میرا خیال رکھیں گے اور ملازمہ کو تنخواہیں کہاں سے دیں گے ہم۔"وہ اب دوسرا کینو چھیل رہی تھیں۔

"آپ جانتی ہیں سردیاں اور یہ کھٹے پھل آپ کے لیے نقصان دہ ہیں، پھر بھی آپ بغیر سوئیٹر، جرسی کے بیٹھی ہیں اور یہ آپ کے لیے زہر کی طرح ہیں۔" چارپائی سے اترتی وہ کمرے سے ان کا سوئیٹر لے آئی۔

"بیماری کا کیا ہے یہ تو اب ساری زندگی ساتھ رہنی ہے۔ اب بندہ کچھ کھا کر ہی مرجائے کم ازکم مرنے کے بعد یہ تو نہ ہو کہ ہم نے اللہ کی نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔" ان کی بات پر ایشل کے گلے میں کچھ اٹکا تھا۔

"امّی آپ ایسی باتیں مت کیا کریں۔ میرا اس دنیا میں آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے اگر آپ کو کچھ ہوا تو میں بھی مرجاؤں گی۔" ہمیشہ کی طرح وہ ان کے مرنے کی بات کرنے پر رونے لگی تھی۔

"میں مرنے سے پہلے تمھیں تمھارے گھر کا کر کے جاؤں گی جو میرے بعد تمھارا سب کچھ ہوگا۔" ایشل کے آنسو صاف کرتے وہ پیار سے بولیں مگر اب ایشل ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

"آپ کو کچھ ہونے سے پہلے میں مروں گی۔" ہچکیوں کے بیچ انہیں ایشل کی بات سمجھ نہیں آئی۔

کہتے ہیں ہر بات سوچ سمجھ کر بولنی چاہیے۔کسے پتا کب اور کون سا وقت قبولیت کا ہو۔

******

شام کا منظر سحر انگیز اور پر سکون تھا۔ سورج افق کی طرف ڈھل رہا تھا، جس کی سنہری روشنی لان پر نرم اور مدھم سا سایہ ڈال رہی تھی۔ آسمان میں ہلکے سنہری اور نارنجی رنگ بکھر رہے تھے اور ہوا میں سردی کی ہلکی سی لہر محسوس ہو رہی تھی۔

ایک بچہ سائیکل کو لان میں تیزی سے بھاگا رہا تھا۔

"تم مجھے نہیں پکڑ سکتیں۔" وہ بچہ سائیکل کو اور تیز کرتا اپنے پیچھے بھاگتی بچی سے بولا۔

"میں تمھیں پکڑ لوں گی۔" بھاگنے کی وجہ سے بچی کی سانس پھول رہی تھی۔

"آؤ پکڑو پھر، تم کتنا ہلکا بھاگتی ہو۔" اس بچے نے سائیکل لان کے آخری کونے میں روکی تو بچی اور تیز بھاگتی اس کی جانب بڑھی ہی تھی کہ اس کا پاؤں

مڑا اور وہ منہ کے بل زمین پر گری۔ وہاں پڑے پتھر کی نوک اس کے ماتھے پر لگی اور ایک خون کی دھار اس کے ماتھے سے بہتی چہرے پر پھیل گئی۔

"عشاء..." وہ ایک دم نیند سے جاگا۔ سائیڈ لیمپ جلاتے اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔

"یہ سب کیا تھا، اسے یہ خواب کیوں آیا تھا جب وہ اس کے پاس ہی نہیں تھی اس سے بہت دور جاچکی تھی؟"

******

NOVEL HUT

اجلال طلال کے کمرے کے دروازے پر ہلکے سے دستک دیتے اندر داخل ہوا۔ صوفے پر لیٹے موبائل استعمال کرتے طلال نے چونک کر کمرے میں آنے والے کو دیکھا پھر موبائل ٹیبل پر رکھ کر وہاں سے نکلنے لگا۔

"کب تک تم مجھ سے بات نہیں کرو گے؟" اسے جاتا دیکھ اجلال نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"کیوں آج پھر کوئی نیا الزام عائد کرنا ہے آپ نے؟" نا چاہتے ہوئے بھی طلال کے لہجے میں تلخی آئی۔

"میں اس دن کے لیے تم سے معزرت کرنے آیا ہوں۔" اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"آپ کے معزرت کرنے سے آپ اپنے بولے گئے الفاظ واپس نہیں لے سکتے۔" بازو سینے پر باندھے طلال اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"طلال تم میرے چھوٹے بھائی ہو اور مجھے بہت عزیز ہو۔ اس دن میں نے جو بولا وہ سب اس لڑکی کی وجہ سے غصے میں بول گیا۔" اجلال اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے بولا۔

"بھائی زبان سے الفاظ ایسے ہی نکلتے ہیں جیسے تیر کمان سے اور دونوں ہی ایک بار نکل جائیں تو سامنے والے کو زخمی کر دیتے ہیں یا مار دیتے ہیں۔" انتہائی نرمی سے طلال نے اپنے بازو سے اجلال کا ہاتھ ہٹایا۔

"طلال میں جانتا ہوں میرے لفظوں سے تمھیں تکلیف پہنچی ہے مگر ایک بار تم مجھے معاف نہیں کرسکتے؟" طلال جو باہر جانے لگا تھا دوبارہ اجلال کی طرف مڑا۔

"میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے کو تیار ہوں پلیز یار بھول جاؤ اس دن کو، ایسے جیسے اس دن کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔" اجلال نے باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ طلال نے تڑپ کر اپنے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے اجلال کو دیکھا اور ایک قدم آگے آتے اجلال کے گلے لگتے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

NOVEL HUT

دونوں بھائی ایک دوسرے کے گلے لگے تھے۔ایک اپنے بھائی کو خود سے ناراض کر کے پچھتا رہا تھا اور دوسرا اپنے بڑے بھائی کو اپنے سامنے جھکتے دیکھ کر تکلیف میں تھا۔

******

ایشل گھر کی صفائی سے فارغ ہو کر کچن میں کھانا بنانے آئی جب گلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"ایشل بیٹا دیکھنا کون ہے، کب سے دروازہ بج رہا ہے۔" امّی کی آواز پر دوپٹہ سر پہ ٹکاتے دروازے کی جانب بڑھی جو اب بھی زوروں سے بج رہا تھا۔

"کون ہے؟" آج کل کے جو حالات تھے ایسے میں بغیر پوچھے دروازہ کھولنا بےوقوفی تھی۔

" ارے کھولو دروازہ کب سے ہم باہر کھڑے ہیں۔" اپنی ممانی کی آواز سنتے اس نے چاروناچار دروازہ کھولا۔

"السلام علیکم۔" ایشل نے انہیں سلام کیا مگر وہ لوگ بغیر جواب دیے اندر آ گئے۔

" تم دونوں ماں بیٹی آخر کر کیا رہی تھیں جو دروازے کو کھولنے میں صدیوں لگ گئے۔" ممانی امّی کے کمرے میں جاتے اونچی آواز میں بولیں۔

"ہم فارغ نہیں ہوتے گھر میں جو آپ کے لیے فوراً دروازے پر پہنچ جائیں۔" ایشل نے طنز سے کہا۔

"ہائے اللہ کیا زمانہ آگیا ہے اب یہ لڑکی ہم سے زبان چلائے گی۔"کانوں کو ہاتھ لگاتے ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"بھابھی آپ بیٹھیں اور بتائیں ٹھنڈا پیئیں گی یا چائے لاؤں۔" امّی ایشل کو چپ رہنے کا اشارہ کرتیں اپنی بھابیوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ٹھنڈے کے نام پر پانی نہ پلادینا۔"

NOVEL HUT

"نہیں نہیں بھابھی شربت بنواتی ہوں." انھیں تسلی دیتے ایشل کو آواز دی۔"ایشل بیٹا ٹھنڈا شربت بنا لاؤ۔"

"خیریت سے آنا ہوا بھابھی۔" پھر انکی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ہاں ہاں۔" انھوں نے تسلی بخش جواب دیا.

" دراصل ہم آج تم سے کچھ مانگنے آئے ہیں۔ تمھارے بھائی بھی آتے مگر وہ لوگ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر ہیں، آخر کو بزنس بھی سنبھالنا ہے۔"
صائمہ ممانی کے بولنے پر جہاں امّی کو عجیب لگا وہیں ایشل یہ سوچنے لگی آخر ان سے کیا لینے آئی ہیں۔

"ایشل بیٹا کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔" وہ شربت لے آئی تو امّی نے اسے وہاں سے بھیجتے ہوئے کہا۔

"زہر نہ کھلا دوں ان دونوں۔" انہیں کولڈ رنک دینے کے بعد ایشل فریزیر سے گوشت نکال کر بڑبڑاتے ہوئے کھانے کا انتظام کرنے لگی۔

"بھابھی ایسی کیا چیز آپ مجھ سے مانگنے آئی ہیں؟" کہیں اندر وہ دعا کر رہی تھیں جو وہ سوچ رہی ہیں وہ نہ ہو۔

"دیکھو بہن تمھارے پاس دینے کو صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے تمھاری بیٹی۔" صائمہ ممانی کے کہنے پر آمنہ ممانی کھسیانی ہنسیں۔

"تمھارے بھائی کی خواہش ہے کہ وہ اپنی اکلوتی بہن کی بیٹی کو اپنے سمیر کی دلہن بنانا چاہتے ہیں اور سمیر کی بھی یہی خواہش ہے۔" صائمہ ممانی نے ان کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ کسی کام سے کمرے میں داخل ہوتی ایشل خود کو 'چیز' کہنے پر تپی تھی اور سونے پہ سہاگا وہ اپنے آوارہ لڑکے کا رشتہ مانگ رہی تھیں۔

"صائمہ ممانی میں کوئی چیز نہیں ہوں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں اور اپنے آوارہ اور لوفر بیٹے کے لیے کسی کی بیٹی کی زندگی برباد کرنے کے بجائے اس جیسی لڑکی ہی ڈھونڈیں۔" امّی کے بولنے سے پہلے ہی ایشل اپنی ممانی سے تلخ لہجے میں بولی۔

"دیکھ رہی ہو اپنی بیٹی کی زبان۔ ہمارا سمیر تو برداشت کر لے گا مگر اس کی شادی کسی اور سے ہوئی تو دوسرے دن تمھاری دہلیز پر طلاق لے کر آئے گی۔" آمنہ ممانی کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا۔

NOVEL HUT

"آپ اپنی اکلوتی بیٹی کا رشتہ کیوں نہیں کر دیتیں سمیر کے ساتھ آخر کو آپ ہم سے بہتر اسے جانتی ہیں۔" ایشل اب آمنہ ممانی پر گرجی۔

"میری بیٹی لاکھوں میں ایک ہے اس کے لیے شہزادہ آئے گا۔"ان کی مصنوعی میک اپ کر کے خوبصورت دیکھنے والی بیٹی کے لیے شہزادے کا لفظ سن کر ایشل طنزیہ ہنسی۔ امّی اب تک کچھ نہیں بولیں تھیں۔

"صاف کہیں چھوٹے ماموں اور آپ کے بیٹے نے سمیر جیسے لفنگے شخص کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔۔۔۔ ویسے بہت افسوس کی بات ہے۔ میں سوچتی ہوں جب لوگ اپنی اولاد کے لیے برے فیصلے نہیں کر سکتے تو دوسروں کی اولاد کا برا کیوں سوچتے ہیں۔"آمنہ ممانی نے ایشل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اگر تمھارے ماموں اور سمیر کی تم پسند نہ ہوتیں تو اس وقت میں تم پر تھوکتی بھی نا۔"صائمہ ممانی نے اپنے بیگ سے کچھ نکالتے سامنے ٹیبل پر پٹخا۔

"اگر آپ مجھ سے بڑی نہ ہوتیں یا میری ممانی نہ ہوتیں تو میں دھکے دے کر آپ کو اپنے گھر سے نکال دیتی اور پورے محلے میں آپ کے بیٹے کی حرکتیں بتاتی۔"
اب کہ ایشل چیخ کے بولی ایشل کی امی سے اسکی بدتمیزی برداشت سے باہر تھی۔

"چٹاخ۔۔۔۔۔" ایشل گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمھاری تربیت ایسی کی تھی کہ تم بڑوں سے بدتمیزی کرو۔ بھابھی اس کی طرف سے میں آپ دونوں سے معافی مانگتی ہوں اور آپ بھائی جان کو بول دیجیے گا مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔" ایشل نے بے بسی اور لاچارگی سے اپنی ماں کا فیصلہ سنا۔

"یہ انگوٹھی تم اپنی بیٹی کو پہنا دینا باقی کی تقریب ہم مہینے تک کریں گے۔
میرے بیٹے کی منگنی اب سادگی سے تو ہوگی نہیں۔" صائمہ ممانی کے چہرے پر

جیت کی خوشی تھی۔ آمنہ ممانی تو جیسے ہاں کے انتظار میں تھیں فوراً گاڑی میں رکھی میٹھائی لے آئیں۔

"منہ میٹھا کرو اب تم ہمارے گھر کی بہو بننے والی ہو۔" ڈبے سے میٹھائی نکال کر ایشل کے منہ میں زبردستی ڈالتے بولیں۔ ایشل کو اس وقت میٹھائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں لگی تھی۔

"آپ لوگ بیٹھیں کھانے کھا کر جائیے گا۔" ایشل کو سخت نظروں سے دیکھتے وہ خود کچن میں چلی گئیں۔ ایشل کو اپنا وہاں کھڑا ہونا بے معنی لگا تھا۔

NOVEL HUT

******

جہاز کے لینڈ ہونے کے بعد، جہاز کا دروازہ کھلتے ہی اس نے باہر قدم رکھے۔ آسمان میں ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے ، ان سے جھانکتے اور اپنی ہلکی سی جھلک دھکلاتے سورج کی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔ وہ آرام سے چلتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا۔

ائیرپورٹ کے اندر داخل ہوتے اس نے اپنے آس پاس دیکھا جہاں اس کے اردگرد لوگ مختلف قومیتوں کے، سامان کے ساتھ، کچھ لوگ پاسپورٹ کنٹرول کی طرف بڑھ رہے تھے، جبکہ دوسرے سامان وصول کرنے کے ایریا کی طرف جا رہے تھے۔

اپنا سامان لیتے وہ ائیرپورٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوا جہاں فیملیز اپنے پیاروں کے استقبال کے لیے کھڑیں تھیں۔وہ قدم اٹھاتا اپنے سامان کی ٹرالی گھسیٹتے بلڈنگ کے خارجی دروازے کی جانب بڑھا جہاں سے اسے ٹیکسی لے کر گھر جانا تھا۔بلڈنگ سے باہر نکلتے اس نے گہری سانس لی۔اپنے وطن کی خوشبو کو محسوس کرتے وہ ہلکا سا مسکرایا اور ایک ٹیکسی کو روک کر اپنی منزل بتائی۔

ٹیکسی میں سوار ہوتے اس نے شیشے سے نظر آتے مناظر کو دیکھتے آنکھیں موندیں۔کتنے سالوں بعد وہ اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن لوٹا تھا۔

******

ہمیشہ کی طرح اتوار کا دن پر لگا کر اُڑا اور سوموار کی سنہری صبح طلوع ہوئی۔آج سے ان کی یونیورسٹی میں نئے اور آخری سمیسٹر کا آغاز ہونا تھا۔

ایشل کلاس میں داخل ہوئی تو سب اسٹوڈنٹس کو نظر انداز کرتی دیوار کے ساتھ کونے والی چئیر پر جا بیٹھی۔ تبھی اس کی نظر لڑکوں کی لائن میں بیٹھے طلال پر گئی پھر اس نے نظریں گھما کر امل کو تلاشنا چاہا جو اسے نظر نہیں آئی۔

"ہیلو۔۔کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"اپنی ایک کلاس فیلو کی آواز پر اس نے ہاں میں سر ہلاتے دوسری چئیر پہ رکھا اپنا بیگ اٹھایا۔

"آج آپ کی دوست کیوں نہیں آئی؟"ایشل کے ساتھ بیٹھتے اس لڑکی نے پوچھا۔

"پتا نہیں۔"اس نے سرسری سا جواب دیا۔

"اس کا بھائی تو آگیا ہے۔آپ دونوں نے اپنی دوستی کے پہلے دن سے اب تک کسی تیسرے کو اپنی دوستی میں شامل نہیں کیا۔آپ دونوں کی دوستی کافی

گہری ہے ماشاءاللہ۔" اور یہاں ایشل کا دل کیا وہ رو دے اور ساتھ اس شخص پر غصہ آیا جس کی وجہ سے یہ دوستی ختم ہوئی تھی۔ان کی دوستی میں داخل ہونے والا تیسرا شخص کون تھا اگر ایشل کو معلوم ہوتا تو اسے اس شخص سے پہلے سے زیادہ نفرت ہوجاتی۔

"مجھے آپ کا نام نہیں معلوم؟" اس لڑکی کے سوال پر ایشل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایشل۔۔۔" اپنا نام بتاتے وہ بلاوجہ اپنے بیگ کو چھیڑنے لگی۔

"میں ارم۔۔، ارے وہ آپ کی دوست بھی آگئی۔ چلیں میں کہیں اور جگہ دیکھتی ہوں کہیں اس کو برا نہ لگے۔" ارم نے امل کو اسی طرف آتے دیکھا تو اپنا بیگ لیے پہلی رو میں موجود خالی کرسی پہ جا بیٹھی۔

امل کو اپنی طرف آتے دیکھ ایشل دل میں خوش ہوئی تھی کہ شائد اس دن غصے میں امل نے اسے دوستی ختم کرنے کا کہا ہو مگر اس کی خوشی اس پل مایوسی

میں بدلی جب امل پانچویں رو میں جا کر بیٹھی اور ان لڑکیوں سے باتیں کرنے لگی۔

******

آج آفس میں غیر معمولی حرکات و سکنات محسوس کرتے اجلال اپنے آفس روم میں جانے سے پہلے اپنے پی۔اے کی جانب آیا۔

"السلام علیکم، گڈ مارننگ سر۔"

"وعلیکم السلام، میرے آنے سے پہلے آفس میں کیا ہو رہا تھا مجھے ساری تفصیل چاہیے ابھی۔ ناؤ کم ان ٹو مائے روم۔" آج امل کو یونی چھوڑنے کی وجہ سے وہ آفس دیر سے آیا تھا۔ طلال تو صبح نکلتا اور رات دیر سے گھر لوٹتا تھا۔

"سر آفس ورکرز نے آج آپ کے لیے لنچ پارٹی ارینج کی ہے۔" پی۔اے کے بتانے پر اجلال نے اپنے ٹیبل کیلنڈر پر تاریخ دیکھی۔ 15 دسمبر، اس کی سالگرہ کا دن۔

"اوکے آپ سب سے کہیں جو ورک ان کو دیا ہے اسے مکمل کریں۔ اور اس لنچ پر جو خرچ آیا ہے آپ مجھے سب سے پوچھ کر بتائیں۔"پی۔اے کے جانے کے بعد اس نے اپنا موبائل نکالا جہاں اسے رات سے اب تک کئی برتھڈے وشز موصول ہوئی تھیں۔

"یا اللہ آج میری زندگی کا ایک برس اور کم ہوگیا۔ میں بس تجھ سے یہ چاہتا ہوں وہ جہاں بھی ہے اسے اپنی حفاظت میں رکھنا۔ ہمارا ملنا اگر اِس دنیا میں نہیں لکھا تو ہمیں اُس دنیا میں ایک کر دینا جہاں کبھی جدائی نہیں ہے۔" اپنے موبائل میں ایک تصویر کھولتے وہ اللہ سے مخاطب ہوا۔ وہ اسے کبھی بھولی ہی نہیں تھی ہمیشہ اس کی دعائیں اس ایک نام سے شروع ہوتی تھیں اور اسی کے نام پر ختم ہوتی تھیں اور اب بھی وہ اسی کو سوچ رہا تھا۔

انٹرکام کی ٹون پر موبائل رکھتے اجلال پی۔اے سے ساری تفصیلات معلوم کرنے لگا۔

"آج سب کے بونس ان کے اکاؤنٹ میں بھیج دیجیئے گا۔" اس خاص دن پر اپنے ایمپلائز کو بونس دے کر اسے خوشی ہوتی تھی۔

******

آج کی کلاسیز لے کر ایشل گراؤنڈ میں بنے بینچ پر آ بیٹھی۔ دوستوں کے بغیر زندگی ویران ہوتی ہے۔یہی حال ایشل کا تھا۔ وہ ابھی انہی سوچوں میں تھی جب کوئی اس کے پاس آکر رکا۔

"تمھارے اور امل کے درمیان کیا ہوا ہے؟"ایشل نے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے طلال کو دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوا۔"جواب دے کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"تم دونوں اکٹھے نہیں بیٹھتیں۔امل دوسری لڑکیوں کے ساتھ ہے اور تم یہاں اکیلے بیٹھی ہو۔یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔"طلال اس بینچ کے دوسرے کونے پر بیٹھا۔

"ہماری دوستی کی مدت شاید یہی تک تھی اور اب پلیز تم بھی مجھ سے بات مت کیا کرو۔" جو بھی تھا طلال سے وہ اسی لیے بات کر لیتی تھی کہ وہ اس کی دوست کا بھائی تھا اور اب دوستی نہیں رہی تھی پھر طلال سے بغیر وجہ بات کرنا اسے اچھا نہیں لگا۔

"جاؤ تم بھی امل کی طرح نئی دوستیں بناؤ اور اسے بتاؤ کہ اگر اس نے کسی کہ کہنے پر اتنی پرانی دوستی کو چند لمحوں میں توڑا ہے تو تمھیں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔"دوسری لڑکیوں کے ساتھ باتیں کرتی امل کی طرف اشارہ کرتے طلال بولا۔

"مجھے فرق پڑتا ہے طلال کیونکہ وہ میری واحد دوست تھی جس سے میں اپنی ہر بات بلا جھجک بول دیتی تھی۔ اگر وہ آگے بڑھ گئی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں بھی آگے بڑھ جاؤں۔" جانے کیوں وہ آج پھر طلال کے سامنے سب بغیر رکے بول گئی تھی۔

"وہی تو میں کہہ رہا ہوں اسے سوچنا چاہیے تھا اس بارے میں۔ آخر تم اتنی نرم دل کیوں ہو؟" امل اب ان لڑکیوں کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہی تھی۔

"امل کو سوچنا چاہیے تھا کہ کسی تیسرے کو۔۔۔" اچانک بات کرتے وہ رکی طلال کو حیرانگی سے دیکھا۔

"تم نے کہا کسی کہ کہنے پر اس نے دوستی ختم کی تو تم یہ بھی جانتے ہو گے ہماری دوستی میں دراڑ ڈالنے والا کون ہے؟"طلال نے اسے کچھ دیر پہلے ہی تو کہا تھا امل نے کسی کے کہنے پر یہ سب کیا۔

"میں تمھیں اس شخص کا نام بتاؤں گا مگر تم امل سے بھی دوستی ختم کرنے کی وجہ پوچھو گی اور اسے یا کسی کو بھی یہ نہیں بتاؤ گی کہ تمھیں میں نے بتایا ہے۔" طلال کی آواز اتنی ہی تھی کہ ایشل باآسانی سن سکے۔ اس نے ایشل سے وعدہ لیتے کہا۔

"تمھاری دوستی میں آنے والا تیسرا شخص اجلال انصاری ہے۔" اس نے جیسے ایشل کے سر پر بم گرا دیا تھا۔ " اس دن تمھارے جانے کے بعد گھر میں ماحول کافی کشیدہ رہا تھا پھر بھائی نے امل کو دھمکی دے کر تم سے دوستی ختم کرنے کو بولا تھا۔"اسے ساری بات بتاتے اسکی اور اجلال ہوئی تلخ کلامی کو چھپا گیا۔

ایشل حیرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی۔" کیا وہ شخص مجھ سے اتنی نفرت کرتا ہے کہ مجھ سے میری دوست ہی چھین لی۔" اسکا دل چیخ رہا تھا لیکن لب سے الفاظ ادا نا ہو پائے۔

"اب کل تم مجھے اکیلی بیٹھی نظر نہ آؤ۔"سامنے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر جلدی سے دوسری جانب نکل گیا جبکہ امل سامنے اب اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کھڑی بات کر رہی تھی۔

******

ٹیکسی ایک گھر کے باہر روکواتے اس نے اپنا سامان نکالا اور چند نوٹ جو وہ راستے میں بینک سے ایکسچینج کروائے تھے ٹیکسی ڈرائیور کو دیے اور گھر کی بیل بجائی۔

کچھ سیکنڈ بعد چوکیدار کے دروازہ کھولنے پر وہ اندر داخل ہوتے چوکیدار کو سلام کیا جس کا جواب اس نے خوشی سے دیا۔اس کا حال احوال پوچھنے کے بعد وہ گھر کے داخلی دروازے سے بنا چاپ کیے اندر داخل ہوا۔

"ماما آپ زینی کو سمجھائیں اس نے سارے کچن میں گند مچایا ہوا ہے۔"عینا کچن سے باہر آتی اونچی آواز میں بولی۔

"آپی آپ کو پتہ ہے میں کیک بیک کر رہی ہوں۔"زینب اس کے پیچھے کچن سے باہر آئی۔اس کے چہرے پر ہلکا ہلکا میدہ لگا تھا۔

"ایک کیک بیک کررہی ہو اور کچن کا حال ایسے ہے جیسے پورے شہر کے لیے کیک بیک کیے ہوں۔"عینا اب کے غصے سے بولی۔وہ جو لاونج کے دروازے

کے پاس کھڑا ان کی لڑائی انجوائے کر رہا تھا زینب پر نظر پڑتے اس کی ہنسی نکلی۔

"بھائی..."اس کی ہنسی کی آواز پر ان دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور ایک دم زور سے چیخیں۔

"اللہ لڑکیوں آہستہ، میرے کان پھاڑنے ہیں کیا۔"وہ آگے بڑھتے انہیں اپنے ساتھ لگاتے بولا۔

"کیوں چیخ رہی ہو..."صالحہ بیگم ان کی چیخ پر کمرے سے باہر آئیں مگر سامنے اپنے بیٹے کو دیکھتے ان کی آنکھیں بھر آئیں۔

"فرہان میرا بیٹا۔"وہ صالحہ بیگم کے گلے لگا۔

"ماما اگر آپ اس طرح روئیں گی تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔"ان سے دور ہوتے فرہان خفگی سے بولا۔

"میں بابا کو کال کرتی ہوں فرہان تم تب تک فریش ہو کے آجاؤ۔"عینا نم آواز سے کہتے مجتبیٰ صاحب کو کال ملانے لگی۔

"آپی بابا کو میں نے راستے میں کال کر کے بتا دیا تھا وہ آتے ہی ہوں گے۔"اس نے عینا کو منع کیا۔

"بابا نے ہمیں بتایا کیوں نہیں پھر؟"زینی منہ پھولاتے بولی۔

"میری جان میں نے بابا کو بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ میں اپنی گڑیا کا شاکنگ فیس دیکھنا چاہتا تھا۔"زینب کو روٹھتے دیکھ فرہان نے پیار سے اس کا گال کھینچا۔

"شیف زینی اگر آپ کو یاد ہو تو آپ کچن میں کیک بیک کرنے رکھ کر آئی ہوئی ہیں۔" عینا کے یاد دلاتے وہ فوراً کچن میں بھاگی کہ کہیں کیک جل نہ گیا ہو۔

"تم جا کر منہ ہاتھ دھو آؤ تب تک میں کھانا لگاتی ہوں تمھارے بابا بھی آجائیں گے۔"صالحہ بیگم کے کہنے پر وہ سر کو خم کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

******

"اور بھائی تجھے نہیں لگتا اب شادی کر لینی چاہیے؟" وہ دونوں اس وقت پی۔سی میں موجود تھے۔ سلمان نے اجلال کو برتھے ڈنر دیا تھا۔

"میں نے کب منع کیا ہے تم بھابھی سے اجازت لے کر کرلو دوسری شادی۔"کانٹے سے پیس توڑتے اجلال کندھے اچکاتے بولا۔

"استغفراللہ کیوں مجھے قتل کروانے پر لگا ہے۔"سلمان نے جھرجھری لی۔

"پھر پوچھا کیوں تھا۔"

"میں نے تم سے تمھاری شادی کا پوچھا ہے اپنی کا نہیں۔"سلمان نے خفگی سے کہا۔

"اگر وہ مل گئی تو کرلوں گا شادی نہ ملی پھر ساری زندگی ایسے ہی گزاروں گا۔"اس کے لہجے میں بے شک سکون تھا مگر دل میں بے چینی ہوئی۔

"اتنے سالوں سے تم اس کا انتظار کر رہے ہو جو پتہ نہیں یہاں ہے بھی کہ۔۔۔۔"سلمان کی نگاہ اجلال کے چہرہ پر گئی تو الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

"میں اللہ تعالیٰ سے ہر دعا میں اس کی حفاظت کی دعا مانگتا ہوں۔ مجھے یقین ہے وہ جہاں بھی ہوگی بلکل ٹھیک ہوگی۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھے ہو میں بس یہ کہہ رہا تھا اگر وہ کسی اور کی ہوگئی ہو اور اسے تم یاد ہی نہ ہو۔"سلمان نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید اسے میں یاد ہی نہ ہوں اور اگر وہ اِس دنیا میں کسی اور کی ہو یا نہ ہو مگر میں نے اپنے رب سے اُس دنیا میں اس کا ساتھ مانگا ہے جہاں وہ صرف میری ہوگی۔"اجلال اب کھانا چھوڑے اس چہرے کو ذہن میں لائے بول رہا تھا۔

"میری دعا ہے اللہ اس لڑکی کو تم تک لے آئے۔ آمین۔"سلمان اسے حوصلہ دیتے بولا۔ اور اجلال یہ سوچنے لگا کہ اگر وہ اس کے سامنے آگئی تو وہ اسے پہچانے گا کیسے؟

اب یہ فیصلہ تقدیر نے کرنا تھا کہ اس کی زندگی میں کون آتا ہے۔

******

"فرہان بیٹا آپ ہمیں تو اپنے آنے کا بتاتے تاکہ ہم ائیرپورٹ پر آپ کو لینے آجاتے۔"کھانا کھاتے مجتبیٰ صاحب بولے۔

"بابا میں نے سوچا آپ سب کو سرپرائز دوں۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی اگر آپ ہمیں بتا دیتے تو ہم پھولوں کے ہار لے کر آپ کا استقبال کرتے۔"زینب فوراً بولی۔

"جیسے میں لندن پڑھنے نہیں جنگ لڑنے گیا تھا۔"وہ زینب کی عقل پر افسوس کرتے بولا۔

"پڑھائی کیسی جنگ سے کم بھی نہیں ہوتی۔"زینب نے منہ بنایا۔

"اچھا اسے چھوڑیں میرے پاس آپ سب کے لیے ایک سرپرائز اور ہے۔"سب کھانا چھوڑے اب فرہان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بھائی کہیں آپ نے وہاں کسی گوری سے شادی تو نہیں کر لی اور اب اسے ہمارے گھر لانے کے لیے ماما بابا کو منانا چاہتے ہیں؟"زینب ایک دم اونچی آواز میں چیخی۔

"توبہ کرو لڑکی کیسی باتیں کر رہی ہو۔"فرہان نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"میں نے لندن میں ایک کمپنی میں انٹرنشپ کی تھی اور اب انہوں نے مجھے ہائر کر لیا ہے۔"فرہان کی آواز میں جوش تھا۔

"ماشاءاللہ بہت مبارک ہو بیٹا۔"

"بہت مبارک ہو بھائی۔"

"ماما بابا آپ لوگ ابھی خاندان میں کسی کو بھی میرے آنے کا نہیں بتائیں گے ہم ان کے گھر جا کر انہیں سرپرائز دیں گے۔"فرہان کے کہنے پر زینب اور عینا نے، اووہ، کی آواز نکالی۔

"اچھا اب بھائی کو سکون سے کھانا کھانے دو اس نے پھر آرام بھی کرنا ہے۔"صالحہ بیگم ان دونوں کی بات سمجھاتے بولیں جبکہ مجتبیٰ صاحب بچوں کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرتے دیکھ کر دل میں ان کی خوشیوں کی دعا کرنے لگے مگر کچھ دعائیں ادھوری رہ جاتی ہیں۔

NOVEL HUT

******

"ہے برو...کیا ہو رہا ہے؟" ماہا نے لاونج میں سلمان کو بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آکر بولی۔

"کچھ خاص نہیں تم بتاؤ جاب کیسی جا رہی؟"لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے سلمان اب اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اچھی جا رہی مگر تمھارا دوست بہت ہی روّڈ ہے۔ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا۔"ماہا نے اس دن کو یاد کرتے کہا جب اجلال نے اسے اپنے آفس روم سے نکلنے کو کہا تھا۔

"اجلال روّڈ نہیں ہے بس اس کی طبیعت میں ایک ٹھہراؤ ہے وہ ہر کسی سے فریلی بات نہیں کرتا۔"سلمان نے اپنے دوست کو ڈیفینڈ کیا۔

"تمھاری دوستی اجلال انصاری سے کیسے ہوگئی مطلب آفس میں سب اس سے ڈرتے ہیں انفیکٹ انکل بھی میٹنگ اور پروجیکٹ کا سارا کام اس سے پوچھ کر رکھتے ہیں۔" ماہا پر تجسس ہوئی۔

"ہماری دوستی تب ہوئی تھی جب ہم پاکستان آئے تھے اور میرا ایڈمیشن آٹھویں جماعت میں اس سکول میں ہوا جہاں اجلال پڑھتا تھا۔ شروع میں وہ مجھے بہت عجیب لگا کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا اور اس کا کوئی دوست بھی نہیں تھا۔ پھر ایک دن میں اس کے پاس گیا اور اس سے وجہ پوچھی۔

قصہ مختصر۔۔۔ اس نے بتایا اس نے زندگی میں ایک ہی دوست بنایا تھا اور وہ الگ ہو گئے پھر کچھ دن میں روز اس سے باتیں کرتا اور پھر ہماری دوستی ہو گئی۔" سلمان نے ساری بات مختصر کرتے بتائی۔

"ہمم۔۔۔ کیا وہ شادی شدہ ہے؟ کیونکہ صبح جس طرح تپے ہوئے وہ آفس آتا ہے ایسے لگتا ہے بیوی سے لڑ کر آرہا ہو۔" ماہا نے اپنی انفارمیشن کے لیے جھوٹ بولتے کہا مگر سلمان اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اس کی شادی نہیں ہوئی۔ مگر دعا ہے جو لڑکی وہ چاہتا ہے اسے مل جائے۔"اجلال کو دعا دیتے وہ مسکرایا لیکن ماہا اپنی جگہ برف ہو گئی۔

"مطلب وہ کسی کو چاہتا ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔

"آپ کبھی اسے ڈنر پر کیوں نہیں بلاتے۔ آخر اتنی پرانی دوستی ہے بندہ اپنے دوستوں کے گھر آتا جاتا رہتا ہے۔"ماہا کے دل میں اس لڑکی کو دیکھے بغیر اس سے حسد محسوس ہوا جبکہ اس کی بات پر سلمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے کوشش کی تھی مگر وہ یہاں نہیں آیا۔ اب بھی نہیں آئے گا۔"سلمان لیپ ٹاپ اٹھاتے کھڑا ہوا۔ مطلب صاف تھا وہ مزید اپنے دوست کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ماہا شیرازی کے خرافاتی دماغ کچھ اور ہی کھچڑی پک رہی تھی۔

******

"امل موبائل استعمال کر رہی تھی جب اس کے وٹس ایپ پر انجان نمبر سے کال آنے لگی۔

NOVEL HUT

"یہ کس کا نمبر ہے؟"ایک تو انجان نمبر اوپر سے نہ کوئی پروفائل پیچر اور نہ ہی کوئی نام سیدھا کال ہی کر رہا تھا فون دو تین بار بج کر بند ہوا تو اس نے سکون کا سانس لیا تبھی دوبارہ کال آنے لگی۔

"کیا کروں اس وقت تو پاپا اور بھائی بھائی بھی گھر نہیں ہیں۔"کچھ سوچتے اس نے کال کو یس کرتے کان سے لگایا مگر بولی کچھ نہیں۔

"اگر فون اٹھا لیا ہے تو کچھ بول بھی لیں۔"ایک منٹ بعد سپیکر سے کسی مرد کی آواز سنائی دی اور ادھر امل کے ہوش اڑے۔

"کک...کون؟"وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

"آپ نے فون اٹھایا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ کال کس نے کی ہے؟" دوسری طرف سے جواب کے دینے کے بجائے الٹا سوال کیا گیا۔امل نے کان سے فون ہٹاتے اسے گھورا۔

"میں بھی یہی پوچھ رہی ہوں کہ آپ نے فون کیا ہے تو آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ کون ہیں؟"اب کے وہ قدرے غصے سے بولی تو دوسری جانب قہقہہ لگایا گیا۔

"ویسے بہت ہی بے مروت نکلیں آپ۔چچ...بہت افسوس ہوا۔"وہ افسوس کرتا بولا ،امل کی حالت سوچتے اسے ہنسی بھی آرہی تھی۔

"جہنم میں جاؤ تم جو بھی ہو۔"امل نے بولتے ساتھ کال کاٹنی چاہی جب اس کی اگلی بات پر اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوا۔

"آپ کے ساتھ تو ہم جہنم میں بھی جانے کو تیار ہیں آپ ایک بار بولیں تو سہی۔"اب اس سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا جبکہ اس کے پاس کھڑی لڑکی نے افسوس سے اس کو دیکھا۔

"اگر پہلی فرصت میں تم نے کال بند نہ کی تو میں تمھارا نمبر اپنے بھائیوں کو دے دوں گی پھر وہ تمھیں جہنم سے بھی نکال لائیں گے۔"امل زچ ہوتے بولی۔

"ضرور...ضرور آپ اپنے بھائیوں کو میرا نمبر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"ہاتھ کی مٹھی بناتے اس نے اپنے ہونٹوں پر رکھ کر اپنا قہقہہ روکا۔

"اب اگر تمھاری کال آئی تو سوچ لینا تمھارا کیا ہوگا...جاہل انسان۔"اسے سنانے کے بعد جلدی سے کال کاٹی جبکہ دوسری طرف وہ جو کب سے اپنے قہقہہ روکے بیٹھا تھا یک دم زور سے ہنس دیا۔

******

دن گزرتے جارہے تھے۔ایشل اور اس کی ماں کے درمیان بات نہ ہونے کہ برابر ہوتی۔ اسے غصہ اس تھپڑ کا نہیں تھا بلکہ اس بات کا تھا اس کی ماں اس کا رشتہ ایک ایسے مرد سے کرنے پر راضی ہوگئی تھیں جو ہر برے کاموں میں ملوث تھا۔

دوسری طرف طلال بھی صبح گھر سے نکلتا اور رات سب کے سونے کے بعد گھر لوٹتا۔

کئی دفعہ انصاری صاحب نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ ان کی نظروں سے غائب ہی رہتا۔

"ممی یہ طلال کدھر ہے آج کل نظر نہیں آرہا؟"اس دن جب سارے شام کی چائے پینے باہر لان میں موجود تھے، اجلال نے مقدس بیگم سے پوچھا۔

"اللہ جانے یہ لڑکا کہاں غائب رہتا ہے؟ تم سے لڑائی والے دن کے بعد اس کا روز کا معمول ہے جو صبح فجر سے نکلتا ہے رات بارہ ایک بجے لوٹتا ہے۔"مقدس بیگم نے پریشانی سے بتایا۔

"مگر میں اس سے معافی مانگ چکا ہوں اور طلال نے بھی مجھے معاف کردیا تھا پھر وہ کس بات پر یہ سب کر رہا ہے؟" اجلال کو حیرت ہوئی۔

"مجھے ڈر ہے وہ کسی غلط کاموں میں نہ لگ گیا ہو، اس کے دوستوں کا بھی ہمیں نہیں معلوم کون ہیں کیسے ہیں۔"مقدس بیگم نے اپنا ڈر ظاہر کیا اور یہاں انصاری صاحب پہلی دفعہ چونکے تھے۔

"امل کو پتا ہوگا اس کے دوست کون ہیں، کیسی نیچر کے ہیں؟" انصاری صاحب نے کب سے خاموش بیٹھی امل سے پوچھا۔

"طلال نے یونیورسٹی میں کسی لڑکے سے دوستی نہیں کی بس کچھ لڑکوں سے اس کی تھوڑی بہت بات چیت ہے اس کے علاوہ وہ ہمیشہ میرے

اور۔۔۔۔" امل کے گلے میں آنسو کا گولہ اٹکا۔"ایشل کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب سے میں نے بھائی کے کہنے پر ایشل سے دوستی ختم کی ہے اس کے بعد طلال نہ ایشل سے ملتا ہے نہ ہی مجھے بلاتا ہے۔"آدھا پیا کپ چائے کا ٹیبل پر چھوڑتے امل وہاں سے اٹھ گئی۔

"آج طلال آتا ہے پھر میں خود اس سے بات کروں گا۔"اجلال امل کو دکھ سے دیکھتے بولا۔

******

طلال کی بات مانتے اس نے کلاس کی دوسری لڑکیوں سے بات چیت کرنے کی کوشش کی مگر آخری سمیسٹر تھا اور سب کی اپنی دوستیں تھیں اس لیے ایشل نے اکیلے رہنا ہی مناسب سمجھا۔

ویسے بھی جس تیزی سے دن گزر رہے تھے ان کے میڈز کے پیپرز آجانے تھے۔

کچھ دن بعد اس کی سمیر سے انگیجمینٹ تھی اور ایسے میں وہ خود کو مضبوط ظاہر کرنا چاہ رہی تھی مگر ہر رات اپنے بستر پر لیٹتے اس کی آنکھوں کے ساتھ دل بھی رونے لگتا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں تھی جب اس کی نظر اجلال انصاری پر گئی جو امل کے سر پہ ہاتھ رکھے اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

اجلال نے نظریں اٹھیں جو خود کو دیکھتی ایشل پر گئیں۔ جب سے اجلال امل کو یونیورسٹی لینے آنے لگا تھا وہ روز ایشل کو اسی بینچ پر دیکھتا تھا اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا۔

"کیا میں نے اپنی ضد کی خاطر ان کی دوستی تڑوا کر صحیح کیا؟" اس کے دل سے آواز آئی۔

تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔" دماغ کی بات پر کن کہتے وہ امل کو وہاں سے لیے واپس چلا گیا۔

ایشل اب بھی وہاں بیٹھی اپنے رکشے کا انتظار کر رہی تھی۔

******

"کیا سوچ رہے ہیں، آج آپ آفس بھی نہیں گئے؟" مقدس بیگم دودھ کا گلاس انصاری صاحب کو پکڑاتے بولیں۔

"طلال کی طرف سے پریشان ہوں۔ بس جو میں سوچ رہا ہوں ویسا نہ ہو۔" انصاری صاحب کنپٹی مسلتے بولے۔

"کیا مطلب میں کچھ سمجھی نہیں؟" وہ بیڈ پر بیٹھتیں پریشانی سے بولیں۔

طلال آج یونی سے جلدی گھر آگیا تھا۔ اس کا موڈ بھی آج فریش تھا۔ مقدس بیگم کو ڈھونڈتے وہ پہلے کچن میں گیا مگر وہاں کوئی نہیں تھا پھر اسے یاد آیا انصاری صاحب کی گاڑی گھر ہے مطلب وہ بھی آج آفس نہیں گئے۔

ان دونوں سے ملنے کے لیے ان کے کمرے کے سامنے رکتے طلال نے دروازہ بجانے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر اندر سے آتی انصاری صاحب کی آواز پر اس کا ہاتھ ہوا میں معلق ہوا۔ انصاری صاحب کے الفاظ اس کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہے تھے۔

طلال اندر جا کر ان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ ایسے کیوں بول رہے ہیں مگر اسے اپنا آپ جلتا ہوا لگ رہا تھا۔ آہستہ سے پیچھے کی طرف قدم رکھتے وہ باہر آگیا، گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی تیزی سے نکال کر لے گیا۔

"آپ جو سوچ رہے ہیں مجھے یقین ہے طلال ایسا کبھی نہیں کرے گا۔" وہ انصاری صاحب کے بتانے یقین سے بولیں مگر وہ دونوں نہیں جانتے تھے ان کی ساری باتیں طلال سن چکا ہے۔

******

"ایشل یہاں آؤ۔" اپنی ماں کے آواز دینے پر ایشل نوٹس باہر چارپائی پر چھوڑتے اٹھی۔

"جی بولیں۔"دروازے میں کھڑے کھڑے اس نے جواب دیا وہ ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ادھر آؤ۔" انہوں نے اسے اپنے پاس بلایا۔ بغیر کوئی سوال کیے ایشل ان کے قریب جا کر بیٹھی۔

"ایشل میری جان ابھی تک اپنی ماں سے ناراض ہو؟ ادھر دیکھو اس دن تم جس لہجے میں بھابھی سے بات کر رہی تھیں وہ مجھے طنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں کہ دیکھو یہ کی ہے تم نے اپنی اولاد کی تربیت۔ مجھے بس اسی بات کا غصہ تھا۔"وہ ایشل کا چہرہ ہاتھوں میں لیتیں پیار سے بولیں۔

"میں آپ سے اس بات پر ناراض نہیں ہوں کہ آپ نے مجھے تھپڑ مارا بلکہ اس بات پر ہوں کہ آپ نے ممانیوں کے سامنے نہ صرف مجھے تھپڑ مارا اور پھر اس

آوارہ سمیر کے ساتھ میری منگنی کے لیے بھی راضی ہو گئیں۔"ان کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے وہ ناراضگی سے بولی۔

"میرے بھائیوں کے مجھ پر بہت احسان ہیں ایشل اور میرے بھائی کی خوشی تمھیں اپنے گھر کی بیٹی بنانے کی ہے اس کے لیے میں انکار نہیں کر سکی۔"اپنے بھائی کے وہ شاید جان بھی دے دیتیں۔

"ماموں کی خوشی آپ کے لیے اولاد سے زیادہ اہم ہے امّی؟" اس کی ماں اپنے بھائی کی خوشی کے لیے اسے سولی چڑھا رہی تھیں۔

"نہیں مجھے تم عزیز ہو۔مجھے اگر کچھ ہو بھی جائے گا تو مجھے اطمینان ہوگا میری بیٹی کے پاس اپنے ہیں ایک سہارا ہے۔"ان کی آنکھیں نم ہوئیں اور ایشل شکوہ کناں نظروں سے انھیں دیکھ کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی میری قربانی اگر آپکو گوارا ہے تو پھر میں حاضر ہوں۔ مگر آپ ممانیوں کو بتا دیجیے گا کہ منگنی پر یا اس کے بعد اگر سمیر نے

مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو میں اسے جان سے مار دوں گی۔" اپنی بات بول کر ایشل چارپائی پر رکھے نوٹس سمیٹنے لگی۔

کون جانے ایشل کی تقدیر میں کون لکھا تھا؟

******

طلال گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے اس وقت ساحل سمندر پر موجود تھا۔ اس نے تھکے ہوئے انداز میں گاڑی کے بونٹ پر اپنے ہاتھ کی پشت رکھی اور سر جھکا لیا۔ رات کی تاریکی میں سمندر کی لہریں بھی بے چین دکھائی دے رہی تھیں، جیسے وہ بھی طلال کے دل کی طرح مضطرب ہوں۔ سرد ہوا نے اس کے بالوں کو بکھیر دیا تھا۔ آنکھوں کے اشک تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ اس ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں بس اکا دکا لوگ تھے کیونکہ اگر کوئی اس جوان مرد کو روتے دیکھ لیتا تو ضرور اسے عاشق سمجھتا۔

"زندگی نے مجھ پر آج ایسا راز کھولا ہے، جسے جاننے کے بعد میں نے خود کو کھو دیا ہے۔"وہ اس وقت خود سے مخاطب تھا۔اس کی آواز مدھم تھی، جیسے اس کے اپنے الفاظ بھی بوجھل ہوں۔ وہ بچپن سے ہنستے مسکراتے ہوئے ہر مشکل کا سامنا کرنے والا تھا۔ لیکن آج وہ ایک ایسے بوجھ تلے دب گیا تھا جس کا وزن ناقابل برداشت تھا۔

آسمان پر بادلوں نے چاند کو چھپانا شروع کر دیا، جیسے وہ بھی طلال کے جذبات کی شدت کو محسوس کر رہے ہوں۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی انگلیوں سے آنسو صاف کرنے کی ناکام کوشش کی۔

"یا اللہ، مجھے حیرت ہے اتنا سب سننے کے بعد بھی میں زندہ کھڑا ہوں۔ مجھے مر جانا چاہیے تھا اتنا سب سننے کے بعد مگر شاید زندگی نے ابھی بہت کچھ بتانا ہے۔یا اللہ، میں ہمیشہ دوسروں کے غم کو بٹانے والا رہا ہوں، مگر آج میں خود اپنے غم کے بوجھ تلے دب گیا ہوں۔"بے بسی سے آسمان کی طرف نظریں

اٹھائے اس کے لبوں سے الفاظ نکلے، جیسے وہ اپنے رب سے سوال کر رہا ہو کہ وہ اس آزمائش سے کیسے گزرے گا۔

اچانک ایک موج زور سے کنارے پر آکر ٹکرائی، اور پانی کی چند بوندیں طلال کے چہرے پر گرا دیں۔ طلال نے گہری سانس لی اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر دل کی بے چینی اور بے بسی نے اسے جکڑ رکھا تھا۔

"میں ہمیشہ سب کو کہتا تھا جب بھی خود کو غم میں محسوس کرو تو ساحل سمندر کا رخ کرنا۔ سمندر کی ہوائیں آپ کے دل میں اتر کر آپ کے غم کو اڑا کر دور لے جاتی ہیں اور آج میں خود یہاں کھڑا ہوں۔ شاید میرے لیے ابھی اور امتحان باقی ہیں۔" ہر وقت ہنسنے مسکرانے والا، دوسروں کے دکھوں کو اپنی باتوں سے پل میں بھلانے والا طلال انصاری آج خود سب سے چھپ کر رو رہا تھا۔

******

کچھ دنوں سے وہ پڑھائی پر بھی دھیان نہیں دے پا رہی تھی جس کی وجہ سے آدھے لیکچر اس کے غائب دماغی میں گزرتے۔ آج بھی وہ لیکچرز لے کر کیفے ٹیریا سے اپنے لیے جوس لے کر اسی بینچ پر آ بیٹھی جس پر روز بیٹھتی تھی۔

جوس ختم کرتے اس نے اسے قریب پڑے کوڑے دان میں ڈالا پھر ہاتھ میں پکڑے رجسٹر کو کھولا جہاں اس نے لیکچرز نوٹ کیے تھے۔ ایشل نے رجسٹر کے صفحات کو خالی نظروں سے تکا، جیسے وہ الفاظ اس کی سمجھ سے باہر ہوں۔ دل کی بے چینی نے اسے ایسا جکڑا کہ وہ چاہ کر بھی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیر رہی تھی، مگر وہ جانتی تھی کہ اس وقت یہاں رونا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ دو دن بعد اس کی منگنی تھی، مگر اس کے دل کے اندر بے چینی چھائی ہوئی تھی۔

"کاش کوئی ہوتا جو میری بات سن سکتا۔" اس نے دل میں سوچا۔ اس کی بہترین دوست، جو اس کی ہر بات سمجھ جاتی تھی، اب اس کے قریب نہیں

تھی۔ فاصلے اور وقت نے انہیں جدا کر دیا تھا، اور اب ایشل خود کو اس بینچ پر اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

دور کھڑی امل نے اس کی حالت کو محسوس کیا۔ ایشل کے چہرے کی پژمردگی اور خالی نظروں میں چھپا ہوا درد اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ امل کے دل میں خیال آیا کہ وہ آگے بڑھے اور ایشل سے بات کرے، مگر قدم آگے بڑھانے سے پہلے ہی اپنے عقب سے آتی آواز پر اچانک رکی۔

"امل... کہاں جا رہی ہو، گھر نہیں جانا کیا؟" اجلال کی آواز میں سوال تھا۔ اس کی آواز سنتے امل کے قدم وہیں رک گئے۔

امل نے لمحے بھر کو ایشل کی جانب دیکھا، جیسے وہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہی ہو کہ کیا کرے۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی کشمکش تھی۔ ایک طرف وہ ایشل کی مدد کرنا چاہتی تھی، اور دوسری طرف اجلال تھا۔

"جی بھائی۔" امل نے بمشکل خود کو سنبھالا اور اجلال کی طرف مڑ گئی۔

"کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے؟" اجلال نے امل کے چہرے پر چھائی ہوئی گھبراہٹ کو بھانپ لیا تبھی نرمی سے پوچھا۔

"امل کو فوراً کوئی جواب نہیں سوجھا، اس کے دل میں اب بھی ایشل کا خیال تھا۔ "نہیں، وہ... شاید میں اپنا پین کلاس میں بھول آئی ہوں،" اس نے جلدی سے بہانہ بنا دیا۔

"جاؤ، لے آؤ۔" اجلال نے اس کی نظریں ایشل کی طرف جاتی دیکھیں، مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ امل کچھ چھپا رہی ہے، لیکن وہ اس پر زور نہیں دینا چاہتا تھا۔

"نہیں میں نیا لے لوں گی۔" امل نے تھوڑا سوچا اور بولتے ساتھ گاڑی کی طرف چل دی اجلال نے چند لمحے امل کو جاتے ہوئے دیکھا، لیکن پھر اس کی نظریں دوبارہ ایشل کی طرف مڑ گئیں۔ جو اپنی سوچوں میں گم رجسٹر کو خالی نظروں سے تک رہی تھی۔

اجلال سر جھٹکتا واپس مڑ گیا۔

ایشل اب بھی رجسٹر کے صفحات کو الٹ پلٹ کر رہی تھی، مگر اس کی توجہ کہیں اور تھی۔ وہ اپنی زندگی کے اس نئے موڑ کے بارے میں سوچ رہی تھی جو دو دن بعد آنے والا تھا، مگر اس کے دل میں خوف اور بے چینی تھی۔ وہ ایک طرف منگنی کی رسم کے بارے میں سوچتی تو دوسری طرف اس کے دل میں ایک سوال اٹھتا کہ کیا وہ اس رشتے کے لیے تیار ہے؟ کیا وہ اس شخص کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کے قابل ہوگی، جس کے ساتھ اس کا نام جڑنے والا تھا؟

NOVEL HUT

******

"بھائی ہم خالہ اور ماموں سے کب ملنے جائیں گے؟"زینب فرہان کے پاس آتی اونچی آواز میں بولی۔

"کیا ہوگیا لڑکی کیوں میرے کان کے پردے پھاڑنے پر لگی ہوئی ہو۔"فرہان نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

"بتائیں ناں کب جائیں گے؟" اس نے فرہان کے گلے میں بازو ڈالے۔

"زینی بھائی کو تنگ مت کرو۔"صالحہ بیگم نے اسے ڈپٹا۔

"ایک دو دن میں چلتے ہیں اب خوش۔"وہ زینب کا گال کھینچتے بولا۔

"اتنی جلدی فرہان کو نہیں ہے جتنی تمھیں ہو رہی ہے حالانکہ ہم پچھلے مہینے خالہ کے گھر گئے تھے۔"عینا کے بولنے پر فرہان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مجھے کیوں جلدی ہونے لگی؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ہمیں تو جیسے پتہ نہیں آتے ہی اگلے دن تم نے زینب سے نمبر لیتے اسے کال کی تھی۔"عینا کے کہنے پر وہ سٹپٹایا پھر اس نے زینب کو گھورا جس نے سب کچھ عینا کو بتا دیا تھا۔

"تو جناب، اب کیا ارادے ہیں؟" عینا نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ فرہان کو چھیڑا۔

"کک... کچھ نہیں آپی۔"فرہان نے اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے کہا۔

صالحہ بیگم جو یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں، ہنس پڑیں۔

"اچھا اب میرے بیٹے کو تنگ نہیں کرو تم دونوں۔"صالحہ بیگم فرہان کے سٹپٹانے پر بولیں۔

زینب اب کان پکڑے فرہان سے معافی مانگ رہی تھی مگر لگ نہیں رہا تھا وہ اس بات کیلئے اسے جلد معافی دینے والا تھا۔

******

"امل۔"اجلال نے گہری سانس لیتے اسے مخاطب کیا۔ جیسے وہ خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ گاڑی کے اندر خاموشی چھا گئی، اور بس انجن کی ہلکی سی گڑگڑاہٹ سنائی دے رہی تھی۔

"جی بھائی۔"

"امل، تمھاری وہ دوست۔۔۔۔"

"دوست ۔۔ نہیں ۔۔ ہے اب۔"امل نے اجلال کی بات کاٹتے 'نہیں' پر زور دیتے کہا۔

NOVEL HUT

"جب تم نے اس سے دوستی ختم کی تھی تو اس نے وجہ بھی پوچھی ہوگی؟"آج اتنے دنوں بعد اجلال نا جانے کیا جاننا چاہتا تھا۔

"جی پوچھی تھی۔"دل ایک بار پھر زخمی ہوا۔

"پھر تم نے کیا بتایا؟"ڈرائیو کرتے اجلال نے ہلکا سا چہرہ موڑ کر امل کو دیکھا۔

"آپ کا نام نہیں لیا۔ بس یہ کہہ دیا، ہماری دوستی۔۔۔ بس یہی تک۔۔۔ تھی میں۔۔ تم سے اب۔۔۔ دوستی نہیں۔۔ رکھنا چاہتی۔" اس کا ضبط جواب دے گیا۔ اپنے آنسو چھپانے کے لیے وہ باہر دیکھنے لگی۔ اجلال نے ہاتھ بڑھا کہ اسے چپ کروانا چاہا مگر پھر سر جھٹکتے ہاتھ واپس گیر پر رکھ دیا، زندگی میں پہلی بار اس کی وجہ سے اس کے بہن بھائی غمزدہ تھے۔ اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسوں دینے والا بھی وہ خود تھا۔

******

ایشل گھر پہنچی تو اس کی ممانیاں امّی سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ گہری سانس لیتے ایشل نے سب کو سلام کیا جس پر صائمہ ممانی اٹھ کر ایشل کے پاس آئیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولیں۔

"خوش رہو، آباد رہو۔" ایشل ان کے بدلے رویے پر حیران ہوئی۔

"جاؤ بیٹا تم فریش ہو جاؤ پھر تمھیں ہمارے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے۔" آمنہ ممانی کے پیار سے بلانے پر وہ غش کھاتے بچی۔

کچھ دیر میں ایشل کپڑے بدلے سر پر دوپٹہ اور کندھوں پر چادر پھیلائے ان کے ساتھ مال میں موجود تھی۔

"کیا ضرورت تھی اسے یہ اتنی بڑی چادر لانے کی۔" صائمہ ممانی جو اپنے بیٹے اور شوہر کے کہنے پر ایشل کو اپنے ساتھ شاپنگ کے لیے لائیں تھیں اور سارا اچھا رویّہ اختیار کیے ہوئے تھیں اب اپنے آگے چلتی ایشل کے مسلسل چادر درست کرنے پر آمنہ ممانی سے بولیں۔

"جب تمھاری بہو بنے تو پہلی فہرست میں اس کے دماغ کو درست کرنا۔" آمنہ ممانی انہیں بھڑکاتی ہوئی بولیں۔

ایشل کو نا شاپنگ میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی اس منگنی میں، مگر امّی کے کہنے پر وہ ان کے ساتھ آگئی تھی۔ وہ دونوں جس کپڑے اور چیزوں کو پسند کرتیں ایشل چپ چاپ لیے جارہی تھی۔

"کل تم پڑھنے نہیں جاؤ گی اس لیے کہ تم اور تمھاری امّی ہمارے گھر جائیں گے۔" گھر لوٹتے ممانیوں نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ مگر وہ کیا کہہ سکتی تھی تبھی خاموشی سے بیٹھی رہی۔

گھر پہنچ کر جیسے ہی گاڑی رکی، وہ جلدی سے گاڑی سے اترتی اور اندر داخل ہوتے ہی اس نے اپنے کمرے کا رخ کرنا چاہا۔

"ایشل!" صائمہ ممانی کی آواز نے اسے روک لیا۔ وہ پلٹی تو دیکھا کہ صائمہ ممانی اس کے ہاتھ میں کچھ شاپنگ بیگز تھما رہی تھیں۔

ایشل نے بے دلی سے بیگز لیے اور سر ہلاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ دروازہ بند کرتے ہی بیگز بے دلی سے صوفے پر پھینکے اور بستر پر بیٹھ گئی گہرے

سانس لینے لگی ۔ اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا کاش وہ اپنی مجبوری اپنی کیفیت کسی سے کہہ سکے، مگر کس سے؟ امّی سے کہتی تو وہ ناراض ہو جاتیں، اور دوست وہ تو پہلے ہی دور ہو چکی تھی۔

ایشل نے شاپنگ بیگز کی طرف نظر ڈالی، چمک دار کپڑے، زیورات، اور دوسری چیزیں جو اس کی منگنی کے لیے خریدی گئی تھیں۔ اس کا دل ان چیزوں سے بے زار ہو گیا تھا۔

******

لنچ ٹائم کے بعد اجلال اپنے روم میں فائل کی ورق گردانی کر رہا تھا جب دروازے کے کھلنے کی آواز پر سر اٹھایا۔ ماہا شیرازی ٹائٹ جینز اور جسم سے چپکی ہوئی شرٹ پہنے اندر آئی۔

"مس ماہا یہ کیا طریقہ ہے۔ آپ کو دروازہ ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔" اجلال نے ناگواری سے برہم لہجے میں کہا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ کر تم سے بات کر سکتی ہوں؟" بنا کسی تکلف کے چئیر پر بیٹھتے ماہا ٹیبل کو اپنے نیل پینٹ لگائے بڑے ناخنوں سے بجانے لگی۔

" مس ماہا میں آپ کا باس ہوں کوئی کلاس فیلو نہیں اور میرے روم میں آنے سے پہلے آپ کو ناک کرنا چاہیے۔" اجلال چند دن سے نوٹ کر رہا تھا ماہا اس سے بلاوجہ فری ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور آج تو اس نے حد ہی کر دی۔

"اوہ کم آن اجلال انصاری تم کتنے روکھے انسان ہو۔" اسکی بات جیسے ماہا نے سنی ہی نہیں وہ اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹ کر کھول رہی تھی۔

"مجھے مجبور مت کریں میں آپ کو اس جاب سے فائر کر دوں۔"زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے اجلال تیش میں بولا۔

"اتنی ہمت ہے کہ مجھے، ماہا شیرازی کو فائر کرو؟" وہ بے ساختہ ہنستے مغرور لہجے میں بولی۔

"یہ میرا آفس ہے، میں جب چاہوں تمھیں یہاں سے نکال باہر کروں۔" اجلال کو آپ سے تم پر آنے میں لمحہ لگا تھا۔

"دیکھتے ہیں... لیکن ایک بات یاد رکھنا مسٹر اجلال جس دن تم نے مجھے یہاں سے نکالا اس دن تمھاری بربادی شروع ہو جائے گی۔" اجلال کو وارن کرتے وہ وہاں سے نکل گئی۔ وہ لڑکی اجلال انصاری کو دھمکی دے کر گئی تھی اور یہ بات اجلال کی انا پر لگی تھی۔

******

منگنی کا دن بالآخر آپہنچا اس کی ممانیاں اور کزنیں ایشل کو لیے تیار ہونے مشہور پارلر آئی ہوئی تھیں۔

"یہ ہماری بہو ہے۔ آپ اس کا فیشل وغیرہ کریں اور مہندی میں میرے بیٹے سمیر کا نام ضرور لکھنا۔" صائمہ ممانی پارلر والی کو ایسے بول رہیں تھیں جیسے اس کی انگیجمینٹ نہیں نکاح ہو۔

پارلر والی فیشل وغیرہ کے بعد جب اس کی آئی برو کو شیپ دینے کے لیے بڑھی ایشل ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"میم آپ اپنا سر نیچے کریں گی پھر ہی میں آپ کی آئی برو کو شیپ دوں گی۔" اس لڑکی نے ایشل کو سیدھے بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"مجھے یہ نہیں بنوانی۔" پہلے ہی وہ پارلر نہیں آنا چاہتی تھی اور اب یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا۔

"ارے ایشل کیا ہو گیا یہ سب عام سی چیزیں ہیں۔ تم ایسے گھبرا رہی ہو جیسے وہ تمھاری آئی برو کاٹنے لگی ہے۔" ممانی جو خود بھی ابھی اپنے چہرے پر ناجانے کیا کچھ لگوا کر فارغ ہوئی تھیں ایشل کو بولیں۔

"یہ حرام ہے ممانی۔ میں یہ سب کروا کر اپنے رب کو ناراض نہیں کرنا چاہتی۔" ایشل کو انسیٹیوٹ کا درس یاد آیا جو عورت کے لباس اور اس کے فیشن پر دیا گیا تھا۔

"لڑکی کس زمانے میں جی رہی ہو۔آج کل کون دیکھتا ہے اسلام اور ایک باریہ کروالینے سے کون سا تم جنت میں پہنچ جاؤ گی۔ آپ اپنا کام کریں یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے۔" آمنہ ممانی کی باتوں سے اسے تکلیف ہوئی۔

"میرے اللہ نے جب اسے حرام کیا ہے پھر میں کیوں کرو۔ اور رہی بات جنت کی، وہ کسی کو نہیں پتا کون کہاں جائے گا۔ آپ کو مہندی لگانی ہے تو لگائیں اور اس میں کسی کا نام مت لکھیے گا۔" پارلر والی بیچاری اس کی ممانیوں کی گھوریاں سہتی اب ایشل کے ہاتھوں پر مہندی لگانے لگی۔

NOVEL HUT

******

"تانیہ تم تیار نہیں ہوئیں؟" عالیہ بیگم نے تانیہ کو رف حلیے میں ٹی.وی. کے سامنے بیٹھے دیکھا تو گویا ہوئیں۔

"ماما میرا دل نہیں کہیں جانے کو۔آپ اور پاپا چلے جائیں۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا ہو گیا تانیہ، تمھاری پھوپھو نے بلایا ہے اور صالحہ بھی آرہی ہے اس طرح اچھا نہیں لگتا۔ تم اس گھر کی ہونے والی بہو ہو۔"عالیہ بیگم نے اسے سمجھایا۔

"ان کے بیٹے کو تو پرواہ نہیں ہے جب فون کرو فون بند ہوتا۔"وہ بڑبڑائی۔دو دن سے وہ طلال کو کال کر رہی تھی مگر اس کا نمبر بند جارہا تھا۔

"کچھ کہا تم نے؟"عالیہ بیگم نے اسے بڑبڑاتے دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔آپ دو منٹ انتظار کریں میں تیار ہو کر آئی۔"وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ عالیہ بیگم اس کے بدلتے موڈ پر حیران ہوئیں۔

NOVEL HUT

تانیہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو دروازہ بند کرتے ہی گہری سانس لی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن صاف جھلک رہی تھی۔

ایک بار پھر اس نے فون ملایا مگر طلال کا نمبر بند جا رہا تھا، اور اس کی بے چینی ہر لمحے بڑھتی جا رہی تھی۔ "آخر کہاں ہو تم، طلال؟"تانیہ دل ہی دل میں سوچ

رہی تھی۔ اس کا دل ایک طرف سے یقین دہانی دے رہا تھا کہ کوئی معمولی مسئلہ ہوگا، لیکن دماغ میں شک و شبہات کا طوفان برپا تھا۔

اس کی نظر فون کی سکرین پر گئی، جہاں طلال کا نمبر مسلسل غیر فعال ہونے کا نوٹیفیکیشن دکھا رہا تھا۔ تانیہ کا دل جیسے ایک بار پھر ڈوب گیا۔

"یہ رشتہ کب تک چل پائے گا یا پھر چل بھی پائے گا یا نہیں؟" اس کے دل میں بے شمار سوالات جنم لے رہے تھے۔

وہ سست روی سے الماری کی طرف بڑھی اور ایک ہلکے کام والا جوڑا نکال کر بستر پر پھینک دیا۔ دل چاہ رہا تھا کہ کچھ بھی نہ پہنے اور بس اسی رف حلیے میں چلی جائے، لیکن ماما کی باتیں ذہن میں گونجنے لگیں: "تم اس گھر کی ہونے والی بہو ہو۔" اس جملے کا وزن اسے مزید بوجھل کر گیا۔

تیار ہو کر وہ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھنے لگی، عالیہ بیگم کی آواز دوبارہ دروازے کے پیچھے سے سنائی دی، "تانیہ، بیٹا، جلدی کرو۔"

"آرہی ہوں، ماما !" وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی ایک مطمئن نظر خود پر ڈالی اور پرس اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھی۔

******

"سلمان مجھے تم سے بہت اہم بات کرنی ہے۔" اجلال آج سلمان کے آفس میں بیٹھا تھا۔

"تم کچھ پریشان لگ رہے ہو؟" سلمان اس کی پریشانی بھانپتے گویا ہوا۔

"پتہ نہیں تم میری بات پر یقین کرو گے یا نہیں۔" ماہا سلمان کی بہن تھی اور ایک بھائی کے سامنے اس کی بہن کی جو حرکت وہ بتانا چاہتا تھا اسے مشکل لگنے لگا۔

"تم میرے دوست ہو اور سچے دوست وہی ہوتے ہیں جو دوستوں کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیں۔" اجلال کے کندھے پر ہاتھ رکھے سلمان نے کہا۔

"تمھاری بہن... ماہا۔ "اس نے بات کا آغاز کیا۔

"کیا ہوا کوئی پرابلم ہے۔" سلمان پوری طرح سے متوجہ ہوا۔

"نہیں بس مجھے اس کے ارادے کچھ درست نہیں لگ رہے۔"سلمان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"یار تمہیں کیسے سمجھاؤں وہ میرے آگے پیچھے پھرتی ہے مجھے کنفیوز کرتی ہے اور کل بغیر ناک کیے آفس روم میں آگئی۔ جس طرح کی ڈریسنگ اس کی ہے میل ایمپلائز کے ساتھ فیمیل ایمپلائز بھی اسے دیکھ کر نظریں جھکا لیتی ہیں۔"
دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں باہم پھنسائے اجلال بولے گیا۔

"کیا کچھ کیا ہے ماہا نے؟" سلمان نے آہستہ آواز میں کہا۔ اس دن ماہا اجلال کی شادی کا کیوں پوچھ رہی تھی وہ اب سمجھا۔

"پتا نہیں کیا کیا بولتی ہے۔ جب میں نے اسے آفس سے فائر کرنے کا کہا تو مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے اسے آفس سے نکالا تو وہ مجھے برباد کردے گی۔"بولتے بولتے اجلال کے ہاتھوں کی نسیں ابھرئیں۔

" ایم رئیلی سوری یا میں تم سے شرمندہ ہوں۔ مجھے یہ تو پتا ہے کہ میری بہن نخریلی اور ماڈرن مزاج کی ہے لیکن وہ اس حد چلی جائے گی مجھے نہیں معلوم تھا۔" اجلال کو اس کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"تم ابھی جا کر اسے ٹرمینٹ لیٹر دو باقی میں گھر جا کر دیکھتا ہوں۔"وہ حد درجہ شرمندہ تھا۔

"نہیں میں صحیح وقت کا انتظار کررہا ہوں تاکہ وہ مجھ پر کوئی الزام لگانا چاہے بھی تو سب گواہ ہوں کہ جھوٹا کون ہے۔ تم بھی ابھی اس سے کوئی بات نہیں کرو گے۔"اجلال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر۔۔۔"اس نے کچھ بولنا چاہا۔

"میں نے تمھیں اس لیے یہ بتایا ہے اگر کبھی مجھ پر کوئی الزام لگے تو تم گواہ ہو۔" سلمان کی بات کاٹتے وہ نرمی سے بولا۔ سلمان کا سر مزید جھک گیا تھا

******

آج انصاری ہاؤس میں رونق لگی تھی۔ مقدس بیگم کے بھائی اور بہن اپنی فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ طلال کو مقدس بیگم نے فون کر کے زبردستی بلایا تھا اور اب وہ چپ چاپ بیٹھا تھا ایسے جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"خالہ ایک بات تو بتائیں، آپ نے طلال بھائی کو ایسا کیا کھلایا ہے جو وہ چپ بیٹھے ہیں؟" زینب سے اس کی چپ برداشت نہ ہوئی تو مقدس بیگم سے پوچھ بیٹھی۔ مجتبیٰ صاحب اور سلیم صاحب، انصاری صاحب کے ساتھ ڈرائنگ روم میں تھے۔

"ہاں خالہ بتا دیں تاکہ وہ چیز ہم زینی کو بھی کھلا دیں تاکہ اس کی زبان بھی بند ہو۔" عینا کے بولنے پر وہ منہ پھلا گئی۔

"تانیہ آپی آپ نے طلال بھائی سے لڑائی کی ہے کیا جو وہ سب کو نظر انداز کیے بیٹھے ہیں؟"زینب نے اب تانیہ کو بولا۔تانیہ بیچاری تو خود اس کے رویے سے پریشان تھی کیا جواب دیتی۔

"السلام علیکم۔"تانیہ کچھ بولنے والی تھی جب اجلال نے لاونج میں داخل ہوتے سلام کیا جس کا جواب سب نے مسکراتے ہوئے دیا۔

"آج تو بڑے لوگ آئے ہیں ہمارے گھر۔"اجلال فرہان سے گلے ملتے بولا جس پر وہ ہنس دیا۔

NOVEL HUT

"ارے نہیں بھائی بس میں آپ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اس لیے بتایا نہیں۔"فرہان کے کہنے پر اس نے سر ہلایا۔

"ہمیں سرپرائز دینا تھا یا کسی اور کو؟"اجلال نے امل کی جانب دیکھتے شرارت سے پوچھا جس پر امل جھینپ گئی اور فرہان مسکراہٹ دبائے سر جھکا گیا۔

"ویسے اجلال بھائی یہ زیادتی ہے۔"زینب کے بولنے پر سب نے اسے دیکھا۔

"کیا؟"اس زینب کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔

"دیکھیں طلال بھائی، فرہان بھائی دونوں آپ سے چھوٹے ہیں ان دونوں کے رشتے طے ہو گئے ہیں مگر آپ ہیں کہ ہماری بھابھی لا ہی نہیں رہے ہیں۔"زینب کی بات پر عینا نے چونک کر اجلال کی جانب دیکھا۔

"ہاں بھائی ہم سے پہلے آپ کی شادی ہونی چاہیے۔خالہ آپ نے بھائی کے لیے ابھی تک کوئی لڑکی نہیں ڈھونڈی کیا؟" اب کہ فرہان نے مقدس بیگم سے پوچھا۔

"دیکھی تھی ایک لڑکی مگر آپ کے بھائی صاحب نے اس بیچاری کو اتنا ڈانٹا کہ وہ دوبارہ ہمارے گھر آئی ہی نہیں۔"مقدس بیگم کی بات پر جہاں اجلال اور طلال چونکے وہیں امل نے حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"بھائی آپ نے ایک لڑکی کو ڈانٹا..."زینب کا تو صدمے سے منہ کھلا جبکہ تانیہ نے طلال کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

"ویسے کون تھی وہ لڑکی؟"تانیہ نے سب جانتے ہوئے بھی سوال کیا۔

"امل کی دوست تھی اور امل ہی اسے گھر اپنے ساتھ پڑھنے کے لیے لائی تھی۔"ان کے جواب پر سب نے حیرت اجلال کی طرف دیکھا اجلال کو اسکا ذکر بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور ان کا ارادہ تو قطعی طور پر نہیں ۔

"ممی آپ سب جانتی ہیں میں کیوں شادی نہیں کر رہا۔"

"دیکھو بیٹا زندگی ایک شخص پر ختم نہیں ہوجاتی۔ زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے کب تک اس کی یاد دل سے لگائے بیٹھو گے۔"اجلال کو جواب صالحہ بیگم نے دیا۔

"وہ مل گئی تو ٹھیک ہے ورنہ ساری زندگی بھی اس کی یادوں کے سہارے گزارنی پڑی تو گزار دوں گا۔اور آپ سب کے کہنے پر اگر کسی سے شادی کر بھی لوں تو اس لڑکی کے ساتھ زیادتی ہو گی کیونکہ میں اپنے دل میں کسی اور کو وہ

مقام نہیں دے سکتا جو اس کا ہے۔"اجلال اپنی بات کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔

سب ایک دم خاموش ہو گئے تھے اور عینا اسے اس لڑکی پر رشک آیا تھا جس سے اجلال انصاری محبت کرتا تھا۔

******

آج اس کی منگنی کی تقریب تھی۔ پورے گھر کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ منگنی کی تقریب چونکہ گھر میں ہی رکھی گئی تھی اس لیے کچھ خاص لوگوں اور گھر والوں کے علاوہ کسی کو باہر سے انوائٹ نہیں کیا گیا تھا۔

ایشل اور باقی گھر والوں کو تیار کرنے کے لیے پارلر والیوں کو گھر بلایا گیا۔

ایشل پستے رنگ کی گھیرے دار ٹخنوں کو چھوتی فراک میں ملبوس، سر پر کام دار ڈوپٹہ جو اس نے ضد کر کہ سامنے سے اچھی طرح پھیلا کر کندھوں پر پن اپ

کروایا تھا، لائٹ میک اپ میں افسردے چہرے کے ساتھ بھی حسین لگ رہی تھی۔

"ایشل باہر بھائی کے خاص مہمان ہیں اس لیے ان کے سامنے کوئی تماشا مت کرنا۔"باہر سٹیج پر لانے سے پہلے اسے امّی کی بات یاد آئی۔

یہ گھر جہاں اس کے باپ کی موت کے بعد نانا اسے اور اس کی ماں کو لائے تھے۔ اسے یاد تھا کیسے اس کی ممانیاں اسے اور اس کی امّی کو تزلیل کا نشانہ بناتی تھیں۔ اپنی ماں کی عدت ختم ہوتے اس نے اپنے گھر جانے کی ضد لگائی تھی اور دوبارہ وہاں نہ آنے کو کہا تھا۔ مگر نانا کے مرنے پر وہ آخری بار آئی تھی۔

"ماشاءاللہ تم میرے لیے تیار ہوئیں اس وقت کتنی اچھی لگ رہی ہو یہ میرے دل سے پوچھو۔"سمیر کو جب اس کے ساتھ بیٹھایا گیا تو ایشل کھسک کر سائڈ پر ہوئی۔

ایشل نے کوئی جواب نہیں دیا بس بے مقصد ناخن کو کھرچنے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں بڑے بھی اسٹیج پر رِنگ سیرمنی کے لیے ان کے پاس آئے۔

"یہ لو ایشل پہناؤ سمیر کو۔"اپنی ماں کے انگھوٹی بڑھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"امّی میں نہیں پہناؤں گی۔ پلیز آپ سمجھیں وہ میرے لیے نامحرم ہے۔" اپنی ماں کے کان میں آہستہ آواز میں بولی۔ جس پر انہوں نے خود سمیر کو رنگ پہنائی۔

"ہماری طرف سے سمیر خود اپنی فیانسی کو رنگ پہنائے گا۔"ممانی نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ آس پاس کے مہمانوں نے بھی سنا۔

سمیر نے جیسے ایشل کا ہاتھ پکڑا اس نے آنکھیں زور سے بند کیں۔ اس کی ماں نے اسے کسی بھی تماشے سے منع کیا تھا ورنہ وہ سمیر کو تھپڑ لگانے میں سیکنڈ بھی ضائع نہ کرتی۔

مہمان خوشی سے تالیاں بجا رہے تھے جن کی آواز ایشل کو اپنے حواسوں پر بری طرح چُبھتی محسوس ہوئی۔

اپنی امّی کو تھکن کا بول کر ایشل اس کمرے میں آئی جہاں وہ کل سے رہ رہے تھے۔ اندر آتے اس نے دروازے کو اچھی طرح بند کیا پھر اپنے سر پر ٹکا بھاری ڈوپٹہ اتار کر نیچے پھینکا۔

باتھ روم میں جا کر اپنے بائیں ہاتھ کو صابن سے رگڑ کر دھوتے اس کے آنسو جاری ہوئے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کسی طرح اپنے ہاتھ کو کھرچ ڈالے۔

ہاتھ کی جلد مسلسل ناخنوں سے رگڑنے کی وجہ سے لال ہو گئی تھی۔ آخر تھک کر ایشل باہر آئی اور بیڈ کی پائنتی کے ساتھ نیچے زمین پر بیٹھے ہچکیوں سے رونے لگی۔

اپنے ہاتھ پر سمیر کی انگلیوں کا لمس اسے ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں ہاتھ زمین پر مارنے سے ٹوٹ کر اس کی کلائیوں میں زخم کر گئیں، مگر ادھر پروا کسے تھی۔

******

بظاہر سب ٹھیک ہو کہ بھی کچھ ٹھیک نہیں تھا۔ طلال اپنا کھانا پینا چونکہ اپنے روم میں کرتا تھا اور صبح جاتا، آدھی رات کو لوٹتا۔ اس لیے کوئی جان نہ سکا وہ دو دن سے گھر نہیں لوٹا۔ اس دن بھی مقدس بیگم کے کہنے پر گھر آیا تھا پر رات گھر نہیں رکا تھا۔

تانیہ اپنی پڑھائی میں مصروف ہو چکی تھی مگر اب بھی طلال سے رابطہ کرنے کی کوشش میں اسے ہمیشہ مایوسی ہی ملتی تھی۔

امل جن چند لڑکیوں سے بات کرتی تھی اب وہ بھی نہیں کر رہی تھی۔

ایشل دو چھٹیوں کے بعد آج یونی آئی۔ اپنے ہاتھوں میں بھر بھر کہ لگی گہرے رنگ کی مہندی اور رِنگ' جسے اس نے انگلی سے نکالنا چاہا مگر وہ انگلی میں تنگ ہونے کی وجہ سے نہیں نکال سکی' چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

کلاس میں بھی ہاتھوں کو گود میں رکھ کر بیٹھی تھی جب ایک لڑکی اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔

"کانگریٹس ایشل، یار تم نے اور سمیر نے چھپ چھپا کر انگیجمینٹ کرلی اور کسی کو تو کیا اپنی دوست امل کو بھی نہیں بلایا۔" اس لڑکی کی آواز پر ساری کلاس ایشل کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اگر ہمیں سمیر تصویریں نہ دکھاتا تو تم دونوں نے شادی کا بھی پتا نہیں لگنے دینا تھا۔"دوسری کلاس فیلو کے بولنے پر سب نے اس کی تائید میں ہاں میں ہاں ملائی۔

"ارے تم لوگ کیوں میری فیانسی کو تنگ کر رہے ہو۔ میں نے بتا دیا ایشل نے بتا دیا ایک ہی بات ہوئی۔ کیوں ایشل؟" سمیر نے جتاتے ہوئے کہا۔

امل جو آگے والی کرسی پر موجود تھی گردن موڑے خاموشی سے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔ ایشل کی خاموشی اسے کھل رہی تھی، آخر وہ کیوں نہیں کہہ رہی یہ جھوٹ ہے جو سمیر اور سب کلاس فیلو بول رہے ہیں۔

"ہمیں بھی اپنی انگیجمینٹ کی پکس دیکھاؤ سمیر۔" ایک لڑکے کے کہنے پر سمیر نے موبائل نکالا اور کچھ منٹ بعد بولا۔

"ساری پکس میں نے گروپ میں بھیج دیں ہیں۔ ناؤ یو سی اینڈ انجوائے۔" ایشل کو بے اختیار اپنی آنکھوں میں جلن محسوس ہوئی۔ وہ کم از کم یہاں

ساری کلاس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی تبھی خاموشی سے کلاس سے نکل کر واشرومز کی طرف چلی گئی۔

"شرما رہی ہے اسی لیے چلی گئی۔" سمیر کے قہقہے پر ساری کلاس ہنسی۔ صرف امل جانتی تھی ایشل کے دل پر اس وقت کیا گزر رہی ہے۔

مگر وہ اسے نہ حوصلہ دے سکتی تھی اور نہ ہی اب اس کے آنسو پونچھنے کا حق رکھتی تھی۔

"کیا ہو جاتا اگر وہ اپنے بھائی کے کہنے پر ایشل سے دوستی نہ توڑتی؟" امل نے گہری سانس لیتے سوچا۔

******

اجلال نے اپنے پی۔اے اور سیکٹری کو سختی سے کہا تھا کہ ماہا کو اس کے روم میں نہ آنے دیا جائے۔

انصاری صاحب اور اجلال اس وقت میٹنگ روم سے باہر آئے جب انہیں کسی لڑکی کے چیخنے چلانے کی آواز آئی۔

"پاپا رکیں میں جا کر دیکھتا ہوں۔" اجلال نے آواز پہچانتے انصاری صاحب کو ان کے آفس روم میں جانے کا کہا اور خود اس سمت آیا جہاں سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"تم لوگ ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔ تم جیسے لوگوں کو یوں چٹکیوں میں اس جاب سے نکلوا سکتی ہوں۔" انگلیوں سے چٹکیاں بجاتے وہ غصے سے چیخ رہی تھی۔

"ہمیں سر نے منع کیا ہے آپ کو اس سائیڈ پر نہیں آنے دینا۔" سیکٹری کے بولنے پر اس نے آئی برو اٹھائی۔

"تمھارے باس میں بھی اتنی ہمت نہیں کہ ماہا شیرازی کو کہیں آنے جانے سے روک سکے۔" اس طرف آتے اجلال کے کانوں میں ماہا کے الفاظ پہنچے۔

"آپ دونوں جائیں ان کو میں خودہینڈل کرتا ہوں۔" اجلال دونوں کو بھیج کر ماہا کی طرف مڑا۔

"تم اپنی ان چیپ حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی؟" وہ الفاظ چبا چبا کر بولا۔

"ماہا شیرازی پر آج تک کوئی پابندی نہیں لگا سکا پھر تم کیا چیز ہو۔" ماہا قدم اٹھاتی اس سے ایک انچ کے فاصلے پر رکی تو اجلال دو قدم پیچھے ہوا۔

"مس ماہا تم مجھے مجبور مت کرو ورنہ میں ابھی تمھارا ٹرمینیشن لیٹر تمھیں دے کر تمھیں یہاں سے نکال دوں گا۔" انگلی اٹھا کر ماہا کو وارن کرتے وہ پلٹا۔

"شوق سے فائر کرو۔ اس کے بعد جو سزا تم بھگتو گے اس کے لیے بھی تیار رہنا۔ مائی ڈیئر۔"وہ ہاتھ ہلا کر بولتی وہاں سے جا چکی تھی۔ اجلال کو وہ لڑکی بالکل پاگل لگی تھی جسے دوسروں کی کیا خود کی عزت کی پرواہ بھی نہیں تھی ۔

******

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish

.your novel , no worries . novel - hut is here

. _to publish your contact us on instagram : novel_hut

! Enjoy reading

NOVEL HUT

امل اپنے بستر پر بیٹھی موبائل ہاتھ میں تھامے اس کشمکش میں مبتلا تھی کہ آیا وہ ایشل کو فون کرے یا نہیں۔

آج ایشل کو سمیر کے سامنے بے بس دیکھ کر اسے دکھ ہوا تھا۔ اور جس طرح سمیر اسے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں کی غلاظت امل سے چھپی نہیں تھی۔

اپنی سوچوں سے لڑتے آخرکار اس نے فون پر ایشل کے نام کر کلک کیا۔ اس سے پہلے وہ کال بٹن دباتی اجلال دروازہ ناک کرتے اندر آیا۔ امل کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی۔

"کیا ہوا تمھارے چہرے کی ہوائیاں کیوں اڑی ہوئی ہیں؟" امل کے چہرے کے بدلتے رنگ اجلال سے چھپے نہیں۔

"کک... کچھ نہیں بھائی بس سر میں کچھ درد تھا۔ آپ بتائیں آفس سے آج جلدی آگئے؟" امل نے اپنے لہجے کو نارمل کرتے اجلال سے پوچھا۔

"زیادہ درد ہے تو ہم ڈاکٹر کے چلتے ہیں۔" امل کے موبائل آف کرنے سے پہلے وہ کانٹیکٹ میں کھولے ایشل کا نام پڑھ چکا تھا۔

"نہیں بس آخری سمیسٹر ہے اس وجہ سے پڑھائی کا برڈن زیادہ ہو گیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔" اجلال کی اپنے موبائل پر نظر دیکھ کر جلدی سے بولی۔

"ہمم۔۔۔۔ طلال کی کوئی خبر ہے۔ مطلب پڑھائی میں دلچسپی ہے یا نہیں؟ گھر میں وہ سارا دن دکھتا نہیں ہے۔" اجلال کے سوال پر امل چونکی۔

"طلال دو تین دن سے یونیورسٹی نہیں آرہا۔ بلکہ اب تو وہ گھر بھی نہیں ہوتا۔" امل کے بتانے پر اجلال کو تشویش ہوئی۔

"کیا ممی پاپا کو پتا ہے طلال نا گھر ہے نا یونیورسٹی جارہا ہے؟" امل نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

"یا اللہ۔۔۔۔ رکو میں اس کے روم میں دیکھتا ہوں شاید وہ گھر ہو۔" امل کے استفسار پر پریشان لہجے میں بولا۔

"بھائی طلال گھر نہیں ہے۔ میں ابھی اس کے روم سے آئی ہوں۔" امل ایشل کو فون ملانے سے پہلے طلال کو ایشل اور سمیر کی انگیجمینٹ کا بتانے گئی تھی مگر کمرہ خالی دیکھ کر لوٹ آئی۔

اجلال اب طلال کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا جو مسلسل بند جا رہا تھا۔

******

NOVEL HUT

"ایشل بیٹا صحیح سے کھانا کھاؤ۔" ایشل کے پلیٹ میں بے وجہ چمچ ہلانے پر اسکی امی بولیں۔

"بس کھا لیا۔"وہ پلیٹ اٹھا کر کچن میں جانے لگی۔

"میں دیکھ رہی ہوں تم دو نوالے کھا کر کھانا چھوڑ دیتی ہو۔" امّی کے بولنے پر ایک افسردہ مسکراہٹ اس لبوں پر آئی۔

"آپ پریشان نہیں ہوں۔ بس زیادہ بھوک نہیں لگتی۔" کہہ کر ایشل کچن میں برتن رکھنے چلی گئی۔

برتن دھو کر نماز ادا کرنے کے بعد جب وہ اپنے بستر پر لیٹی تو اپنے ہاتھوں پر نگاہیں جمائیں، جہاں زبردستی ہاتھ کو کھرچ کر مہندی اترنے کی کوشش کی وجہ سے خراشیں پڑیں تھیں۔آج پھر اسے اذیت سے نیند نہیں آنی تھی آج پھر دل کا بوجھ ویسے کا ویسا، آج پھر اسکا کوئی ہمدرد نہیں تھا۔جسے سے وہ اپنا غم بانٹتی یا کوئی اسکے آنسو صاف کرتا آج پھر وہ تنہا تھی ہمیشہ کی طرح آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ ۔ اور یہی ہوا تھا ساری رات اس کی آنسوں میں گزری جانے قسمت کیا کھیل کھیل رہی تھی اس کے ساتھ ۔

******

ہر طرف چھائی رات کی خاموشی میں ہیل کی آواز نے خلل ڈالا۔

"اس کام میں اور کتنا وقت لگے گا؟"کمپیوٹر پر کام کرتے لڑکے نے نظر گھما کر اس لڑکی کو دیکھا پھر واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

"جلد ہو جائے گا مگر..."اس لڑکے نے بات ادھوری چھوڑی۔

"مگر کیا؟"اس لڑکی کے لہجے میں بیزاری ابھری۔

"اس کام میں بہت خطرہ ہے اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ یہ سب جھوٹ ہے تو آپ کے ساتھ میں بھی جیل میں چکی پیس رہا ہوں گا۔"اس لڑکے نے اسے ڈرایا۔

"اوہ پلیز شٹ اپ۔تم اتنا کچا کام کرو گے تو رہنے دو میں کوئی اور بندہ ہائر کر لوں گی ویسے بھی مجھے پیسوں کی کوئی کمی نہیں۔"اس نے سر جھٹکتے کہا۔

"کام تو پکا ہی کرونگا لیکن پھر بھی آپ پکڑی جا سکتی ہیں۔"وہ لڑکا اب بھی تیزی سے کمپیوٹر پر نظریں جمائے ہاتھ چلانے میں مصروف تھا۔

"جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا مگر تم نے اس کام میں کوئی گڑبڑ کی تو تم جان سے جاؤ گے۔"وہ لڑکی اسے وارن کرتے اب واپس چلی گئی تو وہ لڑکا منہ بناتا واپس کام کرنے لگا۔

******

ایشل کی منگنی کی خبر سننے کے بعد سے امل بیمار تھی، اس لیے وہ یونی نہیں آرہی تھی۔

سمیر اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ ابھی کچھ سیکنڈ پہلے وہ اس سے باہر لنچ کرنے کا بول رہا تھا۔ ایشل اس کے ساتھ لنچ کھانے سے پہلے زہر کھانا ضروری سمجھتی۔وہ اسے کسی طرح ٹال کر وہاں سے بھیج چکی تھی۔

ایشل ابھی وہیں بیٹھی تھی جب اسے اجلال انصاری اپنی طرف آتا دیکھائی دیا۔

"امل تو آج آئی نہیں پھر یہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" ایشل نے حیرانی سے اسے دیکھا وہ سچ مچ اسی کی طرف ہی آرہا تھا۔

"ایک سے جان چھڑائی اب یہ کیا چاہتے ہیں؟"ایشل نے سوچا۔وہ وہاں سے بھاگنے کا سوچ ہی رہی جب اس نے ٹوکا۔

" محترمہ اگر مجھے دیکھ لیا ہے تو چلیں میرے ساتھ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" ایشل نے آنکھیں سکیڑتے اسے دیکھا وہ کتنے آرام سے اسے آرڈر دے رہا تھا ۔

"مسٹر میں آپ کے ساتھ کیوں آؤ۔" ایشل تنک کر پوچھا۔

" کیونکہ نا تو میں اب آپ کی بہن کی دوست ہوں اور نا ہی میرا آپ سے کوئی لینا دینا ہے؟" کھڑے ہوتے وہ اجلال کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔ اجلال

اس کی سوجی آنکھیں اور رونے کی وجہ سے بھاری ہوئی آواز پر رکا۔ ایشل نے خوف سے اردگرد دیکھا اس کو ڈر تھا کہیں سمیر اسے کسی لڑکے کے ساتھ دیکھ کر تماشہ نہ لگا دے۔ اسی لیے جلدی سے جانے لگی مگر اس کے قدم تب تھمے جب اجلال نے اس کی کلائی پکڑی۔

ایشل نے کرنٹ کھا کر اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑائی۔

"میرا ہاتھ پکڑنے کی ہمت کیسے ہوئی آپ کی؟اور مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔"ایشل کی آواز آہستہ مگر لہجہ سخت تھا۔

"اگر تم چاہتی ہو میں یہاں کھڑے ہو کر تم سے بات کروں تو سوچ لینا تمھارے کلاس فیلو کل پوری یونیورسٹی میں یہ مشہور کردیں گے کہ تم اپنی دوست کے بھائی سے ملتی ہو۔ اب فیصلہ تمھارا ہے یہاں بات کرنی ہے یا میرے ساتھ چلنا ہے۔" اجلال نے اسے ایک لڑکے سے بحث کرتے دیکھ

لیا تھا۔ پھر اس کے ہاتھوں کی مہندی اور بائیں ہاتھ کی انگلی میں موجود ڈائمنڈ رنگ سے وہ بہت کچھ سمجھ چکا تھا۔

چارو ناچار وہ اس کے پیچھے چل پڑی۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" ایشل اجلال کی گاڑی میں بیٹھ گئی تو اجلال نے گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھائی جبکہ وہ ڈر رہی تھی کہیں سمیریا اس کے دوست نے اسے دیکھ نہ لیا ہو۔

"یہی کہ تم ہماری زندگی سے بہت دور چلی جاؤ، میری بہن بھائی کی زندگی سے نکل جاؤ۔" جتنے آرام سے وہ بولا ایشل اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"آپ نے اپنی بہن کو دھمکیاں دے کر ہماری دوستی ختم کروا تو دی اب اور کیا رہ گیا ہے؟" گاڑی ایک سائیڈ پر روک کر اجلال نے ایشل کے طنزیہ بولنے پر رکتے اسے دیکھا۔

" وہ میری بہن ہے اور تم...جب سے " تم " ہماری زندگی میں آئی ہو سب تباہ ہوگیا ہے۔"اس نے تم پر زور دیا۔

"ہمارے گھر کا سکون برباد ہوگیا ہے۔ تمھاری وجہ سے میری بہن بیمار رہنے لگی ہے اور طلال وہ نا جانے کہاں پھر رہا ہے۔ تم... تم چلی کیوں نہیں جاتیں، تاکہ ہماری زندگی پھر سے پہلے جیسی ہو سکے۔ تم ہماری زندگی سے چلی جاؤ۔ تم چلی جاؤ گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اجلال نے بولتے ہوئے یہ نہیں دیکھا تھا ساتھ بیٹھی لڑکی کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ ہو رہی تھی۔

" میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔" ایشل ایک دم چیخی۔

" میں نے آپ سب کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ڈلوائی سمجھے آپ۔ مجھے نہیں معلوم آپ کو مجھ سے کیا مسئلہ ہے، مگر جس بات کو بنیاد بنا کر آپ نے میری اور امل کی دوستی ختم کروائی ہے اس کے بعد مجھے آپ سے نفرت ہو گئی ہے۔ برے تو آپ مجھے پہلے ہی لگتے تھے مگر آج مجھے آپ سے جس قدر نفرت

محسوس ہو رہی ہے اتنی نفرت تو میں نے شاید اس شخص سے بھی نہیں کی جس سے میری ماں نے میری نسبت طے کی ہے۔" نم سانس اندر کھینچتے ایشل نے خود کو رونے سے روکا۔

"جس دن کوئی آپ کو آپ کے دل کے سب سے قریب دوست سے جدا کرے گا اس دن آپ کو اندازہ ہوگا کہ دوستوں سے الگ ہونا کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے۔" اجلال کو لگا کسی نے اس کے دل کو جکڑ لیا ہے۔وہ کچھ دیر تک بول نہ سکا۔یک دم گاڑی میں خاموش چھا گئی۔

" کچھ اور کہنا ہے یا بس۔۔۔؟" کچھ دیر بعد خاموشی کو اجلال نے ہی توڑا مگر اس بار اس کے لہجے میں وہ رعب نہیں تھا جو کچھ دیر پہلے تھا۔

ایشل نے اپنے ہاتھوں سے نگاہیں اٹھا کر اجلال کی طرف دیکھا جو سامنے سڑک پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

"لاک کھولیں اور آئندہ مجھے حکم دینے سے پہلے سوچ لیجئے گا، میں آپ کی بہن نہیں ہوں جو آپ کی دھمکیاں سن کر بھی چپ رہے۔" وہ دانت پیستے بولی۔ اجلال نے بنا کچھ کہے اس کی طرف کا لاک کھولا۔ ایشل اپنی چادر سمیٹتے باہر نکلی اور زوردار آواز سے دروازہ بند کیا۔

اجلال چند لمحے اسے وہاں سے جاتا دیکھتا رہا جو کچھ فاصلے پر رکشہ روکے اب اس میں بیٹھ گئی تھی۔ اجلال نے گاڑی سٹارٹ کرتے اس رکشے کے پیچھے لگائی۔ جو بھی تھا وہ ایک لڑکی تھی اور جس طرح وہ بار بار آنسو صاف کر رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں پہنی ڈائمنڈ رنگ اسے کسی مصیبت میں بھی ڈال سکتی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے اجلال نے اسے ان کی زندگیوں سے نکل جانے کو کہا تھا اور اب اس رکشے کے پیچھے اس کی حفاظت کے لیے کیوں گیا تھا یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

******

"آپی...آپی۔"زینب کمرے میں آتی عینا کو گلے لگاتے بولی۔

"کیا ہو گیا ہے؟"اس نے زینب کے چہرے پر خوشی دیکھتے حیرانی سے پوچھا۔

"آپ کو پتہ ہے ابھی ماما بابا کیا بات کر رہے تھے؟"زینب کی آواز سے خوشی جھلک رہی تھی۔

"مجھے کیا معلوم زینی۔"

"اوہ ہو آپی...میں پوچھ نہیں رہی بتا رہی ہوں کہ ماما بابا کیا بات کر رہے تھے۔"
زینب اس سے الگ ہوئی۔

"اب سسپینس کیریٹ نہ کرو جلدی بتاؤ۔"عینا اس کے تجسس پر چڑ کر بولی۔

"ماما بابا سے کہہ رہی تھیں کہ...کہ اب ہمیں عینا کی شادی کا سوچنا چاہیے۔"زینب کے بولنے پر عینا چونکی۔

"کیا...کیا کوئی رشتہ آیا ہے؟"اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"نہیں نہیں پوری بات تو سن لیں۔"زینب اسے کے پوچھنے پر ہنسی۔

"ماما نے بابا کو بولا ہے کہ وہ مقدس خالہ سے آپ کے اور اجلال بھائی کے رشتے کے لیے خالہ سے بات کرنے والی ہیں اور فرہان بھائی کے ساتھ آپ کی بھی شادی کر دیں گے۔"زینب جوش سے بتا رہی تھی اور عینا کے چہرے کا رنگ پیلا ہونے لگا۔

"کیا ہوا آپی آپ ٹھیک ہیں؟"زینب کی نظر جیسے عینا کے بدلتے رنگ کے پڑی وہ ایک دم چپ ہوئی۔

"ہاں...ہاں میں ٹھیک ہوں۔"عینا نے لمبی سانس لیتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

"میں ماما کو بولا کر لاتی ہوں۔ "زینب جلدی سے جانے لگی۔

"زینی میں ٹھیک ہوں اور تم دوسروں کی باتیں کب سے چھپ کر سننے لگیں؟"عینا نے بات کا رخ بدلہ۔

"میں تو لاونج سے گزر رہی تھی تو اس لیے سن لی۔"زینب منمنائی۔

"بہت بری بات ہے زینی آئندہ تم ایسی حرکت نہیں کرو گی۔"عینا اب اسے ہلکا سا ڈانٹتے سمجھا رہی تھی اور زینب خاموشی سے سر جھکائے اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔

******

NOVEL HUT

تقدیر نے اسے اس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا، جہاں سے پلٹنا جتنا مشکل تھا آگے بڑھنا اس سے بھی زیادہ دشوار تھا۔وہ آگے بڑھنا چاہتی تھی مگر اس راستے میں سب سے بڑی روکاوٹ سمیر تھا اور اگر پیچھے جانا چاہتی تو وہاں ماضی اپنے پھن پھیلائے بیٹھا تھا۔

"یہ کیسی آزمائش ہے میرے مالک۔۔۔۔ میں نے ہمیشہ اپنے اچھے نصیب کی دعا کی لیکن میری تقدیر میں وہ شخص آیا جس میں دنیا کی ہر برائی ہے۔" مغرب کی نماز کے بعد ایشل جائے نماز پر بیٹھی اللہ سے مخاطب ہوئی۔

" اللہ جی آپ تو ہمارے دلوں میں ہیں، ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، آپ اپنے بندوں سے ستّر ماؤں سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ یا اللہ پھر میری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوئیں۔ یہ دنیا والے بہت ظالم ہیں اللہ جی۔ آپ نے میری دعاؤں پر کن کیوں نہیں فرمایا.....۔" آنسو مسلسل اس کے گالوں پر پھسل رہے تھے۔

NOVEL HUT

"ایشل۔۔۔۔ یا میرے اللہ۔ ایشل ادھر دیکھو، کیا ہوا ہے اس طرح کیوں رو رہی ہو؟" اس کی ہچکیاں سن کر امّی اسے ہلاتے ہوئے پوچھ رہی تھیں جو سجدے میں سر گرائے بری طرح سسک رہی تھی۔

"میرا دل ہول رہا ہے ایشل بیٹا کچھ تو بتاؤ، سمیر نے کچھ کہا ہے۔۔۔؟" امّی اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے بولیں۔

"امّی وہ مجھے یونیورسٹی میں تنگ کرتا ہے، کلاس میں سب لڑکوں کو اس نے انگیجمینٹ کی پکس بھیجی ہیں۔ جان بوجھ کر میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرتا ہے میرے قریب آنے کی کوشش کرتا ہے۔آج وہ مجھے اپنے ساتھ کسی ریستوران لیجانے کا کہہ رہا تھا۔ میں کیا کروں امّی وہ شخص میرے لیے عذاب بن گیا ہے۔" وہ اپنی ماں کے سینے سے لگی۔

"تمھاری دوست امل تمھارے ساتھ ہوتی ہے تو وہ کس طرح تمھیں یونیورسٹی میں نقصان پہنچائے گا۔" انہوں نے ایشل کو چپ کرانا چاہا۔

"امّی امل نے۔۔۔ مجھ سے دوستی ختم کرلی ہے۔ اس۔۔۔اس کے بڑے بھائی۔۔۔نے مجھے آج۔۔۔بولا کہ میری وجہ۔۔۔۔۔سے ان کے گھر۔۔۔۔

کا سکون برباد ہوگیا۔ امّی۔۔ میری کوئی۔۔۔۔ دوست نہیں ہے۔ میں کس سے۔۔۔ اپنے دل کا۔۔۔ حال بیان کروں۔"وہ ہچکیاں لیتے بولی۔

"کسی بات پر تم دونوں کی لڑائی ہوئی ہے؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں بس اس۔۔۔۔ کا بھائی نہیں۔۔۔۔ چاہتا میں۔۔۔ امل سے دو۔۔۔ دوستی رکھوں۔"

"ادھر دیکھو میری طرف۔"وہ اس کے آنسو صاف کرتے بولیں۔

"تمھیں پتا ہے ہمارا سب سے قریبی دوست کون ہے؟ جس سے ہم بلا جھجک ہر بات کہہ دیتے ہیں اور ہم اکثر اس سے شکوئے بھی کرتے ہیں مگر وہ دوست ہماری سب باتیں، ہمارے شکوئے سنتا ہے؟ وہ اللہ ہے۔ اگر ہم انسانوں کے بجائے اللہ سے اپنی ہر بات کہیں، اسے اپنے دکھ بتائیں، تو وہ سنتا ہے۔ تم بھی اللہ کو اپنا دوست بنا لو، وہ تمھاری ہر بات پوشیدہ رکھے گا۔ تمھاری حفاظت کرے گا اور کوئی انسان سوائے تمھارے خود کے کوئی اللہ سے تمھاری

دوستی ختم نہیں کروا سکتا۔" اب وہ اسے بیڈ پر بیٹھائے پانی دے رہی تھیں اور وہ خاموشی سے انہیں سننے لگی۔

******

اجلال اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پرسوں ہونے والی میٹنگ کے لیے پریزنٹیشن بنا رہا تھا۔ لیپ ٹاپ کی سکرین کو مسلسل دیکھنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں درد کرنے لگیں۔

لیپ ٹاپ بیڈ کی دوسری طرف رکھ کر آنکھیں بند کرتے اس نے تکیے پر سر رکھا۔

اس سے پہلے وہ نیند کی آغوش میں جاتا، دو نم سنہری آنکھیں چھن سے ذہن کے پردے پر ابھریں۔ ان نم آنکھوں میں اداسی اور ویرانیاں نظر آرہی تھیں۔ اجلال نے فوراً آنکھیں کھولیں۔

" اُففف۔۔۔۔۔" دوبارہ آنکھیں بند کرنے پر جب پھر یہی منظر اُبھرا تو وہ جھنجھلا کر اٹھا۔

"یہ تمھارا ظمیر ہے اجلال انصاری۔" کوئی اس کے قریب بولا۔ یہ آواز اس کے دل کی تھی۔

" نہیں میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا۔ اس لڑکی کا ہماری زندگیوں سے چلے جانا ہی صحیح ہے۔" اس نے دل کی نفی کی۔

" اس لڑکی کی وجہ سے میرا بھائی گھر سے باہر رہ رہا ہے، میری بہن نے اپنے کمرے سے نکلنا چھوڑ دیا ہے۔ ہماری ہیپی فیملی آج اس کی وجہ سے بروکن فیملی بن گئی۔ " اس نے اپنا سارا الزام بڑی آسانی سے ایشل پر ڈالا۔

اپنی سائیڈ ٹیبل کی ڈرا سے ایک تصویر نکالی اور اسے اپنے سینے پر رکھتے آنکھیں موند گیا۔

******

وہ نماز پڑھ کر ابھی لیٹی تھی جب اس کا فون بجا۔ نماز سے پہلے وہ طلال کو فون ملا رہی تھی تبھی اس نے نمبر دیکھے بغیر فون کان سے لگایا۔

"کہاں ہو تم... تمھیں کیسی کی کوئی پرواہ ہے بھی یا نہیں؟" وہ فون اٹھاتے بولنے لگی۔

"ہمیں تو آپ کی پرواہ ہے مگر آپ کو شاید ہماری کوئی پرواہ نہیں۔" دوسری جانب سے ابھرتی آواز پر امل نے فون کان سے ہٹاتے نمبر دیکھا۔ یہ وہی نمبر تھا جس سے اس دن کال موصول ہوئی تھی مگر وہ نمبر بلاک کرنا بھول گئی تھی۔

NOVEL HUT

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی دوبارہ فون کرنے کی؟" اس نے غصے سے کہا۔

"ہم نے تو اس لیے نمبر ملایا کہ دیکھا جائے ہم آپ کی بلاک لسٹ کا حصہ بنے ہیں یا نہیں مگر ہماری قسمت واقعی اچھی ہے۔" امل ایک دم اس آواز پر چونکی۔ یہ آواز تو فرہان کی تھی۔

"لگتا ہے آپ کا نمبر مجھے اپنے بھائیوں کو دینا ہی پڑے گا۔"آواز پہچانتے بھی وہ اب انجان بننے کی کوشش کرنے لگی۔

"دے دیں ہم تو انتظار میں ہیں آپ کے بھائیوں سے آپ کو مانگنے کے لیے۔"فرہان کی بات پر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

"پھر تو مجھے اپنے شوہر کو آپ کا نمبر دینا چاہیے۔"اس نے جان بوجھ کر کہا۔

"آپ...آپ شادی شدہ ہیں؟"فرہان تو امل کے انکشاف پر ملائے گئے نمبر کو دیکھنے لگا کہ نمبر ہی غلط نہ مل گیا ہو۔

NOVEL HUT

"ہاں ہاں تین بچے بھی ہیں۔"اب کی باری امل فرہان کی حالت سوچتے اپنی ہنسی روکنے میں لگی تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کا نمبر اپنے ہسبینڈ کو دوں یا پھر بھائیوں کو؟"فرہان کی چپ پر امل نے سوال کیا جبکہ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ امل کا فرہان کی حالت سوچتے ہنس ہنس کر برا حال ہونے لگا۔

******

طلال اتنے دن باہر رہنے کے بعد آج گھر لوٹا تھا۔ اس وقت گھر میں مقدس بیگم اور ملازمین کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا تھا۔

بغیر کسی آہٹ کے وہ اپنے کمرے میں آیا۔ ڈریسنگ کے آئینے میں اپنا عکس نظر آتے طلال نے ایک نظر خود کو دیکھا۔ بڑھی ہوئی شیو، روکھے مٹی سے اٹے بال اور روکھی جلد۔ یہ طلال انصاری کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔

جیب سے والٹ، موبائل وغیرہ نکال کر وہیں رکھتے وہ وارڈروب سے کپڑے لیتے باتھ روم میں چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے گیلے بالوں سیٹ کر رہا تھا۔

اتنے دنوں سے نہ سونے کی وجہ سے اب اپنے بیڈ پر لیٹتے وہ فوراً نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

******

تانیہ لان میں اِدھر سے اُدھر چکر لگاتی بار بار طلال کا نمبر ملا رہی تھی۔ تین چار دن سے وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر طلال نے پہلے فون نہیں اٹھایا پھر کچھ دن سے اس کا نمبر آف تھا۔ اسے اب غصّہ آنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ تیار ہو کر پورچ کی طرف جانے لگی۔

"تانیہ اس وقت کہاں جا رہی ہو؟" اس کی ماما عالیہ بیگم جو ملازمہ سے لاونج کی صفائی کروا رہی تھیں بولیں۔

"ماما میں پھپھو کی طرف جا رہی ہوں کچھ دیر میں آجاؤ گی۔" اپنی ماما کی آواز پر وہ رکی۔

" اس وقت تو امل یونی ہوتی ہے۔" عالیہ ٹائم دیکھتے بولیں۔

"ماما میں پھپھو سے ملنے جارہی ہوں اور پھپھو گھر ہی ہوتی ہیں۔" امل کو فون کرکے وہ پہلے ہی معلوم کرچکی تھی کہ طلال یونیورسٹی میں ہے یا نہیں۔ مگر اپنی ماں کو وہ یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ طلال سے ملنے جارہی ہے۔

"ڈرائیور کے ساتھ جانا اور مقدس کو میری طرف سے سلام بول دینا۔" تانیہ انہیں پیار کرتی گاڑی میں سوار ہوئی جہاں ڈرائیور پہلے ہی اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

انصاری ہاؤس میں داخل ہوتے اسے طلال کی گاڑی نظر آئی۔

"السلام علیکم پھپھو۔ کیسی ہیں آپ؟" مقدس بیگم کو لاونج میں ہی بیٹھے دیکھ کر تانیہ ان کے گلے لگی۔

"وعلیکم السلام۔۔ کیسی ہے ہماری بیٹی اور آج اتنے دنوں بعد ہماری یاد کیسے آگئی؟" وہ پیار سے بولیں۔

"بس ایگزیم چل رہے تھے اس لیے آنہیں سکی مگر اب روز آپ کو تنگ کرنے آؤں گی۔" تانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں تنگ ہونے لگی تم میری جان ہو۔ ویسے بھی یہ گھر بھی تمھارا ہے جب چاہے آجاؤ۔" مقدس بیگم نے کہنے پر اس کے گال سرخ ہوئے۔

"پھوپھو طلال گھر ہے کیا؟ اس کی گاڑی باہر کھڑی ہے۔" سیڑھیوں پر نظر ڈالتے وہ کچھ ہچکچا کر بولی۔

"پتہ نہیں بیٹا، یہ لڑکا کب گھر ہوتا کب باہر کسی کو پتا نہیں لگتا۔" ایک دم سے ان کی آواز بجھی۔

"آپ کہیں تو میں دیکھ آؤں؟" اس نے اجازت مانگی۔

"ہاں ہاں جاؤ۔۔۔۔ میں تمھارے لیے ناشتہ بناتی ہوں۔" تانیہ جیسے ان کی اجازت کے انتظار میں تھی فوراً اٹھی۔

" اچھا سنو بیٹا۔۔ طلال کو بھی اپنے ساتھ نیچے لے آنا۔ کب سے باہر کا کھانا کھا رہا ہے اس کی صحت نہ خراب ہوجائے۔" مقدس بیگم کے کہنے پر وہ 'جی اچھا' کہتی اوپر آگئی۔

طلال کے کمرے کے باہر وہ اس کشمکش میں تھی کہ اندر کیسے جائے۔ امل اس وقت گھر ہوتی پھر وہ اس طرح نہ ہچکچاتی۔

کندھے پر ڈالا ڈوپٹہ درست کرتے تانیہ نے دروازہ ناک کیا۔ دو تین بار ناک کرنے پر بھی جب جواب نہ آیا تو اس کے چہرے پر پریشانی پھیلی۔

ہینڈل گھماتے تانیہ نے دروازہ کھولا۔ طلال کا کمرہ دن کے اجالے میں بھی اندھیرے میں ڈوبا دیکھ کر تانیہ کو وحشت ہوئی۔ اس نے اندھیرے میں سوئچ بورڈ ٹٹول کر لائٹس آن کیں پھر کھڑکی کے پردے ہٹا کر طلال کی طرف آئی۔ جو ہوش و حواس سے بیگانہ بستر پر آڑھا ترچھا لیٹا تھا۔

"طلال۔۔۔ طلال اٹھو۔۔"بیڈ کے قریب کھڑے ہوتے تانیہ نے اسے آواز دے کر جگانا چاہا۔

"طلال۔۔۔۔"اب کہ اس نے طلال کا بازو ہلایا۔

طلال نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ سامنے تانیہ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پل میں پوری کھلیں۔

"کب سے آوازیں دے رہی ہوں مگر تم پتا نہیں کون سا نشہ کرکے سوئے ہو۔ یہ فون تم نے منہ دیکھنے کے لیے رکھا ہے۔"ٹیبل پر پڑا موبائل طلال کی طرف اچھالا۔

"تین دن سے کالز کررہی ہوں اور آگے سے جواب ملتا ہے، آپ کا ملایا ہوا نمبر فلحال بند ہے برائے مہربانی کچھ دیر بعد فون کریں۔" فون آپریٹر کی نکل اتارتے وہ نان سٹاپ بولے گئی۔

"کیوں فون کررہی تھیں؟" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب کیوں فون کررہی تھی۔ ماما اور پھپھو لوگ ہماری منگنی کرنا چاہتے ہیں اور تمھیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔" کل تانیہ نے اپنے والدین اور انصاری صاحب کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی۔ تب سے وہ طلال کو بتانا چاہتی تھی مگر طلال کا نمبر آف تھا۔

" تمھارا دماغ درست ہے یہ لوگ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے یہ سب اچانک طے کررہے ہیں۔" طلال کا پارہ ہائی ہوا۔ وہ جتنا نرم اور خوش مزاج تھا اسے غصہ بھی اتنی ہی جلدی آتا۔

" اس بات کو چھوڑو تم چینج کرکے نیچے آؤ پھپھو تمھارے لیے ناشتہ بنا رہی ہیں۔" تانیہ اس کا غصہ دیکھتے فوراً نے بات بدل گئی۔

"تم نکلو میرے کمرے سے اور آئندہ میری اجازت کے بغیر اس کمرے میں مت آنا۔" طلال نے اس کا ہاتھ پکڑتے کمرے سے باہر نکال کر دروازہ اس کے منہ پر بند کیا۔

اپنی اتنی بے عزتی پر تانیہ آنسو صاف کرتی واپس لاونج میں آگئی۔ ان دونوں میں لاکھ نوک جھوک، لڑائی جھگڑا سہی مگر آج تک طلال نے کبھی اس طرح بات نہیں کی تھی۔

" طلال نہیں آیا نیچے؟" مقدس بیگم نے کچن سے باہر آکر پوچھا۔

"جی۔۔۔ وہ۔۔" تانیہ کے الفاظ ابھی منہ میں تھے جب سیڑھیوں پر قدموں کی آہٹ پر رکی۔

" السلام علیکم ممی۔" مقدس بیگم کو گلے لگاتے طلال نے نارمل لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ آگئی ماں کی یاد؟" وہ تھوڑی ناراضگی سے بولیں۔

طلال کل رات ہی یہ سوچ کر گھر لوٹا تھا، وہ گھر والوں پر یہ ظاہر نہیں کرے گا کہ اس دن اس نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔

" سوری۔۔۔" طلال نے کان پکڑتے کہا۔طلال نے تانیہ کو فل اگنور کیا جیسے وہاں ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا وجود موجود ہی نہیں ہے۔

" آج میں اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواں گی۔ باہر کا کھانا کھا کر کمزور ہو گئے ہو۔" طلال کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے بولیں۔

" آجاؤ تانیہ بیٹا۔" مقدس بیگم کے پکارنے پر طلال نے زرا سی نظر اٹھا کر دوسرے صوفے پر موجود تانیہ کی طرف دیکھا۔

"نہیں پھپھو میں ناشتہ کرکے آئی ہوں۔ میں بس آپ سے ملنے آئی تھی اب بس گھر جاؤں گی۔"سرد تاثرات سے طلال کی جانب دیکھتے صوفے سے اٹھی۔

"چپ کرکے میرے ساتھ آکر ناشتہ کرو میں کوئی ایکسیوز نہیں سنو گی۔" وہ ڈپٹ کر بولیں تو تانیہ ان کے ساتھ کچن میں چلی گئی۔ طلال نے اس کے بجھے چہرے پر نظر ڈال کر اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔

******

آفس آورز ختم ہوتے ورکرز اپنے گھروں کو جا چکے تھے بس اس وقت اجلال اپنے پی۔اے اور سیکٹری کے ساتھ آفس میں موجود تھا۔

سیکٹری کو چند ہدایات دے کر وہ تینوں آگے پیچھے نکلے۔

اجلال لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچا جب اسے کوئی آہٹ سنائی دی۔

"سب لوگ چلے گئے ہیں پھر یہاں کون ہے؟" ریسٹ واچ پر وقت دیکھتے وہ اس جانب جانے لگا پھر پاکٹ سے موبائل نکال کر باہر کھڑے گارڈ کو اندر آنے کا کہا۔

NOVEL HUT

"کون ہے یہاں؟" اس کی رعب دار آواز خالی آفس میں گونجی۔ ایک بار پھر کوئی چیز گرنے کی آواز سنائی دی۔

"میں آخری بار پوچھ رہا ہوں کون ہے ادھر؟" موبائل کی روشنی میں اجلال محتاط انداز میں آگے بڑھا۔

"اجلال انصاری میں نے تمھیں کہا تھا میں تمھیں تباہ کردوں گی۔" اجلال اس کمرے میں داخل ہوا جہاں سے چیزیں گرنے کی آواز آئی تھی۔ دروازے کے بند ہونے کی آواز پر وہ مڑا اور ساکت رہ گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس لڑکی کی ہمت پر اجلال دنگ رہ گیا۔

"ہاہاہا۔۔۔ اجلال انصاری تمھاری اس آفس میں جو عزت آج تک تھی وہ اب نہیں رہے گی۔" ماہا شیرازی آج خود کو فاتح بنانے والی تھی مگر وہ بھول گی کہ سامنے اجلال انصاری ہے۔

"تم نے اگر کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کی تو میں تمھیں نا صرف اس کمپنی سے ٹرمینٹ کروں گا بلکہ اس کے ساتھ میری ساکھ خراب کرنے پر پولیس کے حوالے بھی کروں گا۔" اجلال نے موبائل پر ریکارڈنگ آپشن آن کیا۔

"مجھے فائر کرنے اور پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے سامنے ٹیبل پر موجود لفافے کو دیکھ لو اجلال صاحب۔" ماہا کا لہجہ اجلال کو ٹھٹکا گیا۔

ٹیبل سے لفافہ اٹھا کر اسے چاک کرتے جو چیز اجلال کے ہاتھوں میں آئی اسے دیکھ کر صحیح معنوں میں اجلال کے پیروں سے زمین نکل گئی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" ہاتھ میں پکڑی تصویروں کو زمین پر پھینکا۔

" سوچو اجلال انصاری اگر یہ جھوٹی تصویریں تمھارے اسٹاف اور گھر والوں تک پہنچی پھر تم کس کس کو اپنے کردار کی صفائی دو گے؟" سینے پر بازو باندھے ماہا اجلال کے قریب آئی۔ اجلال کے پاس کوئی جواب نہیں تھا کیونکہ وہ تصاویر اتنی صفائی سے ایڈیٹ کی گی تھیں کہ اصل معلوم ہوتیں۔

" اب تمھیں یہ کرنا ہے اجلال انصاری کے تم مجھے اپنی پرسنل سیکرٹری رکھو گے اور جلد اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو گے رشتے کے لیے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں انجام کے لیے تیار رہنا۔" اس کا لہجہ حکمیہ تھا۔

" ٹھیک ہے میں تمھیں اپنی سیکٹری رکھو لوں گا مگر دوسری شرط کے لیے مجھے وقت چاہیے۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اپنے دماغ میں پلین ترتیب دیتے بولا۔

"جتنا وقت چاہیے لے لو لیکن کوئی بھی چالاکی کرنے سے پہلے یہ یاد رکھنا میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔۔۔ کچھ بھی۔۔۔۔" ماہا 'کچھ بھی' پر زور دیتے بولی۔

اجلال نے اس وقت کو کوسہ جب اس نے سلمان کے کہنے پر ماہا کو جاب دی تھی۔

******

"آپ کو ایک بار آپی سے پوچھ لینا چاہیے تھا اس بارے میں۔"فرہان صالحہ بیگم کے فیصلہ سنتے بولا۔

"ہم جو بھی فیصلہ کریں گے عینا سے پوچھ کر کریں گے مگر میں چاہتی ہوں پہلے مقدس سے بھی اس بارے میں بات کر لوں۔"وہ دونوں اس وقت لاونج میں تھے زینی کالج گئی تھی اور مجتبیٰ صاحب آفس اور عینا اپنے کمرے میں تھی۔

"ماما کیا اس طرح بات کرنا ٹھیک رہے گا مطلب خالہ لوگوں کو برا نہیں لگے کہ ہم ان سے آپی کے رشتے کی بات کریں؟"فرہان نے سوچتے ہوئے کہا۔

"مقدس برا نہیں مانے گی اور بھائی صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"صالحہ بیگم کی آواز میں یقین تھا۔

"اور اجلال بھائی۔۔۔؟"وہ جانتی تھیں فرہان کیا کہنا چاہتا ہے۔

"مقدس اسے سمجھائے گی تو وہ مان جائے گا۔"انہوں نے تسلی دلائی۔

"ٹھیک ہے پھر آپ کریں بات باقی جو اللہ کو منظور۔"فرہان نے سمجھتے سر ہلایا مگر لاونج کے دروازے کے پار کھڑی عینا جانتی تھی وہ شخص کبھی نہیں مانے گا۔

NOVEL HUT

******

ایشل گھر کی صفائی کے بعد کھانے بنانے میں مصروف تھی مگر اس کا دل بجھا ہوا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی صائمہ ممانی نے اپنے آنے کا بولا تھا اور اب وہ امّی کے کہنے پر ان کے لیے نا چاہتے ہوئے بھی کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔

"ایشل تم یہ چھوڑو اور جاؤ تم اپنا حلیہ درست کرو میں دروازہ کھولتی ہوں۔"امّی دروازے کے بجنے کی آواز پر کچن میں آتیں ایشل سے بولیں۔

"حلیہ کیا درست کرنا امّی اور ویسے بھی بعد میں بھی انہوں نے مجھے ایسے ہی دیکھنا ہے۔"وہ چاول کو دم پر رکھتے ان کی جانب آئی۔

"جا کر تیار ہو میں دروازہ کھولوں کب سے بج رہا۔"اسے حکم دیتے وہ دروازہ کھولنے گئیں تو ایشل پیر پٹختے کمرے میں چلی آئی۔

"السلام علیکم !"وہ تیار ہو کر امّی کے کمرے میں آئی جہاں اس کے دونوں ماموں ممانیاں بیٹھیں تھیں۔

"وعلیکم السلام ! کیسی ہے ہماری بیٹی؟"ماموں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھ رہے تھے۔

"جی ٹھیک۔"دو لفظی جواب دیتے وہ امّی کے ساتھ بیٹھی۔اب وہ کیا جواب دیتی کہ ان کے بیٹے سے منگنی کے بعد سے اس کی زندگی عذاب بنی ہوئی ہے۔

"ہم لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں کی تعلیم ختم ہوتے شادی کر دی جائے۔"بڑے ماموں نے بغیر تمہید باندھے بات شروع کی۔

"بھائی صاحب اتنی جلدی...؟"وہ ایشل کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھتے بولیں۔

"بھئی ہم چاہتے ہیں جتنی جلدی شادی ہو اتنا اچھا ہے۔ویسے بھی نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"صائمہ ممانی اس کی بدلتی رنگت دیکھتے دل میں خوش ہوئیں۔

"جی بھابھی مگر ایشل ابھی آگے پڑھنا چاہتی ہے۔"ان کی آواز بہت ہلکی تھی۔

"لو بہن اتنا پڑھنے کے بعد بھی اس نے چولہا ہانڈی ہی کرنی ہے اور ہم نے کون سا اس سے نوکریاں کروانی ہیں جو اسے آگے پڑھنا ہے۔"صائمہ ممانی تمسخرانہ لہجے میں بولیں تو آمنہ ممانی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔

ایشل تو ان کی بات پر تپ ہی گئی مگر سامنے اس کے ماموں بھی بیٹھے تھے وہ ان کے سامنے کوئی بدمزگی کر کے اپنی ماں کی تربیت پر حرف نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔

"صائمہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے ہم نے ایشل سے جاب تو کروانی نہیں اسی لیے امتحان ختم ہوتے ان کی شادی کردینی چاہیے۔"بڑے ماموں کے کہنے پر اس نے اپنے سامنے بیٹھے لوگوں کو دیکھا۔اس نے پڑھے لکھے جاہل لوگوں کا تو سنا تھا مگر آج دیکھ بھی لیا تھا۔

"جیسا آپ چاہیں بھائی صاحب۔"اپنی ماں کو اس کے حق میں نہ بولتے دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی اتری۔

"دیکھو بہن جہیز تو ہم لے نہیں رہے اور کپڑے وغیرہ بھی ہم کر لیں گے تم بس بیٹی کو رخصت کرنے کی تیاری کرو۔"صائمہ ممانی کے لہجہ فاتحانہ تھا۔

"بس پھر دیر کس بات کی منہ میٹھا کروائیں سب کا۔"چھوٹے ماموں میٹھائی کا ڈبہ کھولتے اس کی جانب بڑھے اور ایک ٹکڑا توڑتے اس کے منہ میں ڈالا۔

"اللہ تمھیں ڈھیروں خوشیاں عطا کرے آمین۔"اس کے سر پہ پیار کرتے وہ دعا دینے لگے۔ایشل کے گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنسا۔

"کیا اس کے نصیب میں خوشیاں تھیں؟اسے تو آج تک کوئی خوشی راس نہیں آئی تھی اور سمیر جیسے انسان سے شادی کے بعد تو شاید وہ خوشی جیسے لفظ کو بھی ترس جائے۔"سب اسے مبارک باد دے رہے تھے مگر اس کا دھیان ہی نہیں تھا۔

"جس کو بھی سوچ رہی ہو اسے بھول جاؤ کیونکہ اب تم میرے سمیر کی دلہن بننے والی ہو۔"صائمہ ممانی نے اسے گلے لگاتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میں کچھ نہیں سوچ رہی۔"وہ بھی آہستہ آواز میں بولی۔

"سوچنا بھی نہیں۔"اس کا گال تھپتھپاتے وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھیں۔امّی اب سب کے لیے کھانا نکالنے کے لیے جا چکی تھیں۔ایشل بھی آہستہ سے اٹھتے سب کو ایکسیوز کرتے اپنے کمرے میں چلی آئی پیچھے دونوں ممانیاں ایک دوسرے کو دیکھتے فاتحانہ مسکرا رہی تھیں۔

******

"مقدس ہم لوگ تم سے کچھ بات کرنا چاہتے تھے مگر پتہ نہیں تم کیا سوچو؟"اس وقت صالحہ بیگم اپنی فیملی کے ساتھ انصاری ہاؤس میں موجود تھے۔صالحہ بیگم نے تمہید باندھتے بات شروع کی۔

"ایسی بھی کیا بات ہے صالحہ؟"وہ نا سمجھی سے بولیں۔

"دراصل ہم لوگ چاہ رہے تھے کہ عینا کی شادی اگر اجلال سے ہو جائے۔"صالحہ بیگم کی آواز میں ڈر تھا کہیں ان لوگوں کو برا ہی نہ لگ جائے۔

بے شک وہ بہنیں تھیں مگر اپنی زبان سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کرنے میں وہ ہچکچا رہیں تھیں۔

"مجھے تو بہت خوشی ہو گی عینا میرے گھر کی زینت بنے مگر اجلال ہماری سنتا ہی نہیں۔"خوشی سے کہتیں آخر میں ان کے لہجے میں مایوسی اتری۔

"تم اجلال سے بات کر کے دیکھو۔" صالحہ بیگم نے مشورہ دیا۔

"بہت دفعہ کر چکی ہوں مگر وہ اسے بھولتا ہی نہیں۔ایسا نہیں ہے کہ وہ مجھے عزیز نہیں، وہ آج بھی مل جائے تو میں اسی وقت اسے اپنے اجلال کی بنا دوں لیکن شاید اللہ کو کچھ اور منظور ہے۔"مقدس بیگم کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"خالہ آپ پریشان نہ ہوں اجلال بھائی کی تقدیر اگر اس لڑکی کے ساتھ جڑی ہے تو کوئی ان کو ایک ہونے سے روک نہیں سکتا۔"فرہان نے مقدس بیگم کو تسلی دیتے کہا۔

"میں بات کروں گی اجلال سے ان شاءاللہ وہ مان جائے گا۔"مقدس بیگم نے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

"خالہ آپ بھائی کو پریشر رائز نہیں کریں گی۔اگر عینا آپی کا نصیب اس گھر میں ہوا تو انہیں مل جائے گا نہیں تو جو اللہ نے ان کے لیے لکھا ہو گا وہ ملے گا۔"امل جو عینا کے ساتھ لاونج میں آرہی تھی فرہان کی آواز سنتے ایک سیکنڈ کو رکی۔

"لو میری بیٹی آگئی۔"صالحہ بیگم امل کو دیکھتے بولیں تو فرہان نے گردن گھماتے پیچھے کھڑی امل پر نظر ڈالی جو سادہ شلوار قمیض میں دوپٹہ سر پر سجائے اب صالحہ بیگم کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔اچانک فون پر ہوئی بات یاد آتے اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور امل اسے اپنی جانب تکتا پاکر رخ فوراً اپنی خالہ کی جانب موڑ گئی۔

******

"ہائے ڈیئر وائف ٹوبی..." سمیر اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تو وہ ایک دم ڈر کر سیدھی ہوئی۔ ایشل لائبریری سے کتاب لینے آئی تھی اور وہیں بیٹھ گئی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے سمیر؟" ایشل طیش سے کہتی وہاں سے اٹھنے لگی۔

"پہلی بات تو یہ کہ اب تم مجھے آپ کہنے کی عادت ڈال لو آخر کو میں تمھارا ہونے والا شوہر ہوں اور دوسری بات میں نے کوئی بدتمیزی نہیں کی جو تم مجھے لیکچر دیتی پھرو۔" سمیر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا خباثت سے بولا۔

"ہنہہ آپ بولتی ہے میری جوتی۔" ایشل نے صرف سوچا۔

"میں تمھیں کوئی لیکچر نہیں دے رہی اور نہ ہی مجھے دینے کی ضرورت ہے اور آئندہ اس طرح تم نے مجھے مخاطب کیا تو اپنے پیروں پر واپس نہیں جاؤ گے۔" لائبریری کا خیال کرتے وہ دھیمی لہجے میں کہہ رہی تھی ورنہ اب تک ایک تھپڑ تو وہ اسے مار ہی چکی ہوتی۔

"تمھارا وہ عاشق آتا مجھے پیٹنے ہاہاہاہا...وہ جو خود نا جانے کہا مجنوں بنا پھر رہا ہے۔ویسے کہاں ہیں وہ آج کل نظر نہیں آتے دونوں بہن بھائی؟"ایشل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ لائبریری کی ساری الماریاں سمیر کے سر پر گرا دے۔

"اپنی بکواس بند کرو سمجھے۔کسی کی ذات پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہیے کہ ہم خود کیسے ہیں۔"ایشل نے کتابیں اٹھاتے وہاں سے جانا چاہا۔

"تمھارے جو یہ پر ہیں نا یہ میں بہت جلدی کاٹنے والا ہوں پھر اڑتی رہنا تم خوابوں میں۔"سمیر اس کی جانب جھکتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول کر وہاں سے نکل گیا پیچھے ایشل آنکھوں میں آنسوں لیے اپنی آگے کی زندگی کا سوچنے لگی جو اسے صرف تاریک نظر آرہی تھی۔

******

وہ سیٹی بجاتے گھر میں داخل ہوا تو صائمہ ممانی حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔

"خیر ہے آج بڑے خوش لگ رہے ہو؟"ان کے پوچھنے پر سمیر کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔

"آپ کی ہونے والی بہو کو اس کی اوقات بتا کر آیا ہوں بہت اڑ رہی تھی۔"وہ صوفے پر لیٹنے والے انداز میں بیٹھا۔

"کس بات پر اڑ رہی تھیں محترمہ؟کہیں اس کا یار واپس تو نہیں آگیا؟"اچانک سے خیال آتے انہوں نے پوچھا۔

"یار تو واپس آگیا اس کا مگر مجھے لگتا ہے ان کا بریک اپ ہو گیا تبھی اس کی بہن بھی ایشل کے آس پاس نہیں نظر آتی۔"طلال کے بارے میں بات کرتے اس کے لہجے میں زہر گھل گیا۔

"تبھی میں کہوں وہ شادی کے لیے کیسے مان گئی اب پتہ لگا اس کا یار اسے چھوڑ گیا۔"صائمہ ممانی فوراً بولیں۔

"اگر آپ نے منگنی کی جگہ سیدھا نکاح کیا ہوتا تو آج اس کا دماغ ٹھکانے پر ہوتا، کہتی ہے مجھے آپ نہیں کہے گی۔میں بھی اس کے دماغ کی ساری ہوشیاری نکال دوں گا۔"سمیر نے تلخی سے کہا اور صوفے سے اٹھ کر ٹانگیں سیدھی کیں۔

"ایسی لڑکیوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جاتا ہے، محبت و شفقت نہیں چلتی۔" صائمہ ممانی نے بھی قہر آلود انداز میں سر ہلایا۔ "سمجھ رہی ہے، منگنی کے بعد ہمارے قابو میں نہیں آئے گی؟"

"بس کچھ مہینوں کی بات ہے۔نکاح کے بعد خود ہی سب یار وار بھول جائے گی۔زبان چلانا تو دور وہ پھر کبھی سر نہیں اٹھا سکے گی ہمارے سامنے۔" سمیر نے آخری جملہ سرد مہری سے کہا اور چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ لے آیا۔

******

رات کے ناجانے کس پہر اس کی آنکھ کھلی ،دل عجیب بے چین ہوا تھا۔ بستر سے اٹھتے اس نے وقت دیکھا۔ رات کے ساڑھے تین کا وقت تھا ابھی فجر میں بہت وقت باقی تھا۔یہ اس کا روز کا معمول تھا اس وقت اس کی آنکھ خود ہی کھل جاتی اور آج کل تو اس کی نیندیں ویسے ہی کہیں غائب ہو چکی تھیں۔وضو کے بعد تہجد ادا کرتے جب وہ سجدے میں گیا تو کمرے کی خاموشی میں اس کی سسکیاں گونجیں۔ہاں ہر روز کی طرح آج بھی وہ سجدے میں اپنے رب سے محو گفتگو تھا۔کون جانتا تھا وہ اتنا مضبوط نظر آنے والا مرد رات کے اس پہر اپنے رب سے رو رو کر کسے مانگتا تھا؟یہ سب تو کئی سالوں سے چلتا آرہا تھا کہ وہ رات کے درمیانی پہر اپنے رب کے آگے اسے مانگتا تھا جو شاید اس کی تقدیر تھی بھی یا نہیں۔

نماز پڑھ کر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، آنکھیں بند کیے اس کی آنکھوں سے کچھ اشک اس کے سرخ و سفید ہتھیلی پر گرے۔

"اے میرے مالک بے شک تو رحیم ہے، کریم ہے، سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ میرے دل کے حال سے بھی واقف ہے۔ میں نہیں جانتا وہ دنیا کے کس کونے میں ہے یا۔۔۔۔" اگلے الفاظ ادا کرنے کے لیے اس نے خود کو ہمت دی۔

"یا وہ... اس دنیا میں ہے بھی۔۔ یا نہیں۔ میں بس اتنا چاہتا ہوں اس کی جگہ کوئی اور اس دل میں نہ آئے، نا جانے کیوں مجھے خدشہ سا رہتا ہے اگر میں اسے بھول گیا تو میرا کیا ہو گا۔ یا اللہ میں تجھ سے اسے اس جہاں اور دوسرے جہاں میں اپنے لیے مانگتا ہوں اور میرا یقین ہے اگر وہ زندہ ہے تو میری تقدیر اسے مجھ تک لے آئے گی مگر میں اپنے دل میں، اپنی سوچوں میں اس کے علاوہ

کسی لڑکی کو نہیں چاہتا..." وہ سجدے میں گرے اب رو رہا تھا اور تقدیر اس کا فیصلہ کیا ہونے والا تھا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

******

الارم کی آواز پر اس کی آنکھ کھلی تو دور کہیں سے فجر کی آذان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ بستر سے اترتے اس نے پہلے وضو کیا پھر امّی کے کمرے کی جانب بڑھی۔ کمرے کی لائٹ جلتے دیکھ وہ اندر داخل ہوئی تو انہیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھ ان کے پاس آئی اور سلام کرتے ان کے ماتھے پر بوسہ لیا تو امّی نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور اسے پیار کیا۔

اپنے کمرے میں واپس آتے اس نے جائے نماز بچھائی اور نیت باندھی رب کے حضور کھڑے ہوتے اسے کل کالج میں سمیر کی کہی بات یاد آئی تو آنکھوں سے اشک رواں ہوئے۔

"اے میرے مالک، میرے رب، بے شک تو سب سننے والا اور دیکھنے والا ہے یا اللہ مجھے ان مشکلات سے نکال دے میرے مالک، میں ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی تصور نہیں کر سکتی جس کا مقصد صرف مجھے تکلیف دینا ہو، جو مجھے توڑنا چاہتا ہو۔ میرے مالک میں تجھ سے اپنے لیے بہتر انسان کو مانگتی ہوں جو مجھے ہر تکلیف، ہر دکھ سے دور رکھے جسے دیکھ کر کبھی یہ احساس نہ ہو کہ وہ مجھے میرے رب سے دور کر دے گا۔" اس کے آنسو مسلسل اس کی ہتھیلیوں کو بھگو رہے تھے۔

"اے میرے رب، میں کسی انسان کے لیے اذیت کا باعث نہیں بنی، پھر کیوں وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سب کی زندگی خراب کر دی ہے وہ کیسے مجھے قصور وار ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر میں کسی کے لیے تکلیف کا باعث ہوں تو اللہ جی آپ مجھے ان لوگوں کی زندگیوں سے نکال دیں۔ ویسے بھی سمیر جیسے شخص کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے میں مر جاؤں۔ امّی کے لیے ان کے بھائی

ہیں مگر میں امّی کے بغیر اس دنیا میں نہیں رہنا چاہتی۔ اللہ جی آپ سن رہے ہیں ناں..." اس نے اپنی سسکیاں دبانے کے لیے منہ پر ہاتھ رکھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی ماں اسے دوبارہ روتے دیکھے۔

اب کس کی دعائیں کیا رنگ لانے والی تھیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا۔

******

صبح سورج کی کرنوں نے چاروں اور اپنی روشنی بکھری۔ وہ اپنے آفس کی گلاس وال کے پاس کھڑے باہر دیکھ رہا تھا مگر دھیان وہ تو کہیں اور ہی تھا۔ ان دو لڑکیوں نے اس کی زندگی عذاب بنا دی تھی۔ ایشل جسے وہ نفرت یا بے سکونی 'جو اسے اس کے آس پاس ہونے سے محسوس ہوتی تھی' کی وجہ دور کرنے کے چکر میں اسی کی سوچوں میں رہنے لگا تھا اور ماہا شیرازی جو پہلے دن سے اس کے لیے کسی عذاب سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی۔ اسے جلد ماہا

شیرازی کو اس کمپنی اور اپنی زندگی سے دور کرنا تھا کیونکہ وہ اس کی کمپنی کی ساخت کو نقصان پہنچانے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینے والی تھی۔گلاس وال کے سامنے سے ہٹتے وہ انٹرکام کی طرف بڑھا۔

"سٹاف کو بولو میٹینگ روم میں پہنچیں مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے سب سے،جلدی۔" اجلال نے انٹرکام رکھتے گہری سانس لی۔ آج یا کل اسے یہ فیصلہ کرنا ہی تھا تو اب کیوں نہیں۔مگر وہ یہ بات نہیں جانتا تھا کہ وہ مصیبت کو خود اپنے قریب لا رہا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ میٹنگ روم کی جانب بڑھ رہا تھا۔شکر تھا آج انصاری صاحب آفس نہیں آئے تھے ورنہ یہ فیصلہ لینا اس کے لیے مشکل ہو جانا تھا۔

اس کے میٹنگ روم میں داخل ہونے پر کچھ ایملائز کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کا کہا، شاید یہ نئے ایمپلائز تھے جو یہ

نہیں جانتے تھے کہ اجلال انصاری کو اپنے آنے پر لوگوں کا کھڑا ہونا اچھا نہیں لگتا تھا۔

"سب سے پہلی بات یہ کہ میرے پرانے ایمپلائز جانتے ہیں کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ کوئی میرے آنے پر میرے لیے کھڑا ہو کیونکہ میں بھی آپ جیسا ہی انسان ہوں ہم سب برابر ہیں تو میں کیوں یہ چاہوں گا کے کوئی میرے لیے کھڑا ہو۔"اس نے سلام کرتے بات کا آغاز کیا۔

" اب آتے ہیں اس بات پر کہ میں نے اچانک میٹینگ کیوں بلائی۔آج سے میری نئی سیکرٹری ماہا شیرازی ہیں اور میرے پرانے سیکرٹری بھی میرے ساتھ ہی رہیں گے میں یہ بات اس لیے بول رہا ہوں کے میں کسی کی جگہ چھین نہیں رہا۔"وہ ہاتھوں کو باہم پھنسائے بول رہا تھا مگر دل کہہ رہا تھا کہ یہ فیصلہ بہت غلط ہے لیکن اجلال انصاری کے دماغ میں جو آجائے پھر وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

******

"ماما آپ کو ایک بار عینا آپی سے بات کر لینی چاہیے ۔اگر اجلال بھائی خالہ کے کہنے پر مان گئے تو عینا آپی کی رضامندی بھی ضروری ہے ۔"فرہان کی بات سنتے مجتبیٰ صاحب نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تو صالحہ بیگم نے فوراً عینا کو آواز دی جو کچن میں موجود دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔چند لمحوں بعد عینا لاونج میں داخل ہوئی۔

"کیا ہوا ماما؟" عینا نے حیرت سے پوچھا۔

"بیٹا، ہم نے تمہاری شادی کے بارے میں مقدس سے بات کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا اور اجلال کا رشتہ طے کر دیں۔" مجتبیٰ صاحب نے اسے اپنے پاس بٹھاتے بات کا آغاز کیا۔عینا نے حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"ماما، وہ تو کبھی بھی اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔"عینا کو اس دن اجلال کی کہی باتیں یاد آئیں۔

"ہم نے سوچا ہے کہ اگر ہم سب مل کر اس بارے میں بات کریں تو شاید وہ مان جائے۔" صالحہ بیگم جانتی تھیں کہ عینا کو کس بات کا خدشہ ہے۔

"لیکن ماما، میں نہیں چاہتی کہ کسی کی زندگی میں زبردستی شامل ہوں۔" عینا نے اپنی رائے دی۔ "میں ان کی زندگی میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہتی۔" اسکی بات پر مجتبی صاحب نے بھی اکتفا کیا۔

"شاید عینا ٹھیک کہہ رہی ہے، اجلال کی زندگی میں اس میں جب کوئی اور ہے تو ہم زبردستی عینا کو اس کی زندگی میں شامل نہیں کرسکتے۔" مجتبیٰ صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھے بولے۔

"مقدس نے کہا ہے وہ اجلال سے بات کرے گی۔" صالحہ بیگم کو کہیں یقین تھا کہ اجلال مان جائے گا۔

NOVEL HUT

"اگر وہ نہ مانے تو؟" عینا نے سوال کیا۔ "کیا خالہ انہیں اس رشتے کے لیے مجبور کریں گی؟"وہ جاننا چاہتی تھی کہ صالحہ بیگم آخر کیوں اس کی شادی اجلال سے کروانا چاہتی ہیں؟

"نہیں آپی میں نے خالہ کو پہلے ہی کہہ دیا ہے وہ اجلال بھائی کو زبردستی راضی نہ کریں اور اجلال بھائی سے ماما آپ کا رشتہ بس اس لیے کرنا چاہتی ہیں کہ آپ ماما کے سامنے رہیں اور کچھ نہیں۔"فرہان نے شاید عینا کے دل میں آئی بات جان لی۔

عینا نے سر ہلایا، مگر اس کے چہرے پر ایک سایہ سا آگیا۔

******

کتنا مشکل ہوتا ہے نہ جب آپ اپنی جان سے پیاری دوست کو اداس دیکھتے ہوئے بھی اس کے پاس اسے دلاسہ دینے نہیں جا سکتے یہی حال اس وقت امل

کا تھا جو کئی دنوں سے ایشل کو اداس و پریشان دیکھ رہی تھی مگر اس کے بھائی کے الفاظ زنجیر کی صورت اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالے ہوئے تھے۔

"یہاں نہ تمھارا بھائی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا انسان جو تمھارے بھائی کو یہ بتائے کہ تم ایشل سے ملی ہو یا بات کی ہو۔"امل کے دل نے اسے ورغلایا۔

"نہیں تمھارے لیے تمھارا بھائی زیادہ اہم ہے، تم اپنے بھائی کو کیسے دھوکا دے سکتی ہو؟"دماغ نے ہمیشہ کی طرح دل کی نفی کی۔

"تم جاؤ اپنی دوست کے پاس، اسے تمھاری ضرورت ہے۔ مشکل وقت میں ہمیشہ انسان کو ایک ایسے دوست کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے سمجھے، اس کے مشکل وقت میں اس کے ساتھ کھڑا ہو، جس کے گلے لگ کر وہ اپنی ساری پریشانی بھول جائے۔"دل کی اس بات پر امل دماغ کی سوچوں کو جھٹکتے ایشل کی جانب آئی۔

"ایشل..."امل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا۔

ایشل نے نظر موڑ کر اسے دیکھا پھر اٹھ کر دور جانے لگی۔

"ایشل پلیز رکو۔"امل کی آواز پر اس نے رکتے ابرو اچکائی۔

"مس امل انصاری آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے؟" ایشل نے اپنے لہجے میں اجنبیت لاتے کہا مگر اس کا دل جانتا تھا اس کے لیے یہ کس قدر مشکل تھا۔

"ایشل پلیز ایسے بات مت کرو..."اپنے لیے ایشل کے لہجے میں اجنبیت اترتے دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی اتری۔

"اوہ اچھا..."اس نے 'اچھا' کو لمبا کیا۔

"میں...میں صرف تم سے تمھاری انگیجمنٹ کا پوچھنے..."ایشل کے طنزیہ ہنسنے پر اس کے الفاظ آدھے ہی ادا ہوئے۔

"مبارکباد دینی ہو گی تمھیں بھی...یا ہمدردی دکھانے آئی ہو۔مگر یہ بات ذہن نشین کر لو مجھے تم سے اور تمھاری ہمدردی سے کوئی غرض نہیں۔"وہ خود کو ٹوٹا ہوا دکھانا نہیں چاہتی تھی تبھی مضبوط لہجے سے بولی۔

"کیا ہم بات بھی نہیں کر سکتے؟"امل نے اسے روکنے کی آخری کوشش کی۔

"مس امل آپ کے لیے بہتر یہی ہے کہ آپ مجھ سے دور رہیں اور میں امید کرتی ہوں آج کے بعد اوریونی ختم ہونے کے بعد بھی آئیندہ ہم کبھی نہ ملیں۔"وہ انتہائی سنگدلی سے بولی تھی اور امل کو لگا آج اس نے سب کھو دیا ہے۔

ایشل وہاں سے جا چکی تھی جبکہ وہ وہیں کھڑی اپنی دوستی کے تابوت میں ٹھونکی گئی آخری کیل پر افسوس کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

******

طلال آج یونی نہیں گیا تھا اس وقت وہ بالکنی میں کھڑا اپنے اس دن کے رویے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"تم نکلو میرے کمرے سے اور آئندہ میری اجازت کے بغیر اس کمرے میں مت آنا۔" اسے اپنے الفاظ یاد آئے کس قدر بے رخی تھی اس کے لہجے میں۔

فون جیب سے نکال کر اس نے تانیہ کا نمبر ملایا مگر دوسری طرف کال جا ہی نہیں رہی تھی جس کا صاف مطلب تھا وہ اسے بلاک کر چکی تھی۔

"اب کیا کروں؟ ممی سے بولوں؟ ... نہیں... پتہ نہیں وہ کیا سوچیں گی۔" وہ ریلنگ پر ہاتھ جمائے سوچنے لگا۔

"اف... میرے اللہ میں کیا کروں؟ اس کے گھر بھی نہیں جا سکتا اور وہ میڈم زرا سی بات پر بلاک کر چکی ہیں۔"

"زرا سی بات..." دل نے فوراً دہائی دی۔

"ہاں زرا سی بات تو نہیں تھی، وہ اسے ذلیل کر کے اپنے کمرے سے نکال چکا تھا اور پھر اسے اچھی خاصی سنا دی تھیں اس پر بلاک ہونا تو بنتا تھا اس کا۔"طلال نے لمبی سانس کھینچتے حل تلاشنے کی کوشش کی۔

"زینب...ہاں زینب اس کی مدد کر سکتی ہے مگر وہ تو اس وقت کالج ہو گی ۔"کچھ سوچتے اس نے زینب کا نمبر ملایا۔

"السلام علیکم ! طلال بھائی کیسے ہیں آپ؟آج کیسے یاد کر لیا ہمیں؟کہیں تانیہ آپی کی جگہ مجھے تو کال نہیں ملا دی؟"زینب نے کال اٹھاتے سوالات کی بھرمار کر دی۔

"آرام سے لڑکی، ایک ساتھ اتنے سوال۔پہلی بات میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو اور دوسری، فون میں نے آپ کو ہی کیا ہے گڑیا آپ کی تانیہ آپی کو نہیں۔"فون کے اسپیکر سے زینب کے پیچھے تانیہ کی آواز سنتے وہ جان بوجھ کر بولا۔یقیناً زینب ماموں لوگ کی طرف تھی۔

""""اوہ..مجھے تو لگا شائد آپ تانیہ آپی کی جگہ مجھے غلطی سے کال ملا بیٹھے، ویسے میں تو ہمیشہ کی طرح بہت پیاری ہوں مگر تانیہ آپی سے کم۔"تانیہ نے اسے آنکھیں دکھائیں تو اس نے فون اسپیکر پر ڈالا۔

"میں نے کبھی غور نہیں کیا تمھاری آپی پر کہ وہ پیاری ہے یا نہیں مگر ہماری یہ چھوٹی سی گڑیا ضرور پیاری ہے۔"طلال نے جان بوجھ کر یہ بات کہی۔

"طلال بھائی۔۔۔۔میں چھوٹی نہیں ہوں اور مجھے معلوم ہے آپ نے مجھے کیوں کال کی اس لیے یہ فون میں اب تانیہ آپی کو دے رہی ہوں اور آئندہ مجھے چھوٹی نہیں بولیے گا ورنہ کبھی تانیہ آپی سے آپ کی بات نہیں کرواؤں گی۔" زینب کے روٹھنے پر طلال نے قہقہہ لگایا۔دوسری طرف موجود تانیہ نے گلا کھنکار کے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو وہ فوراً چپ ہوا۔زینب وہاں سے جا چکی تھی۔

"کیسی ہو؟"کچھ سیکنڈ بعد طلال نے بات کا آغاز کیا۔

"جیسی بھی ہوں تمھیں کیا؟"اس کے لہجے سے معلوم ہو رہا تھا وہ کافی خفا تھی۔

"آئی ایم سوری،مجھے اس دن تم سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"طلال کو واقعی اس دن کے لیے شرمندہ تھا۔

"تم نے جو میری بے عزتی کی،مجھے کمرے سے دھکا دے کر نکالا اس کے لیے بس 'سوری'۔" اس نے سوری پر زور دیا۔"میں مانتی ہوں اس دن میں تمھارے کمرے میں تمھاری اجازت کے بغیر آئی مگر میں نے دروازے پر کئی بار دستک دی تھی جب تم نے کوئی جواب نہیں دیا تو مجھے پریشانی ہوئی کہیں تم بیمار نہ ہو مگر نہیں تم پر تو پتہ نہیں کون سا بھوت سوار تھا۔"بولتے بولتے اس کا لہجا بھیگا۔

"تم نے بھی تو بعد میں مجھے بلاک کر دیا اس کا کیا؟ میں بھی کب سے کال کر رہا ہوں اور تم نے مجھے اپنی بلاک لسٹ کا حصہ بنایا ہوا ہے۔اب میں بھی اس پر

ناراض ہو جاؤں؟" اسے افسوس ہوا تھا اس دن کے لیے مگر تانیہ کو اس کے بعد اس سے رابطہ کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے بلاک کر دیا۔

"واہ طلال انصاری صاحب اتنے دنوں سے تو جیسے میں آپ کی روٹھی محبوبہ بنی ہوئی تھی ناں، میں گھر سے غائب تھی، سب سے رابطہ ختم کیا ہوا تھا، فون کو آف کر کے سب کو عذاب میں ڈالا ہوا تھا، ہے ناں۔ تم... تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں... تم اتنے دن گھر سے غائب رہ کر، سب سے رابطہ ختم کر کے، فون بند کر کے جب لوٹ کر آؤ گے تو کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔"تانیہ نے نم سانس کھینچتے شکوہ کیا۔

"اوکے بابا میں مانتا ہوں میں نے سب کو بہت تنگ کیا، تمھارے ساتھ مِس بیہو کیا مگر تم نہیں جانتیں میں کس مشکل سے گزر رہا تھا۔میں اگر یہاں رہتا تو شاید خود کو ختم کر چکا ہوتا۔اب پلیز یہ مت پوچھنا کیا ہوا تھا۔میں دوبارہ اس

اذیت سے نہیں گزرنا چاہتا بہت مشکل سے خود کو کمپوز کیا ہے۔"وہ آسمان پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

"طلال...تم ٹھیک ہو؟ "جب کچھ دیر تک طلال کچھ نہ بولا تو تانیہ نے پوچھا۔

"ہاں...ٹھیک ہوں اب۔تم بتاؤ تمھاری ناراضگی کیسے ختم ہوگی؟" طلال آنکھوں کو صاف کرتے ایسے بولا کہ تانیہ کو شک نہ ہو کہ وہ رو رہا تھا۔

"کیا تمھیں پرواہ ہے میری ناراضگی کی؟"تانیہ نے بے اختیار سوال کیا۔

"تمھاری پرواہ ہے تو کال کی تھی ورنہ میں پاگل ہوں ایک لڑکی کو منانے کے لیے دوسروں کا سہارا لوں گا۔"اس کے الفاظ تانیہ کے گال سرخ کر گئے۔

"اچھا سنو..."طلال نے اسے پکارا۔

"ہاں..."پتہ نہیں وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔

"کیا اب تم مجھے ان بلاک کر دو گی؟"وہ جس طرح بولا تانیہ نے اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا۔

"نہ کروں تو...؟ "اب وہ باقاعدہ اسے چڑانے کے موڈ میں تھی۔

"یارر...آج تو تکا لگ گیا کہ تمھارے پاس زینی تھی ورنہ میں تمھارے گھر آنے والا تھا تمھیں منانے، پھر تم سب کو جواب دیتی پھرتیں کہ تم مجھ سے ناراض کیوں ہو۔کیونکہ میں تو بہت معصوم ہوں تمھیں کبھی ناراض کر ہی نہیں سکتا۔"طلال نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے منہ پر رکھی۔

"تم اور معصوم...آج کا سب سے بڑا جھوٹ ہے یہ مسٹر طلال۔ویسے تم مجھے بجائے منانے کے خود مظلوم بن گئے اور اب الٹا مجھے ہی بول رہے ہو کے میں ناراض تھی۔"طلال کی بات پر تانیہ کا دل کیا اگر وہ اس کے سامنے ہوتا تو اس کے بال کھینچ لیتی۔

"اچھا معافی مانگ تو رہا تھا تم نے ہی مانگنے نہیں دی۔" ہائے اس کی معصومیت۔

"تم ایسے کیوں ہو طلال؟" تانیہ اس کے بدلتے موڈ پر حیران تھی۔ کبھی وہ اتنا اجنبی لگتا جیسے اسے جانتا نہ ہو اور کبھی اتنا اپنا کہ جیسے اس کے علاوہ اس کا کوئی دوست نہ ہو۔

"کیسا ہوں؟" طلال نے الٹا سوال کیا۔

"یوں پل میں بدلتے موڈ، کبھی اتنے اجنبی اور کبھی اتنے اپنے۔" وہ آخر پوچھ بیٹھی۔

"شاید خون کا اثر ہے اس لیے۔" طلال نے بہت آہستگی سے کہا، شاید ہی اس کی آواز تانیہ تک پہنچی ہو۔

"کیا کہا؟" اس کی سرگوشی تانیہ کی سمجھ سے باہر تھی۔

"کچھ نہیں۔ بس اب نہیں بدلتا۔ تم ابھی مجھے ان بلاک کرو ورنہ پھر میں تمھاری طرف آکر خود ممانی کو بولوں گا کہ اس نے مجھے بلاک کر رکھا ہے۔"اس نے پل میں بات گھمائی۔ہاں وہ بات گھمانے میں ماہر تھا۔

"تم ...طلال تم بہت برے ہو۔"مطلب وہ اپنا سارا الزام اس پر ڈال رہا تھا۔

"تم سے کم، مائے ڈیئر۔اب شرافت کے ساتھ زینی کو اس کا فون واپس دو اور میرے نمبر کو اپنی بلاک لسٹ سے نکالو۔اللہ حافظ۔"طلال نے حکم دیتے فون بند کیا جبکہ تانیہ وہ تو اس کے 'مائے ڈیئر' کہنے پر ہی اٹک گئی۔

"ہنہہ...فضول انسان۔"اپنا فون اٹھاتے طلال کے نمبر کو ان بلاک کرتے اب وہ اسے دل ہی دل میں اچھی خاصی سنا چکی تھی۔ دوسری طرف طلال اب ابھی آسمان پر اڑتے پرندوں کو تکنے میں مصروف تھا۔

******

آج بہت سوچنے کے بعد مقدس بیگم اجلال سے باتیں کرنے والی تھیں مگر اندر کہیں وہ جانتی تھیں اجلال کبھی نہیں مانے گا اور اگر مان بھی جائے تو وہ ویسی زندگی نہیں گزار سکے گا جو وہ چاہتا ہے۔

"کیا بات ہے بیگم آج بہت اداس لگ رہی ہیں؟"انصاری صاحب جو کب سے انہیں سوچوں میں گم بیٹھے دیکھ رہے تھے بولے۔

"میں سوچ رہی ہوں اجلال سے کیسے بات کروں شادی کی؟صالحہ کو تو بول دیا کے میں اجلال کو شادی کے لیے راضی کر لوں گی مگر یہ بہت مشکل ہے۔"مقدس بیگم کی پریشانی بنتی بھی تھی۔

"کیوں پریشان ہو رہی ہو؟اجلال کی زندگی ہے اور زندگی کے اس فیصلے کے لیے ہم اس کے ساتھ زور زبردستی نہیں کریں گے۔طلال اور امل کے رشتے طے کرنے سے پہلے بھی ہم نے ان کی رائے لی تھی تو اجلال کی شادی کیسے اس کی مرضی کے بغیر کریں گے۔"انصاری صاحب نے عینک اتار کر آنکھوں

کو مسلا اور نرم لہجے میں بولے، "مقدس، ہم خوابوں کو زبردستی حقیقت میں نہیں بدل سکتے۔ جو زندگی اجلال چاہتا ہے، وہ اسے خود ہی جینی ہوگی۔"

"مگر زندگی کے اتنے سال وہ کیسے اکیلے گزارے گا، کبھی نہ کبھی تو زندگی میں ساتھی کی ضرورت پڑے گی۔" مقدس بیگم نے مایوس ہو کر سر جھکا لیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہر رشتہ آسان نہیں ہوتا، کچھ فیصلے مشکل ہوتے ہیں اور بعض اوقات وہ وقت لے لیتے ہیں۔ ہم بس دعا کر سکتے ہیں کہ جو فیصلہ اجلال کرے، وہ اس کی خوشیوں کا ضامن ہو۔" انصاری صاحب نے تسلی دی۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو..." مقدس بیگم نے آہ بھری۔

******

گھر پہنچتے وہ امّی کو سلام کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آئی۔ اس کا دل اس وقت خون کے آنسو رو رہا تھا۔ کس دل سے وہ امل کو وہ تکلیف دہ الفاظ بول کر آئی تھی یہ اس کا دل جانتا تھا۔ بیڈ پر بیٹھتے اس نے آنکھیں موندے امل کے

ساتھ گزارے لمحات یاد کیے۔ اجلال کی اس کی زندگی میں آنے سے پہلے سب کتنا اچھا چل رہا تھا، اس نے کبھی نہیں سوچا تھا اس کی اور امل کی دوستی کا اختتام اس طرح لکھا ہو گا۔

بیڈ پر بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ امل کے ساتھ گزاری ہر خوشگوار یاد اب دل میں کانٹے کی طرح چبھنے لگی تھی۔ ہر وہ لمحہ جب وہ دونوں بے فکری سے ہنستی تھیں، جب ایک دوسرے کے ساتھ اپنے دل کی باتیں بانٹتی تھیں، سب کچھ جیسے ایک خواب بن کر رہ گیا تھا۔

"کاش امل تم نے اپنے بھائی کہنے پر ہماری دوستی کو ختم نہ کیا ہوتا؟" وہ دل میں امل سے مخاطب ہوئی۔

"تم نے بھی تو یہی کیا، وہ جب تم سے واپس دوستی کا ہاتھ بڑھانے آئی تم نے بھی اس کے بھائی کے کہنے پر اس سے اتنے برے لہجے میں بات کی۔" اس کے ضمیر نے اسے جگایا۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا...اس کا بھائی چاہتا ہے کہ میں ان کی زندگیوں سے نکل جاؤں اس لیے میں نے اس سے اس طرح بات کی۔"ایشل نے خود کو بری کرنے کی کوشش کی۔

"امل نے تو اپنے بھائی کے کہنے پر یہ سب کیا مگر تمھارا اس سے کیا رشتہ تھا ایشل، جو تم نے اس کے ایک بار کہنے پر اپنی جان سے پیاری دوست سے اس قدر برے لہجے میں بات کی۔"اب کے اپنے ضمیر کی آواز پر وہ چونکی۔

ہاں اس کا تو اجلال سے کوئی رشتہ نہیں تھا پھر اس نے اجلال کے ایک بار کہنے پر کیوں امل سے اس طرح بات کی۔وہ۔تو اجلال کو سنا کر آئی تھی کہ اس کی کوئی بات نہیں مانے گی پھر...

"یا اللہ۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟اے میرے رب میرے لیے آسانیاں پیدا فرما۔"ایشل آنکھیں بند کیے اللہ سے دعا کرنے لگی۔

******

اگلی صبح جب سب ناشتے کی میز پر موجود تھے طلال کو پینٹ کوٹ میں تیار دیکھ حیران رہ گئے۔

"کہیں جا رہے ہو بیٹا؟"مقدس بیگم نے اسے عام دن کے مقابلے تیار دیکھ کر پوچھا۔

"آفس۔"جواب یک لفظی تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہے مگر آج تو آپ کی یونی تھی اور آپ کے میڈز کے پیپرز بھی شروع ہونے والے ہیں۔"انصاری صاحب کو اچھا لگا تھا اس کا خود سے آفس کے لیے تیار ہونا مگر اس کی پڑھائی بھی ضروری تھی۔

"جی معلوم ہے پاپا، مگر میں نہیں چاہتا آپ مجھے لے کر دوبارہ پریشان ہوں۔"طلال نے ناشتہ کرتے عام سے لہجے میں کہا مگر اس کی بات پر مقدس بیگم اور انصاری صاحب ٹھٹکے۔

"اس بات کا کیا مطلب ہے طلال؟ پاپا نے تمھیں کبھی فورس نہیں کیا۔ ان کے لیے تمھاری پڑھائی زیادہ ضروری ہے۔"اجلال نے اسے سمجھانا چاہا لیکن انصاری صاحب اور مقدس بیگم کو خدشہ لاحق ہوا کہیں طلال نے ان کی کوئی بات نہ سن لی ہو۔

"جانتا ہوں پاپا میرے لیے فکر مند ہیں، بس میں نہیں چاہتا میں ویسا بنوں جیسا پاپا کو خدشہ ہے۔"وہ کتنے آرام سے کہہ رہا تھا اور انصاری صاحب ان کے چہرے کا رنگ بدلہ۔

"طلال۔۔۔کیا تم نے..."مقدس بیگم نے بات ادھوری چھوڑی۔

"سوری ممی ،پاپا۔ اس دن میں صرف آپ سے بات کرنے آرہا تھا لیکن آپ کی باتیں سن لیں۔ویسے اچھا ہی ہوا مجھے یہ حقیقت معلوم ہو گئی۔"طلال نے چہرہ اٹھاتے انصاری صاحب کو دیکھا۔"آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں بالکل ویسا نہیں بنوں گا یہ میرا...طلال انصاری کا آپ سے وعدہ ہے۔"اس کا لہجہ

میں کوئی طنزیا کچھ ایسا نہ تھا جو اس کے والدین کے لیے تکلیف کا باعث بنتا۔اجلال تو بس چپ بیٹھا اس سوچ میں گم تھا آخر طلال نے ایسا بھی کیا سن لیا تھا جس نے اسے بدل دیا۔

******

"ماہا شیرازی آخر کار تم نے اجلال انصاری کے قریب اپنی جگہ بنا ہی لی۔"آفس کے لیے تیار ہوتے ماہا آئینے میں خود کو دیکھتے بولی۔آج اجلال کی سیکرٹری کے طور پر اس کا پہلا دن تھا۔

"کیا واقعی تم اسے حاصل کر لو گی؟"دل نے سوال کیا۔

"آج تک ماہا شیرازی نے جس چیز کو چاہا ہے اسے حاصل بھی کیا ہے۔"اس نے ڈریسنگ سے اٹھا کر کانوں میں ننھے ڈائمنڈ ٹاپس پہنے۔

"مگر وہ کوئی چیز نہیں ایک جیتا جاگتا انسان ہے۔"

"ماہا شیرازی کی خوبصورتی نے اچھے اچھوں کو گھائل کیا ہے یہ اجلال انصاری کیا چیز ہے پھر۔"ہونٹوں کو گہری لپ اسٹک سے رنگتے اس نے اپنے عکس کو آئینے میں دیکھ کر سراہا۔

"پرفیکٹ۔آج میں اسے بلیک میل کر کے اس کی سیکرٹری بنی ہوں۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا ماہا شیرازی ابھی اس سے کیا کیا کروانے والی ہے ان جھوٹی تصویروں کے ذریعے۔"کیا غرور تھا اس میں اپنی خوبصورتی کو لے کر مگر شاید وہ بھول گئی تھی اس کے مقابل اجلال انصاری تھا۔

جس نے ہمیشہ ایک ہی لڑکی کو اپنے دل و دماغ میں سجا کر رکھا تھا۔اس کے علاوہ کسی کو آج تک اس نے اپنی سوچوں میں بھی نہیں آنے دیا تھا سوائے ایک لڑکی کے اور وہ تھی۔۔۔'ایشل'جو خود بخود اس کی سوچوں کا حصہ بن گئی تھی۔

******

انصاری ہاؤس میں آج مجتبیٰ صاحب اور سلیم صاحب کی فیملی موجود تھی۔ امل، زینب اور تانیہ کالج ،یونی اور طلال اور اجلال آفس تھے۔

"بچوں کی پڑھائی مکمل ہونے والی ہے تو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اب بچوں کی منگنی کر دینی چاہیے اور پڑھائی مکمل ہوتے ان کی شادی کے فرائض سے سبکدوش ہو جائیں۔آپ سب کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟"انصاری صاحب نے ان سب کو آج اپنے گھر بلانے کا مقصد بتایا۔

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں بھائی صاحب، تانیہ آپ کی امانت ہے آپ جب چاہیں اسے لے جائیں۔" سلیم صاحب کے چہرے پر جہاں خوشی تھی وہیں افسردگی بھی ابھری۔ ان کی اکلوتی بیٹی اب بہت جلد ان سے الگ ہونے والی تھی۔

"ہم تو کب سے انتظار میں تھے کب فرہان لوٹے اور ہم امل کو اپنے گھر کی رونق بنائیں۔" مجتبیٰ صاحب کے کہنے پر عینا نے شرارت سے فرہان کو دیکھا۔

"بس پھر اگلے مہینے طلال کے میڈز شروع ہو رہے ہیں اس کے ختم ہوتے منگنی کی رسم ادا کر دیتے ہیں۔"انصاری صاحب خوشی سے بولے۔

"بس اجلال بھی شادی کے لیے مان جائے۔"مقدس بیگم دکھی ہوئیں۔

"فکر نہ کرو مقدس، ہر چیز کا وقت ہوتا ہے اور کیا پتا اجلال جس کی تلاش میں ہے وہ اس کے نصیب میں بھی ہو تبھی قدرت کی طرف سے دیر ہو رہی ہے۔"صالحہ بیگم نے انہیں سمجھایا۔

"میں تو ہر پل یہی دعا کرتا ہوں وہ اجلال کو مل جائے۔کیونکہ وہ اس کے علاوہ اپنی زندگی میں کسی کو شامل نہیں کرے گا۔"انصاری صاحب کی آنکھیں اچانک نم ہوئیں۔

"آپ پریشان نہ ہوں بھائی صاحب، اللہ پر یقین رکھیں سب بہتر ہو گا ان شاءاللہ۔"سلیم صاحب نے انہیں تسلی دی۔

"جاؤں فرہان بیٹا میٹھائی لے کر آؤ، خوشی کے موقع پر افسردہ نہیں ہوتے۔" مجتبیٰ صاحب ماحول میں افسردگی دیکھ کر بولے۔

"جی پاپا۔ عینا آپی آپ بھی چلیں ساتھ۔" وہ فوراً اٹھا اور عینا کو آنکھ سے اشارہ کرتے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔

"کیا بات ہے آج کل اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا؟" عینا نے گاڑی میں بیٹھتے اس کی خوشی محسوس کی۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟" فرہان نے گاڑی سڑک پر دوڑاتے عینا کو دیکھا۔

"پھر فون کروں اسے؟" عینا نے فون پر نمبر نکالا۔

"کیا کر رہی ہیں آپی، ابھی وہ یونی میں ہو گی اور خالہ خود بتا دیں گی اسے۔" فرہان کے چہرے پر شرماہٹ دیکھتے عینا نے اپنی ہنسی کو دبایا۔

"پھر مجھے کیوں ساتھ لائے ہو؟"اسے لگا وہ امل سے بات کرنا چاہتا ہے تبھی اسے ساتھ لایا ہے۔

"آپی...اگر اجلال بھائی شادی کے لیے نہ مانے؟"اب کے وہ سنجیدگی سے بولا۔ عینا کے چہرے سے مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

"دیکھو فرہان یہ سب تقدیر اور نصیب کے کھیل ہیں۔کسے کب اور کون ملنا ہے یہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔"سامنے نظریں جمائے وہ کہہ رہی تھی۔

"آپ کو دکھ نہیں ہو گا اگر وہ جسے اجلال بھائی چاہتے ہیں انہیں مل گئی؟"فرہان نے جتنی سادگی سے بات کہی عینا نے چونک کر سر اس کی طرف گھمایا۔

"ایسے نہیں دیکھیں میں جانتا ہوں آپ کے دل کا حال۔کیا ہوا اگر آپ سے چھوٹا ہوں مگر آپ کے چہرے پر جو رنگ اجلال بھائی کو دیکھ کر آتے ہیں مجھے معلوم ہیں۔"عینا نے ایک لمحے کو گہری سانس لی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ اسے لگا جیسے فرہان نے اس کے دل کا کوئی ایسا راز کھول دیا ہو جسے وہ خود سے

بھی چھپاتی آئی تھی۔ وہ ایک مضبوط عورت تھی، اپنی جذباتی کمزوریوں کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنے والوں میں سے نہیں۔

"فرہان، تمہیں یہ سب باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔" عینا نے مدھم لہجے میں کہا، جیسے اپنی آنکھوں میں آنے والی نمی کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"آپی، آپ میری بڑی بہن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ خوش رہیں۔ اگر اجلال بھائی کو آپ کے دل کی حقیقت پتا ہوتی، تو شاید وہ بھی..." وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر سڑک پر نظریں مرکوز کر گیا۔

"زندگی ہمیشہ ویسی نہیں ہوتی جیسی ہم چاہتے ہیں، فرہان۔" عینا نے سنجیدگی سے کہا، "کچھ چیزیں ہمیں اللہ کے حوالے کر دینی چاہئیں۔"

"تو پھر آپ نے دل کی بات کبھی کیوں نہیں کہی؟" فرہان نے ایک لمحے کے بعد پوچھا، جیسے وہ اس بات کا جواب سننا چاہتا ہو جس کا کوئی جواب نہ ہو۔ عینا نے ایک سرد آہ بھری۔

"کیونکہ، کچھ باتیں کہنے سے زیادہ سنبھالنے میں طاقت ہوتی ہے۔ فرہان، میری ایک بات یاد رکھنا، اگر اجلال نے شادی سے انکار کیا، 'جس کا مجھے یقین ہے کہ وہ نہیں مانیں گے' تو تم امل سے شادی کے بعد اسے اس بات پر کبھی طعنے یا کبھی باتیں نہیں سناؤ گے۔"فرہان نے گاڑی بیکری کے سامنے روکی۔

"آپ بے فکر رہیں، کبھی بھی امل کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا۔"اس نے عینا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وعدہ کیا اور دروازہ کھولتے بیکری کی طرف چل دیا۔پیچھے عینا نے سیٹ سے ٹیک لگائے ان کی آنے والی زندگی کے لیے دعا گو تھی۔

NOVEL HUT

******

"کیسا رہا آج کا دن؟"اجلال اس وقت طلال کے آفس میں موجود تھا۔

"اچھا رہا بھائی، بس تھوڑی تھکاوٹ ہو گئی روز آؤں گا تو عادت ہو جائے گی۔"وہ اپنی کرسی چھوڑتے اجلال کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ممی کا فون آیا تھا، پاپا نے تم لوگوں کی منگنی طے کر دی ہے۔"اجلال نے خوشی سے اسے بتایا۔

"کب؟"بغیر کسی تاثر کے پوچھا گیا۔

"تمھارے میڈز کے امتحانات ختم ہوتے ساتھ ہی۔"اجلال نے اس کے چہرے پر خوشی یا افسردگی کا تاثر تلاشنا چاہا۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے، شادی تک شاید میں اس قابل ہو جاؤں کہ آنے والی زندگی میں مشکل پیش نہ آئے۔"طلال کے کہے الفاظ اجلال کے سر سے گزر گئے۔

"کیا مطلب؟"اس نے فوراً پوچھا۔

"کچھ نہیں، آپ بتائیں آپ کا کیا ارادہ ہے؟"طلال نے بات بدلی۔

"کس بارے میں؟"پتہ نہیں وہ کیا بولے جا رہا تھا اجلال کو سمجھ نہیں آئی۔

"آپ نے اپنی شادی کے بارے میں کیا سوچا؟"طلال نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم ہی تو کہتے ہو جس سے میری شادی ہو گی اس کی قسمت ہی پھوٹے گی اس لیے میں شادی ہی نہیں کر رہا۔"طلال کے چہرے پر حیرت ابھری پھر اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"اللہ۔۔۔ بھائی مجھے لگا آپ مجھے دعا کرنے کو بولیں گے کہ آپ کو وہ لڑکی مل جائے مگر آپ نے میری بات اتنا سیریس لے لیا۔"اس کی ہنسی رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور اجلال اسے مسکراتے دیکھ خود بھی ہنس دیا۔آج کتنے وقت بعد اسے پرانا طلال نظر آیا تھا۔ہر وقت ہنسی مذاق کرنے والا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں مجھے شرم آرہی ہے۔"اجلال کو اپنی جانب تکتا پا کر اس نے شرارت سے کہا۔

"میری دعا ہے اللہ تمھاری مسکراہٹ کو ایسے ہی آباد رکھے،آمین۔"اجلال نے دل سے دعا دی۔

"اور میری دعا ہے اللہ آپ کو وہ لڑکی دے جس سے آپ کی ہر خوشی جڑی ہے تاکہ ہم بھی مسٹر ہٹلر کو مسکراتے دیکھ سکیں۔"طلال کے کہنے پر اجلال نے جہاں دل میں آمین کہا وہی ساتھ ہی مسٹر ہٹلر کے لفظ پر نا جانے کیوں وہ ذہن میں اتری تھی۔وہ سر جھٹکتے اب طلال کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔

******

مقدس بیگم نماز سے فارغ ہوتے اجلال کے کمرے کی جانب بڑھیں۔دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے وہ اندر داخل ہوئیں۔

"ممی آپ پلیزیوں دروازے پر دستک نہ دیا کریں آجایا کریں ایسے ہی۔"مقدس بیگم کو دروازے پر دیکھتے وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ کر ان کے پاس آتے انہیں بیڈ پر بیٹھایا۔

"اتنا کام کیوں اپنے زمہ لیا ہوا ہے بیٹا اور انصاری صاحب کو بھی تم آفس نہیں جانے دیتے۔"ان کے بیٹھتے وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔

"ممی اتنا کام نہیں ہوتا بس آج کل کچھ پروجیکٹس لینے ہیں ان کی پریزنٹیشن کا کام کر رہا ہوں اور پاپا نے ہمارے لیے اتنی محنت کی ہے تو ہمارا فرض ہے اب انہیں آرام کروائیں اور انہیں کما کر دیں۔" اجلال مقدس بیگم کا ہاتھ تھامے بولا۔

"کب تک یوں تنہا رہو گے، تمھارے سے چھوٹوں کی شادی ہونے جا رہی ہے اب تمھیں بھی اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔"وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتیں کہہ رہی تھیں۔

"آج آپ لوگوں کو میری شادی کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے۔طلال بھی آفس میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں شادی کر لوں اب۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹا صالحہ نے مجھ سے عینا کے رشتے کی بات کی ہے تمھارے لیے مگر میں نے اسے ابھی کوئی جواب نہیں دیا۔"مقدس بیگم کی بات پر وہ چونکا۔

"ممی میں عینا تو کیا کسی لڑکی سے بھی شادی کر کے اس کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا۔"

"نا انصافی کیسی؟"انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپ جانتی ہیں میرے دل میں پہلے سے وہ موجود ہے پھر میں کیسے کسی کو اپنی زندگی میں شامل کر کے اسے اس محبت سے محروم رکھوں جو وہ ڈیزرو کرتی ہوں؟ ممی میں محبت میں شراکت نہیں کر سکتا، اس کا مقام ، اس کی محبت کبھی کسی دوسری عورت کو نہیں دے سکتا۔"بولتے بولتے اسے لگا آج وہ اپنا ضبط کھو دے گا۔

"اچھا تم سوچ لو جتنا وقت چاہیے میں ابھی صالحہ کو کوئی جواب نہیں دے رہی۔"

"ممی آپ دعا کیا کریں نہ میرے لیے وہ مل جائے مجھے۔"

"ہر پل دعا کرتی ہوں بیٹا وہ جہاں ہو محفوظ ہو اور اللہ اسے تمھارے نصیب میں لکھ دے۔"اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ بولیں۔

******

امل ٹیریس میں موجود ٹین کی کرسی پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔

اس کی زندگی کی اتنی بڑی خوشی وہ ایشل سے بانٹنا کرنا چاہتی تھی مگر اس دن ایشل کے رویے نے اسے توڑ دیا تھا۔

NOVEL HUT

"کاش اس دن میں ایشل کو پڑھنے کے لیے گھر نہ لائی ہوتی تو بھائی کی اس سے لڑائی بھی نہ ہوتی۔"وہ انہی سوچوں میں تھی جب اس کے پاس کوئی آکر بیٹھا۔

"کیا بات ہے بچے کوئی پریشانی ہے؟"اجلال نے اسے سوچوں میں ڈوبے دیکھ کہا۔

"نہیں بھائی۔"اس کی آواز نم تھی۔

"تم خوش ہو اس رشتے سے؟"اسے لگا شاید امل منگنی والی بات پر پریشان ہے۔

"جی بھائی۔"اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پھر اداس کیوں ہو؟"اجلال کے وجہ پوچھتے امل نے نم آنکھوں سے اپنے بھائی کی جانب دیکھا۔

"پتہ ہے بھائی میں نے اپنی کزنوں کے علاوہ اس ایک ہی دوست بنائی تھی۔میں اپنے تمام دکھ سکھ اسے سب سے پہلے بتاتی تھی اور وہ زیادہ نہیں مگر اپنے دکھ درد مجھ سے بانٹ لیتی تھی۔اب وہ درد میں ہے تو کوئی اس کا درد بانٹنے والا نہیں ہے اور میں اپنی خوشی اسے سب سے پہلے بتانا چاہتی تھی مگر کچھ دن پہلے میں اس سے بات کرنے گئی..."بولتے بولتے اس کی ہچکی بندھی۔اجلال کے دل کو کچھ ہوا۔

"میں اس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر اس نے کہا ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ میں اس سے دور رہوں اور ہم آج کے بعد اوریونی ختم ہونے کے بعد بھی آئیندہ کبھی نہ ملیں۔"اجلال نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ اس کے کندھے سے لگے رونے لگی۔اس سب کا زمہ دار وہ تھا۔اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسوں دینے والا۔آج اس کی بہن ایشل کی نہیں بلکہ اپنے بھائی کی انا کی وجہ سے رو رہی تھی۔

اس نے اس پل شدت سے دعا کی تھی ایشل ان کی زندگیوں سے نکل جائے مگر کوئی اجلال انصاری کو بتاتا کچھ دعائیں فوراً سن لی جاتی ہیں۔

******

وقت ہمیشہ کی طرح پر لگا کر اڑا۔ ان کی یونیورسٹی میں آج میڈز کا آخری پیپر تھا۔ امل اور ایشل کی دوستی میں پڑی دراڑ پہلے جیسی تھی۔ طلال اور امل

اب ایک ساتھ یونیورسٹی آتے تھے لیکن امل کو لینے اجلال ہی آتا کیونکہ طلال یونی ورسٹی کے بعد سیدھا آفس چلا جاتا تھا۔

آج بھی اجلال واپسی پر امل کو لینے آیا اور روز کی طرح اس بینچ کی جانب دیکھا جہاں روز ایشل اکیلی بیٹھی ہوتی تھی مگر آج وہ بینچ خالی تھا۔

پچھلے کئی دنوں سے وہ سکون کی نیند نہیں لے سکا تھا۔ جب بھی آنکھوں کو بند کرتا دو روئی سنہری آنکھیں اس کے سامنے آجاتیں یا وہ الفاظ اس کے ذہن میں گونجتے۔

NOVEL HUT

"جس دن کوئی آپ کو آپ کے سب سے قریبی دوست سے جدا کرے گا اس دن آپ کو اندازہ ہوگا کہ دوستوں سے الگ ہونا کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے۔"

پھر جب اس دن امل کو بے تحاشا روتا دیکھا تھا تب سے اس کا دل عجیب سی کیفیت کا شکار تھا اور آج کل وہ کچھ زیادہ ہی ایشل کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

"بھائی چلیں۔" امل کی آواز پر وہ سوچوں سے نکلا۔

"ہہ۔۔ہاں چلو۔" ایک بار پھر اس خالی بینچ پر نظر ڈال کر ملتے وہ آگے بڑھ گیا۔

******

وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ابھی وہ تانیہ سے بات کر کے انسٹاگرام پر سکرول کر رہا تھا جب اچانک ایک تصویر اس کے سامنے آئی۔ طلال کے ہاتھوں سے موبائل گرتے گرتے بچا۔

اس تصویر کا کیپشن اور آئی۔ ڈی دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا جہاں کیپشن میں لکھا تھا۔

" انگیجمینٹ ڈے۔ میٹ مائے فیانسی ایشل۔۔" اور ساتھ دو دل بنے تھے۔

پہلے تو اس نے پر تصویر کو غور کیا کہیں اسے کوئی مبالغہ نہ ہوا ہو مگر تصدیق کے بعد طلال چند منٹ سکتے میں بیٹھا رہا اس کی نظر اس تصویر کے نیچے لکھی تاریخ پر گئی۔

اس تصویر کا سکرین شاٹ لیتے طلال نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی گاڑی کی چابی اٹھائی اور فل سپیڈ میں گاڑی سڑک پر دوڑانے لگا۔

******

"یا اللہ مجھے سکون عطا فرما۔"نماز کے بعد وہ سر ہاتھوں میں گرائے ہوئے تھا۔

"یا اللہ میں نہیں جانتا مجھے اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے، میرا دل، میرا ضمیر مجھے اس کی باتیں، اس کی آنسو بھری آنکھیں بھولنے نہیں دے رہا۔"وہ سر سجدے میں گرائے ہوئے تھا۔کچھ مل بعد وہ اٹھا اور جائے نماز جگہ پر رکھتے وہ نیچے آیا جہاں انصاری صاحب ،مقدس بیگم اور امل موجود تھیں۔انہیں سلام کرتے وہ امل کے ساتھ بیٹھا اور اس کے گرد بازو حائل کیے۔

"اپنی دوست سے ملنے چلو گی؟"اجلال کے سوال پر امل کے چہرے پر حیرت ابھری اور یہی حال انصاری صاحب اور مقدس بیگم کا بھی تھا۔

"کیا کہا بھائی آپ نے؟"اسے لگا شاید اس نے غلط سنا۔

"تم اپنی دوست...ایشل سے ملنے چلو گی؟"اب کے اس نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

"بھائی آپ...آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔؟" امل خوشی سے چیخی۔

"آہستہ بولو لڑکی میرے کان کے پردے پھاڑنے ہیں۔" اپنی بہن کے چہرے پر خوشی دیکھتے اس کے دل کو سکون ملا۔

"ممی پاپا کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں... تمھاری منگنی میں ان کو انوائیٹ بھی کر آئیں گے اور میٹھائی بھی لے جائیں گے ٹھیک ہے۔"اجلال اسے خوش دیکھتے بولا اور امل اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی اڑ کر ایشل کے پاس پہنچ جائے۔

"بیٹا ہم کیا کریں گے، آپ دونوں جاؤ۔" انصاری صاحب نے انکار کرتے کہا۔

"پلیز آپ لوگ بھی چلیں نہ اور ممی آپ ایشل کی امّی سے بھی مل لیجیے گا بہت نائس آنٹی ہیں۔ پلیز پلیز۔" مقدس بیگم کے گلے میں بازو ڈالے وہ لاڈ سے بولی۔

"اچھا بابا اب جا کر تیار ہو میں اور تمھارے پاپا بھی ساتھ جائیں گے۔" امل ان کے گال پر پیار کرتی تیار ہونے چلی گئی۔ اجلال کو اب واقعی افسوس ہوا کہ اس کی بہن کی ہنسی سب اس کے ایک فیصلے نے ختم کردی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ چاروں ایشل کے گھر کی جانب روانہ ہو چکے تھے یہ جانے بغیر وہاں ایک طوفان ان کا منتظر تھا۔

******

عصر کو قضاء ہوئے ابھی کچھ وقت بیتا تھا جب دروازے پر کسی نے زور سے دستک دی۔ ایشل جھنجھلا کر کچن سے باہر آئی۔

"کون ہے؟" دوسری دستک پر وہ جھنجھلائے انداز میں بولی۔ جواب نہ پا کر اس نے دروازہ کھولا لیکن سامنے طلال کو کھڑا دیکھ کر ایشل نے دروازے کو بند کرنا چاہا مگر طلال نے اپنے بھاری ہاتھوں سے دروازہ پکڑ کر پیچھے کیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے طلال؟" طلال کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر ایشل نے اسے روکنا چاہا۔

"تم نے سمیر سے منگنی کی ہے؟" گلی کا دروازہ ہنوز کھلا تھا۔

"طلال یہ تمھارا مسئلہ نہیں ہے۔" ایشل دروازے کی طرف جانے لگی جب طلال نے اس کے بازو کو زور سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔

NOVEL HUT

"مجھے جواب ہاں یا ناں میں دینا، تم نے اس آوارہ سمیر سے منگنی کی ہے یا نہیں؟"اس نے ایشل کو بازوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"ہاں کی ہے ۔۔۔اور تم کون ہوتے ہو میرے معملات میں بولنے والے؟" ایشل نے اپنے بازوؤں کو چھڑانا چاہا۔

"تم جانتی ہو اس جاہل شخص نے تمھاری تصویریں سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی ہیں؟" طلال کا چہرہ غصے میں سرخ ہوگیا۔

"تم اور تمھارے بھائی کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے؟ تمھارا بھائی چاہتا ہے میں تم لوگوں کی زندگی سے دور چلی جاؤں تاکہ تم لوگ پھر سے پہلے کی طرح رہ سکو اور تم میرے ہر معاملے میں بولتے ہو۔۔۔ کیوں؟" ایشل اتنی اونچی آواز میں

بولی تھی کہ کمرے سے اس کی امّی بھی باہر آگئیں لیکن سامنے اپنی بیٹی کے ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھ کر ان کے پاؤں کو جیسے کسی نے جکڑ لیا۔

"بھائی نے تمھیں جو کہا میں ان سے خود بات کر لوں گا مگر تم اب اس سمیر سے منگنی ختم کرو۔ میں تمھارے لیے اس سے اچھا رشتہ ڈھونڈوں گا اور اس سمیر کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔" طلال نے اب بھی ایشل کے بازو پکڑے ہوتے تھے۔ اب اس کی آواز میں وہ نرمی نہیں تھی تو سختی بھی نہیں تھی۔

"چٹاخ۔۔۔۔" ایشل نے اپنا بازو چھڑاتے ایک زوردار تھپڑ طلال کے منہ پر مارا۔

اس تھپڑ کی آواز پر دروازے میں کھڑے نفوس 'جو چند منٹ پہلے آئے تھے، طلال اور ایشل پر نظر پڑتے ہوئیں رک گئے تھے' اور کمرے کے پاس کھڑیں

ایشل کی امّی، یک دم ہوش میں آئے۔ طلال نے گال پر ہاتھ رکھے ایشل کو دیکھا جس کی نظروں کا زاویہ گلی کے دروازے کی جانب تھا۔ طلال نے رخ مڑا تو وہیں ساکت رہ گیا۔ ساکت تو وہاں کھڑے افراد بھی تھے مگر ان میں سے تین لوگوں کی نظریں ان دونوں کے بجائے سامنے کھڑی عورت پر تھیں۔

"چھوٹی امّی۔۔۔" اجلال کے لب ہلے۔ اس کے منہ سے نکلے الفاظ پر ان سب کا سکتا ٹوٹا۔ ایشل تو اپنی ماں کی جانب ان سب کو دیکھتا پاکر ششدر تھی جن کے چہروں پر حیرانگی کے ساتھ مسرت بھی تھی۔

"خدیجہ۔۔۔ اوہ میرے اللہ۔۔۔" مقدس بیگم آگے بڑھتیں خدیجہ کے گلے لگیں تو انصاری صاحب بھی اندر داخل ہوئے۔

امل، طلال اور ایشل تینوں ہی سکتے میں تھے اور جھٹکا تو اجلال انصاری کو بھی لگا تھا۔ اب انصاری صاحب بھی خدیجہ کے سر پر ہاتھ رکھے اپنے آنسو پونچھ رہے تھے۔

"طلال ادھر آؤ بیٹا۔۔۔" انصاری صاحب کے بلانے پر طلال نے مقدس بیگم اور انصاری صاحب کو دیکھا پھر خدیجہ کو، پھر ان کے پاس آیا۔ خدیجہ نے آنکھوں میں نمی لیے طلال کا ماتھا چوما۔ ان کے چہرے کی خوشی ہی الگ تھی۔

NOVEL HUT

"آپ۔۔آپ ان سب کو۔۔ جانتی ہیں؟" ایشل اپنی ماں کو یوں طلال کو پیار کرتے دیکھ کر بولی۔

"ایشل یہ تمھارے تایا جان ہیں، حسان انصاری،یہ تمھاری بڑی ماما۔"خدیجہ نے اثبات میں سرہلاتے ان سب کی طرف اشارہ کرتے ایشل کے سر پر مانو بم گرایا۔ "اور یہ۔۔یہ تمھارا بھائی ۔۔۔سگا بھائی۔۔۔۔ طلال سکندر انصاری۔" آخر میں طلال کے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے لگاتے نم آواز میں بتایا۔ ایشل کے لیے یہ کسی جھٹکے سے کم نہیں تھا۔

اجلال کے علاوہ ایشل اور طلال کے ساتھ امل بھی حیران کن نظروں سے سب کو دیکھنے لگی جن کے چہروں پر عرصے بعد ملنے کی خوشی جھلک رہی تھی۔

******

کچھ دیر بعد وہ سب ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ خدیجہ طلال کو سینے سے لگائے بیٹھی تھیں اور مسلسل دوپٹے سے اپنے آنسو صاف کررہی تھیں۔ طلال نے

کچھ بھی پوچھنے کی زحمت نہیں کی کیونکہ کئی دن پہلے انصاری صاحب اور مقدس بیگم کی باتیں جو وہ سن چکا تھا اور کئی دن گھر نہیں لوٹا تھا۔

اس دن انصاری صاحب نے مقدس بیگم کو یہی کہا تھا کہ طلال، سکندر کا بیٹا ہے اور اسی کی طرح ضدی اور جلد بازی سے کام لینے والا ہے۔

("کیا سوچ رہے ہیں، آج آپ آفس بھی نہیں گئے؟" مقدس بیگم دودھ کا گلاس انصاری صاحب کو پکڑاتے بولیں۔

NOVEL HUT

"طلال کی طرف سے پریشان ہوں۔ بس جو میں سوچ رہا ہوں ویسا نہ ہو۔" انصاری صاحب کنپٹی مسلتے بولے۔

"کیا مطلب میں کچھ سمجھی نہیں؟" وہ بیڈ پر بیٹھتیں پریشانی سے بولیں۔

"وہ جو کر رہا ہے وہ بالکل اپنے باپ سکندر کی طرح لگ رہا ہے۔ تم جانتی تو ہو سکندر کتنا غصے کا تیز اور جلد باز تھا اور اس کی جو صحبت تھی تم اس سے بھی واقف ہو بس اسی لیے ڈر رہا ہوں۔"ان کا خدشہ بجاء تھا۔

آپ جو سوچ رہے ہیں مجھے یقین ہے طلال ایسا کبھی نہیں کرے گا۔" وہ انصاری صاحب کے بتانے پر یقین سے بولیں مگر وہ دونوں نہیں جانتے تھے ان کی ساری باتیں طلال سن چکا تھا اور باہر کھڑے طلال پر ان لفظوں نے قیامت برپا کی تھی۔)

ایشل چپ چاپ سب کو دیکھے گئی پھر گہری سانس لیتے بولی۔

NOVEL HUT

"مجھے سب سچ جاننا ہے کہ دادا جان نے میرے بابا کو بے گھر کیوں کیا اور جب ہمیں اس گھر سے نکالا تھا تو طلال کو کیوں روکا؟"حسان انصاری کی جانب متوجہ ہوئے ایشل ان کے جواب کی منتظر تھی۔

******

ماضی۔۔۔۔۔

NOVEL HUT

احمد انصاری اور عافیہ انصاری کے دو بچے تھے بڑا بیٹا'حسان انصاری' جس کی شادی انہوں نے خاندان کی ہی لڑکی 'مقدس بیگم "سے کروائی تھی۔ دوسرا بیٹا 'سکندر انصاری' جو بچپن سے ضدی اور ہٹ دھرم تھا۔ سکندر کی شادی احمد صاحب نے عافیہ انصاری کے مرنے کے دو سال بعد خاندان سے باہر کی تھی۔

سکندر، خدیجہ سے شادی کے بعد ڈھائی تین سال بالکل صحیح رہا۔ شادی کے دو سال بعد اللہ نے انہیں ایک بیٹی دی۔ حسان انصاری کا اس وقت ایک بیٹا تھا، اجلال' جو ایشل سے چار سال بڑا تھا۔

احمد صاحب نے حسان انصاری کے آفس جوائن کرنے کے بعد سکندر کو بھی کمپنی سنبھالنے کو کہا مگر وہ ان کے کہنے پر کئی دن جاتا پھر سارا پیسہ باہر اڑا آتا۔ سب کو یہی لگتا کہ سکندر کھانے پینے اور مہنگے سے مہنگے برینڈ کے کپڑے، جوتے لینے میں پیسہ خرچ کرتا ہے۔

کئی سال ایسے ہی چلتا رہا۔ ایک رات سکندر دیر سے گھر لوٹا تو اس کی حالت غیر تھی، وہ جھولتا ہوا گھر میں داخل ہوا، خدیجہ جو اس کے انتظار میں بیٹھی

تھی سکندر کو ایسی حالت میں دیکھ کر بے دم کھڑی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس رات سکندر پہلی بار ڈرنک کر کے آیا تھا۔

خدیجہ آہستہ سے چلتی اس کے قریب آئی مگر سکندر کے منہ سے آتی بدبو اس کی نتھو سے ٹکرائی۔

" سکندر آپ۔۔۔آپ نے ڈرنک۔۔۔کی ہے؟" اپنی ناک پر دوپٹہ رکھتے وہ بامشکل بولی۔

" تم۔۔۔ کسی کک۔۔۔کو بھی۔۔۔۔کچ۔۔۔ کچھ ۔۔۔ نہیں بو۔۔۔۔بولو گی۔۔۔۔ ورنہ میں۔۔۔ تمھیں۔۔۔۔ تمھیں چھوڑ۔۔۔ دوں۔۔ گا۔۔۔" سکندر نے لڑکھڑاتی زبان سے کہا۔ خدیجہ کو وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگا تبھی خاموشی رہی۔ سکندر آگے بڑھتے یک دم نیچے گرا۔

"سکندر اٹھیں۔۔۔، یا اللہ اگر کسی نے انہیں اس حالت میں دیکھ لیا پھر میں کیا کروں گی۔" سکندر کو اپنے کندھے کے سہارے کھڑا کرتی اب وہ اسے کمرے کی طرف لے کر بڑھی۔ سکندر کو مشکل سے بیڈ پر لیٹا کر وہ خود کچن سے لیموں پانی بنا کر لائی اور چمچ سے اسے پلانے لگی۔

اگلی صبح خدیجہ ایشل کو ناشتہ کروا کر کمرے میں آئی جب سکندر نے اسے اپنے پاس بلایا۔

"کل رات میں جس حالت میں گھر لوٹا تھا اگر تم نے یہ بات بابا جان، حسان بھائی یا کسی کو بھی بتانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمھیں طلاق دے کر اس گھر سے نکالوں گا بلکہ اپنی بیٹی بھی تمھاری نظروں سے دور کر دوں گا۔" خدیجہ کی کلائی موڑتے سکندر ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔

"میں۔۔۔ وعدہ کرتی۔۔ ہوں کسی کو کچھ۔۔۔۔ نہیں بتاؤں گی۔" اپنی بیٹی سے دوری کا سن کر وہ جلدی سے بولی۔

"اور اگر تم نے میری اولاد کو مجھ سے بدظن کیا تو میں تمھیں جان سے مار دوں گا۔" سکندر نے اس کے بازو پر گرفت مضبوط کی۔ اس سے پہلے وہ خدیجہ کو مزید اذیت دیتا دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا۔ سکندر کے چہرے پر اپنی ڈھائی سال کی بیٹی کو دیکھ کر مسکراہٹ آئی۔

"بابا میں سکول کب جاؤں گی اجّی کی طرح۔" سکندر کی گود میں چڑھتے وہ اپنی توتلی زبان میں بولی۔

" ابھی تو میری گڑیا بہت چھوٹی ہے اور یہ اجّی کیا ہوتا ہے، اجلال بھائی بولا کرو۔" اس کے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کرتے سکندر نے کہا۔

"نو۔۔۔ وہ اجّی ہے اور ہم دونوں دوست ہیں۔"اس نے غصے سے منہ پُھلایا تو سکندر نے سوری والے انداز میں کان پکڑے۔ سکندر کے لیے اس کی بیٹی جان سے زیادہ عزیز تھی اور اس کے لیے وہ جان دینے کو بھی تیار ہوتا اور لینے کو بھی۔ اب دونوں باپ بیٹی اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے اور خدیجہ کے دل کو یہ سوچ کر سکون ملا کہ کم از کم سکندر اپنی بیٹی کے لیے یہ کام دوبارہ نہیں کرے گا مگر خدیجہ کو نہیں معلوم تھا سکندر اب ان چیزوں کا عادی بن گیا تھا۔

NOVEL HUT

******

سال بعد حسان انصاری کے ہاں ایک بیٹی بھی تھی جو ایشل سے دو سال چھوٹی تھی اور سکندر کو اللہ نے بیٹا دیا تھا جو امل سے سال چھوٹا تھا۔

احمد صاحب اب سکندر پر سختی کرنے لگے تھے کہ وہ آفس آئے اور اپنے بیوی بچوں کا خرچ اٹھائے۔ سکندر اب خدیجہ پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا اور یہ بات بھی خدیجہ نے کسی کو نہیں بتائی۔

اس دن طلال جو صرف چند ماہ کا تھا، کو بہت تیز بخار تھا۔ احمد صاحب کے کہنے پر خدیجہ سکندر کو کال کرتی رہی لیکن سکندر کال کاٹ رہا تھا۔ احمد صاحب نے حسان اور مقدس کے ساتھ طلال کو ہسپتال بھیجا۔

احمد صاحب آج خود سکندر کے انتظار میں تھے لیکن سکندر کو لڑکھڑا کر گھر میں داخل ہوتے اور خدیجہ کو اسے سنبھالتے دیکھ کر سکندر کے قریب آئے۔

سکندر کا لہجہ اور رویہ انہیں غصّہ دلا گیا اور اس دن پہلی بار انہوں نے اپنی

اولاد پر ہاتھ اٹھایا اور سکندر نے اپنا غصہ خدیجہ پر اتارا کہ شاید اس نے احمد صاحب کو سب بتایا۔

******

چند دن جب یہی معمول رہا تو احمد صاحب نے خدیجہ کو اپنے کمرے میں بلایا۔

"بیٹھو خدیجہ مجھے آج تم سے اہم بات کرنی ہے۔" خدیجہ چائے رکھ کر وہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"جی بابا جان۔۔" احمد صاحب کے چہرے کی سنجیدگی نے اسے اندر سے ڈرایا۔

NOVEL HUT

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سکندر کو اس گھر سے بے دخل کر دوں، چار دن گھر سے باہر رہے گا تو اس کی عقل ٹھکانے آئے گی۔" وہ بے حد سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"مگر بابا جان وہ کہاں رہیں گے اور آپ جانتے ہیں وہ اپنی اولاد سے دور نہیں جائیں گے۔" یہ سچ تھا سکندر میں لاکھ برائیاں سہی مگر اپنی اولاد کے معاملے میں وہ کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتا تھا۔

"بابا جان اگر میں اس گھر سے گیا تو میری بیوی اور بچے میرے ساتھ جائیں گے۔" سکندر دھاڑ سے دروازہ کھولتے اندر آیا۔ یقیناً وہ سن چکا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر لے جاؤ اپنی اولاد کو مگر صرف اپنی بیٹی کو کیونکہ میں نہیں چاہتا طلال تمھارے جیسے انسان کی صحبت میں رہ کر تمھارے جیسا بنے۔" کتنی

سنگدلی سے وہ ایک باپ ہوتے ہوئے دوسرے باپ کی اولاد کو اس سے دور کر رہے تھے۔

" خدیجہ اپنا سامان پیک کرو اور آج کے بعد میرا ان سے تعلق ختم۔" خدیجہ کو کلائی سے پکڑ کر وہ باہر لے جا چکا تھا اور پیچھے احمد صاحب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

******

NOVEL HUT

خدیجہ نے چند ماہ کے طلال کو مقدس بیگم کے حوالے کیا۔

" بھابھی میں نہیں جانتی ان دونوں باپ بیٹے کی ضد میں ہم کبھی دوبارہ مل پائیں گے یا نہیں مگر آپ طلال کو بالکل اجلال کی طرح رکھیے گا۔" مقدس بیگم کے گلے لگتے خدیجہ ان کے کان کے پاس بولی۔

"طلال مجھے میری اولاد کی طرح عزیز ہے۔ میری دعا ہے خدیجہ تم دوبارہ اس گھر میں واپس آؤ اور ہم پھر سے ساتھ رہیں۔" خدیجہ کے ہاتھوں کو دباتے وہ بولی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

سکندر نے طلال کو دیکھا بھی نہیں تھا کیونکہ وہ اپنا ضبط کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اپنی اولاد سے جدا ہوتے سکندر اس دن گھر کی دہلیز پار کر گیا مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اب وہ دوبارہ اس سے مل نہیں سکتے تھے۔

NOVEL HUT

******

اس سب قصے میں جس نے سب کچھ کھویا تھا وہ اجلال انصاری تھا۔ اپنی دوست جس سے وہ ہر بات شئیر کرتا تھا وہ الگ بات تھی کہ اس معصوم بچی

کے سر پر سے آدھی باتیں گزجاتیں۔ جب اس نے پہلی بار اجلال کا نام لیا تھا تو اسے اجّی بلایا تھا۔ پھر سب کے لاکھ کہنے پر بھی وہ اسے اسی نام سے بلاتی۔

اجلال کے لیے اب کوئی دوست بنانا بہت مشکل تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ بیمار پڑ گیا تھا۔

******

سکندر خدیجہ کے ساتھ اپنے سسرال میں رہنے لگا تھا۔ خدیجہ کے لیے یہ وقت بہت مشکل تھا۔ اس کی بھابیاں اسے حقارت سے دیکھتیں۔ اس کے شوہر کو اکثر برا بھلا بولیتں۔

خدیجہ نے کئی بار چاہا سکندر کو واپس جانے کے لیے منائے مگر اب سکندر کی انا آڑے آتی تھی۔ ان کی بیٹی بیمار رہنے لگی تو عمر صاحب جو خدیجہ کے والد

تھے انہوں نے نام کے اثر کی وجہ سے اس کا نام بدل دیا مگر اصل وجہ تو اجلال تھا جس سے وہ دور ہوئی تھی مگر کچھ وقت بعد ٹھیک ہو گئی۔

دوسری طرف حسان نے احمد صاحب کا سکندر کی طرف سے دل صاف کرنے کی بہت کوشش کی مگر ان کی ایک ہی ضد تھی کہ سکندر اب اس گھر کی دہلیز پر قدم بھی نہ رکھے جب تک وہ خود سے ان کے آفس آکر معافی نہ مانگ لے اور آفس میں حسان کا ساتھ دے۔ سکندر بھی نہ ان کے پاس گیا اور نہ ہی اس گھر کے مکینوں سے کوئی رابطہ رکھا۔

ایک دن اجلال احمد صاحب کے پاس لاونج میں بیٹھا پڑھائی کر رہا تھا، مقدس بیگم بھی دوسرے صوفے پر ڈیڑھ سال کے طلال کو گود میں لیے کچھ کھلا رہی

تھیں پاس ہی امل اور حسان انصاری بھی موجود تھے۔ اجلال ایک دم اپنی کتاب اٹھائے حسان انصاری کے پاس گیا۔

"پاپا یہ دیکھیں سکندر چاچو کا نام میری بک میں ہے۔" وہ خوشی سے سکندر نام پر انگلی رکھے اپنے باپ کو دکھا رہا تھا۔

"بیٹا یہ آپ کے چاچو کا نام نہیں یہ تو سکندر اعظم لکھا ہے۔" اپنے باپ کے چہرے پر نظر ڈالتے وہ اجلال کو سمجھاتے ہوئے بولے۔

"پھر سکندر چاچو، چھوٹی امّی اور عشو کب آئیں گے؟" اب اجلال معصوم کو کیا پتہ تھا کہ اس کے سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

"حسان۔۔۔چپ کرواؤ اسے۔۔۔ اور اسے منع کرو اب یہ اس شخص کا نام بھی نہیں لے۔" وہ غصّے سے دھاڑے جس پر اجلال سہما۔

"بابا جان وہ بچہ ہے میں کیسے۔۔۔" حسان انصاری کے الفاظ ابھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ احمد صاحب غصے سے وہاں سے چلے گئے۔

"پاپا۔۔۔ بابا جان چاچو سے ناراض ہیں؟" اجلال کے سوال پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ میری عشو کو لے آئیں پاپا۔۔۔ وہ میری دوست ہے اگر کوئی اسے تنگ کرئے گا تو وہ کسے بتائے گی۔ پلیز آپ اسے لے آئیں۔" ایک بار پھر اجلال عشاء کو یاد کرنے لگا۔

"آپ اللہ میاں سے دعا کرو کہ آپ کی دوست واپس آجائے۔" مقدس بیگم نے اسے سمجھا کر کہا۔ ان دونوں کو یہی لگا کہ وقت کے ساتھ اجلال اسے

بھول جائے گا لیکن اجلال نے اب اسے اپنی دعاؤں میں شامل کر لیا تھا، اور 'جنہیں دعاؤں میں شامل کرلیا جائے انہیں کبھی بھولا نہیں جاتا۔'

******

وقت کا کام ہے گزرنا اور گزرا وقت کبھی واپس نہیں آتا۔

سکندر کو اپنی بیوی اور بیٹی کو لے کر ایک چھوٹے سے مکان میں شفٹ ہوچکا تھا جو اس نے اپنے بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم سے خریدا تھا۔ الگ گھر کے پیچھے سب سے بڑی وجہ ایشل تھی۔

یہ تب کی بات ہے جب ایشل 12 سال کی تھی تب پہلی بار سمیر نے اسے تنگ کیا تھا اور وہ روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس گئی۔

"بابا۔۔۔ وہ سم۔۔۔ سمیر نے۔۔۔" روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

"کیا کیا ہے اس نے؟" سکندر کو کسی انہونی کا سوچتے ڈرا۔

"بابا اس۔۔۔ اس نے مم۔۔۔ میرا ہاتھ ۔۔۔۔ پکڑا اور عجیب۔۔۔ سی باتیں کر۔۔۔ رہا تھا۔" چہرے پر ہاتھ رکھے اب وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کوئی میری بیٹی کو تنگ کرے گا تو میں اسے قبر تک چھوڑ کر آؤں گا۔" ایشل کو گلے لگا کر سکندر نے فیصلہ کر لیا تھا اب وہ یہاں نہیں رہے گا۔

پھر چند ہی دنوں میں اپنے بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم سے چھوٹے مگر صاف ستھرے علاقے میں دو کمروں کا مکان لے لیا۔

خدیجہ کو سکندر نے اس کے بھتیجے کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہیں وہ ان سب سے بدگمان نہ ہوجائے۔

******

وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا۔ اجلال اپنی یونیورسٹی مکمل کرنے کو تھا اور ایشل کا داخلہ کالج میں ہو گیا تھا۔

آج اس کی کالج کی چھٹی تھی۔ خدیجہ محلے میں کہیں قرآن خوانی پر گئیں تھیں اور اس دن ایشل گلی کا دروازہ بند کرنا بھول گئی اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ سمیر ان کے گھر گھس آیا۔

ایشل کچن میں پانی پینے گئی جب اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی، وہ پلٹی مگر سامنے سمیر کو دیکھ کر اس کی سانس رکی۔

سمیر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس کے پاس آنے لگا۔

"مم۔۔ میرے قریب مت آنا۔" پیچھے کی طرف قدم اُٹھاتی وہ لرزتی آواز میں بولی۔اس کا چہرہ پسینے سے تر اور ہاتھ پاؤں خوف سے پھولنے لگے۔

"تمہیں لگتا ہے اس طرح شور مچانے سے کوئی تمھاری مدد کو آئے گا تو یہ تمھاری بھول ہے۔" وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے استہزایہ لہجے میں بولا لیکن تبھی کسی نے پیچھے سے اسے گردن سے دبوچ کر فرش پہ دھکا دیا تھا۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے ہی گھر میں گھس کر میری بیٹی کے قریب جانے کی۔۔۔" سکندر جو کمرے میں لیٹا تھا ایشل کی آواز پر دراز سے پسٹل نکال کر جیب میں رکھتا کچن میں آیا لیکن سامنے کے منظر نے اس کا دماغ گھما دیا۔

"تیری یہ بیٹی اب میری ہوگی اور میں دیکھتا ہوں تو اسے مجھ سے کیسے بچاتا ہے۔" سمیر بدتمیزی کی انتہا پر تھا۔

"تو نے میری بیٹی پر گندی نظر رکھی میں تجھے جان سے مار دوں گا..." جیب سے پسٹل نکال کر سمیر پر تانی۔ ایشل منہ پہ ہاتھ رکھے کپکپا رہی تھی۔

سمیر نے جھٹ سے سکندر کے ہاتھوں سے پسٹل چھیننا چاہی، اس کھینچا تانی میں ٹریگر پر رکھی سکندر کی انگلی دبی اور فائر کی آواز گونجی۔ تبھی سکندر کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا، اس کی نظریں اپنی بیٹی پر تھیں جو ساکت کھڑی زمین پر گرتے خون کو دیکھ رہی تھی۔ سمیر نے موقعے کا فائدہ اٹھاتے ایک دو فائر اور کیے پھر پسٹل سکندر کے ہاتھوں میں دے کر وہاں سے بھاگ نکلا۔

"بابا۔۔۔۔۔۔" سکندر کے زمین بوس ہوتے ایشل پوری قوت سے چیخی۔

"بابا اٹھیں۔۔۔ بابا پلیز ایسا۔۔۔ ایسا نہیں کریں۔۔ بابا۔۔۔" ایک گولی سکندر کے عین دل کے مقام پر لگی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں؟" فائر کی آوازیں سن کر محلے کے لوگ اپنے گھروں سے نکل کر باہر آئے۔ ایشل اتنا اونچا رو رہی تھی کہ لوگ کھلے دروازے سے اندر آئے اور کچن میں پڑے سکندر کے خون میں لت پت پڑے وجود اور اس کے ہاتھ میں موجود پسٹل دیکھ کر سب نے اسے خودکشی ہی سمجھا۔ خدیجہ اپنے گھر میں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر اندر داخل ہوئیں لیکن سامنے اپنے شوہر کی لاش پر نظر پڑتے وہ اپنے ہوش کھو بیٹھیں اور بے ہوش ہو گئیں۔

ایشل کی نظریں سکندر کے جسم سے نکلتے خون پر جمی تھیں۔ محلے کی چند عورتوں نے ہی خدیجہ کو ہوش دلایا۔ کچھ عورتیں ایشل کو زبردستی وہاں سے لے کر گئیں کیونکہ کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی اور اب پولیس سکندر کی ڈیڈ باڈی کو ہسپتال پہنچا کر اس کے ہاتھ میں موجود پسٹل کو بھی تحقیق کے لیے لے گئی۔

جیسے تیسے کر کے لوگوں نے عمر صاحب کے گھر اطلاع دی۔ پولیس نے پسٹل پر سکندر کی انگلیوں کے نشانات ظاہر ہونے پر اسے خودکشی قرار دے دیا تھا۔

سکندر کے وجود کو جنازہ کے لیے جب لوگ لے جانے آئے تو خدیجہ کا رو رو کر برا حال تھا اور ایشل اسے چپ لگ گئی تھی نہ وہ رو رہی تھی اور نہ ہی اس کے چہرے پر کوئی تاثر تھا بس نظریں ان لوگوں پر تھیں جو اس کے باپ کے

ہمیشہ کے لیے سوئے بے جان وجود کو لے جا رہے تھے۔ اس کی ممانیوں اور کزنوں نے اسے رلانے کی بھی کوشش کی لیکن اس کی آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہ گرا۔

******

"بابا جان آپ ٹھیک ہیں؟" احمد صاحب اخبار پڑھ رہے تھے جب اچانک ان کے دل میں درد اٹھا اور وہ اپنا سینہ مسلنے لگے۔

"پپ۔۔۔پانی۔۔۔" مقدس بیگم جلدی سے پانی لائیں۔ احمد صاحب کا سر کرسی کی پشت پر تھا اور دل پر رکھا ہاتھ ڈھلک چکا تھا۔

مقدس بیگم نے انھیں ہلایا پر وہ نہ اٹھے۔

"حسان۔۔۔ حسان جلدی آئیں۔۔۔ دیکھیں بابا جان آنکھیں نہیں کھول رہے۔" حسان انصاری فوراً احمد صاحب کو اٹھانے لگے پھر کچھ سوچتے ان کی نبض پر ہاتھ رکھا جو بلکل ساکت تھی، حسان انصاری نے مقدس بیگم کو دیکھتے دائیں بائیں سر ہلایا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ احمد صاحب ان کو چھوڑ کے جا چکے تھے۔

جہاں ایک گھر سے سکندر کا جنازہ اٹھا تھا وہیں دوسرے گھر میں احمد صاحب بھی دنیا سے جا چکے تھے۔

مقدس بیگم چاہتی تھیں کہ حسان جا کر کہیں سے سکندر کو لے آئیں مگر احمد صاحب کی وصیت تھی کہ سکندر اب اس گھر میں نہ قدم رکھے گا اور نہ اسے

ان کے جنازے میں آنے کی اجازت ہے۔ سوائے اس کی اولاد اور بیوی کے۔

خدیجہ نے بھی اپنے شوہر کی بات کی لاج رکھی تھی کہ خدیجہ یا ایشل احمد صاحب کے گھر جا سکتے ہیں مگر وہ وہاں کبھی نہیں جائے گا اور اگر وہ مر جائے تو اس گھر کے کسی فرد کو یہ خبر نہ دی جائے۔

دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے ناراض، آخری دیدار سے محروم اپنی اپنی قبر میں جا سوئے تھے۔ اس ناراضگی میں ان کی انا شامل ہو گئی تھی اور انسان کی انا اسے برباد کر دیتی ہے۔

******

عمر صاحب خدیجہ اور ایشل کو اب اپنے گھر لے آئے تھے۔ ایشل کا کالج شروع ہوگیا تو وہ اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئی جس کا تمام خرچ عمر صاحب نے اٹھایا تھا اور ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اپنی پنشن خدیجہ کو دیتے تھے۔

خدیجہ اکثر ایشل کے سامنے سکندر کا ذکر کرتیں تو ایشل وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی یا ایسے ہو جاتی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ سکندر کی موت کے بعد اسے روز ایک ہی خواب دِکھتا جس میں سکندر کو گولیاں لگتیں نظر آتیں اور وہ چیخیں مارتی اٹھ بیٹھتی۔ ہر رات آنے والا وہ خواب اس کی زندگی کا حصہ بن گیا تھا۔

صائمہ ممانی اور آمنہ ممانی نے اس کا جینا حرام کر دیا تھا۔ وہ دونوں اسے دیکھتے اس کے باپ کا ذکر شروع کر دیتیں کہ وہ خود مر گیا ان دونوں کو ہمارے سر پر مسلط کر گیا۔ خدیجہ یہ سب باتیں صبر سے برداشت کر لیتیں مگر ایشل کی

برداشت سے سب باہر ہو رہا تھا۔ وہ سب کو بتانا چاہتی تھی اس کے باپ نے خودکشی نہیں کی انہیں سمیر نے مارا ہے مگر اس کی بات کا کوئی یقین نہ کرتا اسی لیے ایشل نے خدیجہ کو بھی کچھ نہ بتایا تھا۔

"نانا ابو میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔" عمر صاحب کے ساتھ بیٹھتے وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھتی بولی۔

"کیوں بیٹا یہاں آپ کو کوئی پریشانی ہے یا کسی نے آپ سے کچھ کہا ہے؟" انہوں نے ایشل کے کندھوں کے گرد بازو پھیلاتے کہا۔

"نہیں بس مجھے اپنے گھر میں رہنا ہے مجھے یہاں رہنا اچھا نہیں لگتا آپ پلیز امّی کو بھی بولیں میری بات مان جائیں۔" خدیجہ کو وہاں آتے دیکھ کر ایشل منمنائی۔

" ایشل میں تمھارے ساتھ اس گھر میں اکیلی کیسے رہوں گی۔ اگر کسی نے ہمیں کوئی نقصان پہنچایا پھر کیا ہو گا۔یہاں ہمارے اپنے ہیں دکھ پریشانی میں ہمارا ساتھ دینے کے لیے۔" خدیجہ جوان بیٹی کے ساتھ اکیلے گھر میں رہنے سے ڈر رہی تھی۔

" امّی لوگ رہتے ہیں اکیلے اور میں کون سا کوئی چھوٹی بچی ہوں جو کوئی نقصان پہنچائے گا۔" اب وہ خدیجہ کو کیا بتاتی اس گھر میں رہنا ہی اس کے لیے اچھا نہیں ہے وہ ہر وقت سمیر کی خباثت بھری نظریں برداشت نہیں کر سکتی۔

کافی بحث کے بعد خدیجہ نے بیٹی کے سامنے ہار مان لی اور اگلے دن اپنے گھر روانہ ہوگئے۔ اس سارے عرصے میں محلے والوں نے ان کا بہت ساتھ دیا تھا۔

******

حال۔۔۔۔

پورا کمرہ خاموشی میں ڈوبا تھا۔ حسان انصاری اپنے بھائی کی خودکشی کا سن کر غم زدہ تھے۔ ایشل نے اب بھی کسی کو کچھ بتانے کی کوشش نہیں کی وہ ایسے ہو گئی جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔ اجلال نے خدیجہ کے ساتھ بیٹھی ایشل پر نظر ڈالی پھر واپس جھکا گیا۔ جس لڑکی کو اتنے سال اپنی دعاؤں میں مانگا تھا اسے وہ اپنی زندگی سے نکل جانے کا کہہ چکا تھا۔

"اگر ایشل کی سمیر سے منگنی کے بجائے نکاح ہو جاتا۔۔۔۔" اس سے آگے کی سوچ ہی اس کے لیے سوہانے روح تھی۔

ایشل کے زخم ایک بار پھر تازہ ہو گئے۔ آج رات پھر وہی خواب اسے اس دن میں پہنچا دے گا۔ ایشل کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا، جسے چھپانے کے لیے وہ اُدھر سے اٹھتی صحن میں بنی سیڑھیوں پر جا بیٹھی۔ سیڑھی پر بیٹھتے ہی اس کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا۔ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے وہ رو رہی تھی جب کسی نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔ ایشل نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔ جس سیڑھی پر ایشل بیٹھی تھی اس سے ایک سیڑھی نیچے طلال آ بیٹھا۔

NOVEL HUT

" تمھیں پتا ہے ایشل مجھے ہمیشہ لگتا تھا تمھارا مجھ سے بہت قریبی رشتہ ہے۔ میں جب بھی تمھیں پریشان دیکھتا میرے دل کو کچھ ہوتا تھا ایسے جیسے کوئی خونی رشتہ پریشانی میں ہو۔" ایشل کے گھٹنے پر سر رکھتے وہ بولنے لگا۔

"تم، امل اور مجھ سے عمر میں بڑی تھیں اور میں نے ہمیشہ تمھیں اپنی بڑی بہن مانا۔ تمھیں اداس دیکھ کر میں تمھیں خوش کرنے کی کوشش کرتا۔جب پہلی بار سمیر کو تمہارے پاس دیکھا تھا تب اس کی آنکھوں میں جھلکتی خباثت نے میرا خون کھلا دیا تھا اور اب بھی یہی ہوا تھا۔میں تمھیں اداس اور غمگین نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔"طلال کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا جو ایشل کے کپڑوں میں جذب ہوگیا۔"اور تمھیں پتہ ہے ہماری آنکھوں کا رنگ بھی ایک جیسا ہے، بھورا سنہری۔" اس کی آواز میں خوشی جھلکی۔

"میرے لیے بھی تم ہمیشہ چھوٹے بھائی تھے۔ میں سوچتی تھی امل کی طرح میرا بھی کوئی چھوٹا بھائی ہوتا جس سے میں اپنی دل کی ہر بات کہہ سکتی، جو مجھے تنگ کرتا جیسے تم امل کو کرتے تھے۔ تمھارا مجھے تنگ کرنا برا نہیں لگتا تھا طلال، بس میں ڈرتی تھی لوگ اسے غلط مطلب میں نہ لیں اور میرا ڈر حقیقت بن گیا۔

اسی لیے میں تم سے بدظن رہنے لگی اور آج تم جیسے آفت کی طرح آئے اگر محلے کے لوگ دیکھ لیتے تو یقیناً وہ بھی اسے غلط سمجھتے۔"وہ طلال کے بالوں کو انگلیوں سے سلجھا رہی تھی۔ وہ اس کا سگا بھائی تھا اور اس کی شکل سکندر سے مشابہت رکھتی تھی یہ سوچ کر ہی وہ خوش تھی کہ اسے اس کا بھائی مل گیا۔

"ہاں مگر میں تمھیں پھر بھی آپی نہیں بولوں گا اور نہ ہی آپ کہوں گا۔" آنکھیں صاف کرتے وہ سیدھا ہوتے بولا تو وہ بے اختیار نم آنکھوں سے مسکرائی۔

" ویسے بہت بھاری ہاتھ ہے تمھارا کیا جم ویم جا رہی ہو۔ پہلی بار کا تھپڑ بھی اتنی زور سے نہیں لگا تھا جو آج لگا ہے۔ قسم سے ابھی تک درد ہو رہا۔" اب طلال اسے چھیڑ رہا تھا حالانکہ تھپڑ اتنا زور سے نہیں لگا تھا۔

"تم یہ ڈیزرو کرتے تھے۔ جس طرح تم نے میرے بازو پکڑے تھے اس کے بارے میں کیا کہو گے؟" وہ آنکھیں چھوٹی کرتی بولی۔

"اس کے لیے سوری۔۔" طلال نے کان پکڑتے کہا جس پر وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"شکر ہے تم ہنسی ورنہ اتنی دیر سے خود بھی رو رہی ہو اور مجھے بھی رلا دیا۔" طلال ایشل کے آنسو صاف کرنے کے بعد اسے بولا تو ایشل نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

NOVEL HUT

******

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish your novel , no worries . novel - hut is here.

to publish your contact us on instagram : novel_hut_ .

NOVEL HUT

Enjoy reading !

ایشل کے کمرے سے جانے کے بعد طلال بھی اس کے پیچھے گیا۔ امل جو کب سے ایشل سے ملنے کو بے تاب تھی، اٹھنے لگی جب اجلال نے اسے اشارہ سے منع کیا۔

"ان دونوں کو ایک دوسرے کے دکھ بانٹنے کے لیے وقت دو تم بعد میں اپنی دوست سے مل لینا۔" اجلال امل کو سرگوشی میں بولا جس پر امل چپ ہو گی۔

"خدیجہ اس اتوار طلال کی میرے بھائی کی بیٹی سے منگنی ہے۔ تم اس کی ماں ہو اگر تم طلال کی شادی اپنی پسند سے کرنا چاہتی ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" مقدس بیگم کے کہنے پر حسان صاحب نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔

" نہیں بھابھی آپ لوگوں نے اتنے سال اس کی پرورش کی، اسے پالا، پڑھایا ہے میں کیوں اعتراض کروں گی۔" مقدس بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے انہوں نے کہا۔

" خدیجہ اگر میں تم سے کچھ مانگو۔۔۔" حسان صاحب نے بات اُدھوری چھوڑی اور اجلال کو دیکھا۔ اجلال جانتا تھا وہ کیا کہنے والے ہیں۔

" بھائی صاحب آپ بلا جھجک اپنی بات کہہ سکتے ہیں۔" حسان انصاری کو جھجکتے دیکھ خدیجہ بولیں۔

" میں چاہتا ہوں جس دن طلال کی انگیجمینٹ ہے اس دن اگر اجلال اور ایشل کا نکاح کر دیا جائے۔۔۔۔" طلال اور ایشل ان کی بات پر دروازے کے باہر ہی رکے۔

"بھائی صاحب ایشل بھی آپ کی بیٹی ہے لیکن میں چاہتی ہوں ایک بار ایشل سے پوچھ لیا جائے۔" خدیجہ کی رضامندی پر باہر کھڑی ایشل اندر آنے کے بجائے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ طلال فوراً اس کے پیچھے گیا۔

"چھوٹی امّی آپ پلیز اس پر کوئی زور زبردستی نہ کیجئے گا۔ میں نہیں چاہتا کسی کو بھی میری زندگی میں زبردستی لایا جائے۔" اجلال سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ہاں خدیجہ جو بچی کا فیصلہ ہو ہم اس پر راضی ہیں۔" مقدس بیگم نے بھی اجلال کی بات سے اتفاق کیا۔

امل تو یہ سوچ کر ہی دل ہی دل میں خوش ہونے لگی کہ ایشل اس کی بھابھی بننے والی ہے مگر اس کی اگلی سوچ پر دل بجھ گیا، ایشل اس سے سخت ناراض ہے اور اسے خود سے ناراض کرنے والی بھی وہ خود تھی۔

"کیا ہوا بیٹا آپ کو خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ ایشل تو آپ کی بیسٹ فرینڈ بھی ہے۔" حسان انصاری کی بات پر اجلال نے امل کو دیکھا جس کا چہرہ بجھا بجھا نظر آرہا تھا اور اس کے پیچھے کیا وجہ تھی یہ اجلال اچھی طرح جانتا تھا۔

"امل بچے دوستوں میں ناراضگی ہوتی رہتی ہے آپ پریشان نہ ہو، میں ابھی ایشل کو بلا کر لاتی ہوں وہ ویسے بھی زیادہ دیر کسی سے ناراض نہیں رہتی۔" خدیجہ ایشل کو بلانے کے لیے کمرے سے باہر چلی گئیں پیچھے امل اجلال کو دیکھ کر رہ گئی جو سر جھکائے نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔

******

"آخر سب نے میری زندگی کو مذاق کیوں سمجھ لیا ہے۔۔۔ جو چاہتا ہے اپنا فیصلہ مجھ پر مسلط کر دیتا ہے۔" ایشل کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹی رہی تھی اور طلال بیڈ پر بیٹھا سوچ میں گم تھا۔

"تم سمیر سے منگنی پر خوشی ہو؟" ایشل کے چلتے قدم رکے۔

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔

"مطلب تم نے سمیر سے منگنی کیا پوری رضامندی سے کی ہے یا۔۔۔۔ امّی کے کہنے پر۔" ایشل حیرت سے طلال کو دیکھ رہی تھی وہ کیسے جان گیا تھا کہ اس نے منگنی خدیجہ کے کہنے پر کی ہے۔ ایشل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"ہمممم۔۔۔۔ پھر تم اس منگنی کو ختم کر کے بھائی سے نکاح کر لو، اجلال بھائی بہت اچھے ہیں تمھیں ہمیشہ خوش رکھیں گے اور اس طرح ہم الگ بھی نہیں ہوں گے۔" طلال کے کہنے پر وہ چونکی۔

"تم پاگل ہو گئے ہو طلال۔۔۔۔"

" صحیح کہہ رہا ہے میرا بیٹا۔ اجلال بہت اچھا لڑکا ہے، تمھیں کبھی کوئی غم نہیں دے گا اور ہمیشہ خوش رکھے گا۔" خدیجہ کمرے میں آتے ایشل کی بات کاٹ کر بولیں۔

" امّی وہ ہٹلر۔۔۔۔ میرا مطلب ہے وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے میں کیسے اس نکاح پر راضی ہو جاؤں۔" امّی کے گھورنے پر وہ جلدی سے بولی اور طلال نے اپنی ہنسی روکی۔

"تمھیں کس نے کہا وہ تمھیں پسند نہیں کرتا۔ تمھیں تو ہر مرد سے مسئلہ رہا ہے۔ مجھے بتاؤ ذرا، اب تک اتنے رشتوں سے انکار کیا ہے تم نے اور سمیر سے منگنی تم نے میرے کہنے پر کی تھی اب اسے ختم کرنا کا بھی میں کہہ رہی ہوں اور اجلال کے سامنے یہ ہٹلر لفظ مت بولنا۔ انتہائی شریف اور معصوم بچہ ہے تم اس کے ساتھ بہت خوش رہو گی۔" ایشل تو اجلال کے لیے معصوم اور شریف کا لفظ سن کر بے ہوش ہونے والی تھی اور طلال کی ہنسی چھوٹی، اب وہ خدیجہ کو یہ بتا کر ایشل سے مار نہیں کھا سکتا تھا کہ ایشل اس کے منہ پر اسے ہٹلر بول کر آئی تھی۔

"تمھارے دانت کیوں نکل رہے ہیں۔ امّی آپ مجھے چھوڑیں اس کے لیے لڑکی دیکھیں تاکہ اسے کوئی قابو کرے۔" طلال کے ہنسنے پر وہ جل کر بولی۔

"اس کی منگنی والے دن ہی تمھارا اور اجلال کا نکاح ہوگا۔" اب کہ طلال بھی اچھل کر کھڑا ہوا۔ یقیناً ان دونوں نے آدھی بات سنی تھی۔

"اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔" طلال کی ہنسی کو بریک لگتے دیکھ کر ایشل نے اسے چیڑایا۔

"اب دونوں ڈرامے بند کرو اور چلو سب تم دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔" خدیجہ ان دونوں کو بول کر باہر نکل گئیں۔

"بے فکر رہو اگر تمھیں اجلال بھائی سے نکاح نہیں کرنا تو سب کے سامنے انکار کر دینا تمھارا بھائی تمھارے ساتھ ہے۔" ایشل کے سر پہ ہاتھ رکھتے طلال بہت مان سے بولا تو ایشل کی آنکھیں بھر آئیں۔ دوسرے کمرے میں جانے تک وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

******

طلال اسے اپنے حصار میں لیے کمرے میں داخل ہوا۔ مقدس بیگم نے اٹھ کر ایشل کو اپنے پاس بیٹھایا تو طلال اجلال کے پاس جا بیٹھا۔

"بیٹا ہم آپ سے جو پوچھیں گے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے چاہے اس کا جواب جو بھی ہو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" حسان انصاری تمہید باندھتے بولے۔

"ہم نے فیصلہ کیا ہے اس اتوار ہونے والی طلال کی منگنی کی تقریب میں آپ کا اور اجلال کا نکاح کر دیں۔ آپ پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ آپ کا جواب ہاں یا نہ جس میں بھی ہو گا آپ سوچ کر بتا سکتی ہیں۔" حسان انصاری کی بات پر اجلال جانتا تھا ایشل صاف انکار کرتی وہاں سے چلی جائے گی مگر

ایشل کوئی بھی جواب دیے بغیر خدیجہ کو دیکھنے لگی۔ اجلال کو اس کی خاموشی کھلنے لگی آخر وہ کچھ کہہ کیوں نہیں رہی۔

"بڑے پاپا آپ لوگوں کا جو بھی فیصلہ ہے مجھے۔۔۔۔" وہ سانس لینے کو رکی اور ادھر اجلال کی سانس رکی۔ "مجھے وہ منظور ہے۔" سر جھکائے وہ ایک سانس میں بولی۔ حسان انصاری تو اس کے منہ سے 'بڑے پاپا' کا لفظ سن کر پھولے نہیں سما رہے تھے اور اس کا اقرار وہاں موجود سب کے چہروں پر خوشی بکھیر گیا۔

"خوش رہو ہمیشہ۔" مقدس بیگم اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولیں۔ حسان صاحب نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دعا دی۔

NOVEL HUT

"مقدس بیگم ہم جو میٹھائی اپنی بیٹی کے کہنے پر اس کی دوست کے لیے لائے تھے آپ اس سے اب اپنی بہو کا منہ میٹھا کروائیں۔" انہوں نے میٹھائی کا ڈبہ مقدس بیگم کو پکڑاتے ہوئے کہا تو امل اور ایشل نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایشل فوراً نظریں پھیر گی تو امل بھی خاموش بیٹھی رہی۔

"ہر وقت ایشل، ایشل کرتی رہتی ہو اب تو تمھاری دلی خواہش پوری ہوئی ہے اپنی دوست پلس بھابھی کا منہ میٹھا نہیں کرواؤ گی؟" طلال امل کے کان میں بولا مگر اتنا اونچی کہ سب نے اس کی بات سنی۔

امل جیسے اپنی جگہ سے اٹھی، ایشل کمرے سے نکل گی۔ اجلال کو اپنے اوپر غصّہ آیا، کیا ہو جاتا اگر وہ ان دونوں کو الگ نہ کرتا۔

"امل بیٹا آپ ایشل کے روم میں چلی جاؤ اور آپ کو تو ایشل اپنی بہن کہتی ہے دیکھنا فوراً مان جائے گی۔" امل خدیجہ کے کہنے پر سر ہلاتی اٹھ گئی۔

******

"کیا میں تمھارے روم میں آسکتی ہوں؟" امل دروازے پر دستک دیتے اندر آئی۔

"تم اس وقت کمرے میں ہی کھڑی ہو۔" ایشل بیڈ کی چادر درست کرتے بے رخی سے بولی۔

"کیسی ہو۔۔۔۔؟" امل کے پوچھنے پر ایشل اس کی طرف مڑی۔

NOVEL HUT

"دیکھو تمہارے سامنے کھڑی ہوں، زندہ، بغیر کسی غم اور دکھ کے۔ تمھیں کیا لگا امل تم مجھ سے دوستی ختم کرو گی تو میں اس غم میں مر جاؤں گی۔" اس کے لہجے میں تلخی آئی۔

"ایشل میں تم سے معافی۔۔۔۔" ایشل نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"معافی۔۔۔۔" وہ استہزائیہ ہنسی۔

"معافی کسی غلطی پر مانگی جاتی ہے، کسی سے تعلق ختم کر کے نہیں۔ اگر تمھیں لگتا ہے معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا تو یہ تمھاری بھول ہے۔ تم نے دوستی توڑی تھی امل وہ بھی اپنے بھائی کے کہنے پر اور جو دوستیاں دوسروں کے کہنے پر ختم کر دی جائیں وہ دوبارہ نہیں جڑتیں اور اگر جڑ بھی

جائیں تو ان میں ان دیکھا خلا رہے جاتا ہے جسے بھرنے میں سالوں لگ جاتے ہیں۔" ایشل بغیر رکے بولی گئی اور امل سر جھکائے اسے سن رہی تھی۔

ایشل چپ ہوئی تو امل کچھ بھی کہے بغیر اس کے گلے لگی اور اپنے بازو مضبوطی سے اس کے گرد باندھے۔

"ایشل پلیز ایسے نہ کرو۔ میں مجبور تھی مجھے بھائی نے کہا تھا کہ اگر میں نے تم سے دوستی رکھی تو میں اُنہیں کبھی بھائی نہ کہوں، میں کیا کرتی ایشل بتاؤ۔" امل کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو ایشل کے کندھے پر گر رہے تھے۔

"مجھے معاف کردو ایشل پلیز۔۔۔۔ تم میری واحد دوست ہو، میں ساری زندگی تمھاری احسان مند رہوں گی ایشل۔۔۔۔ پلیز مجھے معاف کردو۔۔۔۔۔"

امل کو روتا دیکھ اس کے اپنے آنسو بھی بہہ نکلے۔ ایشل نے آہستہ سے اپنے بازو امل کے گرد باندھے جس کا مطلب تھا وہ امل کو معاف کرچکی ہے۔

"یہاں تو کافی ایموشنل سین چل رہا ہے ممی۔" طلال کی آواز پر وہ دونوں الگ ہوتیں آنسو صاف کرنے لگیں۔

"ہاں جی ہوگئی دوستی دوبارہ۔۔۔؟" مقدس بیگم کے بولنے پر دونوں نے ہاں میں سر ہلایا۔

"مجھے تو لگا تھا ایشل پہلے امل کے دو مارے گی پھر امل بھی ایشل کو تھپڑ لگائے گی اور پھر دونوں گلے لگیں گی اور دوست بن جائیں گی مگر یہاں تو دونوں ایک دوسرے کے گلے لگیں آنسو بہا رہی تھیں۔" طلال نے بدمزہ ہوتے کہا تو مقدس بیگم نے اس کا کان کھینچا۔

"طلال تم چپ کرو ورنہ میں تمھیں دو ضرور لگاؤ گی۔" مقدس بیگم کے کہنے پر طلال ایشل کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

"ممی چلیں۔۔۔ پاپا آپ کو بلا رہے ہیں۔" اجلال دروازے میں کھڑے کھڑے بولا۔

"ویسے میں سوچ رہا تھا کہ ایشل سے معافی تو بھائی کو مانگنی چاہیے تھی آخر ان دونوں کی دوستی بھی بھائی نے ختم کروائی تھی۔" اجلال جو وہاں سے جانے لگا تھا طلال کے لفظوں میں چھپی شرارت محسوس کرتے اسے سبق سکھانے اندر داخل ہوا لیکن اسے اپنی بہن کے پاس کھڑا پا کر رکا۔

"طلال تم زرا باہر آؤ پھر بتاتا ہوں کون کس سے سوری کہے گا۔" اجلال ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"آپ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے اگر آپ نے مجھے کچھ کہا تو میں بتا دوں، میری یہ بڑی بہن بہت زور کے تھپڑ مارتی ہے۔" طلال نے اپنے گال پر ہاتھ پھیرتے کہا جبکہ ایشل کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا۔

"طلال۔۔۔۔۔" مقدس بیگم کی آواز پر طلال نے فوراً کان پکڑے۔ اجلال ایشل پر نظر ڈالتے واپس پلٹ گیا۔

"تم نے مجھے واقعی معاف کر دیا نہ؟" طلال اور مقدس بیگم کے جانے کے بعد امل نے سوال کیا۔

"تم اگر میرے گلے لگ کر نہ روتیں تو شاید کبھی معاف نہ کرتی۔ ویسے بھی دوستی توڑی تم نے تھی میں نے ہمیشہ تمھارے پلٹنے کا انتظار ہی کیا۔" ایشل اب نارمل لہجے میں بولی۔

"شکریہ ایشل۔۔۔۔" امل اس کے گلے میں بازو ڈالتی بولی۔

"اب چلیں۔۔۔۔" ایشل نے اس کے گال کھینچتے کہا۔ امل کو اس کی دوست واپس مل گئی تھی۔

******

"خدیجہ تم اور ایشل ہمارے ساتھ انصاری ہاؤس چلو۔" حسان انصاری کے کہنے پر ایشل نے خدیجہ کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

NOVEL HUT

"بھائی صاحب آپ جانتے ہیں بابا جان نہیں چاہتے تھے کہ ہم اس گھر میں آئیں۔" یہ بات کہتے ہوئے وہ اچھی طرح جانتی تھی احمد صاحب نے صرف سکندر پر پابندی لگائی تھی ان دونوں پر نہیں۔

"بابا جان نے تم دونوں کو نہ اس گھر سے جانے کا کہا تھا اور نہ ہی واپس آنے پر پابندی لگائی تھی۔ وہ بس چاہتے تھے سکندر اپنی زمیداری اٹھائے۔ یقین جانو میں نے بابا جان کو منانے کی بہت کوشش کی مگر شاید تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ بابا جان نے سکندر سے اس کی اولاد کو الگ کیا تھا اور اللہ نے انہیں بھی مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھنا نصیب نہیں کیا۔" بولتے بولتے ان کی آواز بھیگی۔

"بڑے پاپا جس گھر سے آپ کو ذلیل کرکے نکالا جائے اور یہ کہا جائے کہ اب اس گھر میں دوبارہ مت آنا، آپ بتائیں کیا آپ کا یا کسی کا بھی دل چاہے گا اس جگہ دوبارہ جائے۔" ایشل بات تو حسان انصاری سے کر رہی تھی مگر اجلال جانتا تھا ان لفظوں میں چھپا طنز کس پر ہے۔

"بھائی صاحب آپ اس کو چھوڑیں یہ کچھ بھی بولتی ہے۔ میں آپ لوگوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔" خدیجہ نے ایشل کو آنکھیں دکھاتے کہا۔

"خدیجہ ہم لوگ کھانا کھا کر آئے تھے۔ اب ہمیں اجازت دو اور ہاں پرسوں میں تم دونوں کو لینے آؤں گا اور کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ مقدس بیگم آپ اور امل پرسوں تانیہ کے ساتھ ایشل بیٹی کو بھی شاپنگ پر ساتھ لے کر جائیں گی تاکہ وہ اپنے نکاح کا جوڑا اپنی پسند سے خرید لے۔" مقدس بیگم کو حکم دیتے حسان انصاری صوفے سے کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے باقی سب بھی اٹھے۔

حسان انصاری خدیجہ اور ایشل کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر چلے گئے تو اجلال بھی خدیجہ سے پیار لیتے ایک نظر طلال کے ساتھ کھڑی ایشل پر ڈالتے جانے لگا۔

مقدس بیگم اور امل بھی ان دونوں سے ملتیں گاڑی میں جا بیٹھیں۔ البتہ طلال ان کے ساتھ نہیں گیا تھا۔

******

ان سب کے جانے کے بعد ایشل کچن میں کھانا بنانے چلی آئی۔

"تم خوش ہو۔" طلال کچن کی سلیب سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔

"کس بات پر۔" وہ انجان بنی۔

NOVEL HUT

"میری منگنی کی خبر سن کر، ظاہر سی بات ہے میں تمھارا، بھائی سے نکاح کی بات پر خوش ہونے کا پوچھ رہا ہوں۔" طلال جل کر بولا۔

"ہاں تمھاری قید کی خبر سن کر بہت خوش ہوں۔" ایشل دوسری بات کو نظر انداز کر گئی۔

"ویسے میں ہمیشہ بھائی کو کہتا تھا، آپ جتنا سڑے رہتے ہیں پتہ نہیں کس لڑکی کی آپ کے ساتھ قسمت پھوٹے گی۔ اب مجھے کیا پتہ تھا یہ بات مجھ پر ہی الٹی پڑ جانی ہے۔" طلال کچن کے دروازے کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا کہتا باہر بھاگا۔

ایشل چند سیکنڈ اس کے اس طرح بھاگنے پر حیران ہوئی پھر اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہاتھ میں پکڑا چمچہ سلیب پر پٹختے زور سے چیخی۔

"طلال۔۔۔۔۔" اور طلال صاحب وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔

******

رات اپنے بستر پر بیٹھتے اجلال نے سر بیڈ کراؤن سے ٹکاتے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے تصویر باہر نکالی جس میں ایک تین سالہ بچی پنک فراک پہنے کھڑی تھی اور اس کے ساتھ ایک سات سال کا بچہ کھڑا اس کی پونی پکڑے ہوئے تھا۔

"برے تو آپ مجھے پہلے ہی لگتے تھے مگر آج مجھے آپ سے جس قدر نفرت محسوس ہو رہی ہے اتنی نفرت تو میں نے شائد اس شخص سے بھی نہیں کی جس سے میری ماں نے میری نسبت طے کی ہے۔" اس تصویر کو دیکھتے ایشل کے الفاظ اس کے ذہن میں گونجے۔

"تم نے تو کہا تھا تمھیں مجھ سے نفرت ہے پھر پاپا کے ایک بار پوچھنے پر تم نے ہاں کیسے کر دی؟" اپنی سوچوں میں ایشل سے مخاطب ہوتے بولا۔

"کہیں چھوٹی امّی نے اسے مجبور تو نہیں کیا؟ نہیں میں نے انہیں پہلے ہی بول دیا تھا وہ اسے مجبور نہ کریں؟" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی آخر ایشل مان کیسے گئی۔

"کیا ہو جاتا بابا جان اگر اس وقت آپ ہمیں ایک دوسرے سے دور نہ کرتے، ہم پر ایک دوسرے سے ملنے پر پابندی نہ لگاتے۔" تصویر پر ہاتھ پھیرتے اس نے آنکھیں بند کیں۔

اتنے دنوں سے وہ سکون کی نیند نہیں سو سکا تھا۔ جب بھی آنکھیں بند کرتا دو روئی اور نفرت بھری سنہری آنکھیں اس کے سامنے آجاتیں۔ لیکن آج آنکھیں بند کرنے پر وہ آنکھیں اس کے سامنے نہیں آئیں۔

******

طلال خدیجہ کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا اور خدیجہ کو اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کا بیٹا ان کے سامنے ہے۔

"امّی ایک بات پوچھوں؟" اچانک کچھ یاد آتے وہ اٹھ بیٹھا۔

"پوچھو میری جان۔" اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے وہ پیار سے بولیں۔

"کیا میرا چہرہ بابا سے ملتا ہے؟" اس کے سوال پر خدیجہ کو وہ دن یاد آیا جب ہسپتال میں پہلی بار انہوں نے طلال کی جھلک دیکھی تھی۔

اس وقت ان کے منہ سے طلال کو دیکھتے جو لفظ ادا ہوا تھا وہ 'سکندر' تھا۔ لیکن اس ٹائم انجیکشن کا اثر تھا تو وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر بھول گئیں مگر آج

طلال کو ایشل کے ساتھ کھڑے دیکھ کر وہ سن رہ گئیں تھیں۔ وہ بالکل اپنے باپ کی کاپی تھا چاہے وہ شکل سے ہو یا غصے سے۔

"تم خود دیکھ کر بتاؤ۔" الماری سے لکڑی کا باکس نکال کر انہوں نے سکندر کی کچھ تصاویر اس کے سامنے رکھیں۔

ایک پل کو طلال واقعی حیران رہ گیا۔ انیس بیس کے فرق کا فرق تھا ورنہ اس کی آنکھیں، بال، قد کاٹھ سب اپنے باپ جیسا تھا۔ بس فرق اتنا تھا سکندر کے ماتھے پر تل تھا۔ اس باکس میں طلال کی پیدائش کی کچھ تصاویر بھی تھیں جنہیں اکثر خدیجہ اکیلے میں دیکھتی تھیں اور جب ایشل اس بارے میں پوچھتی تو وہ کہتیں صحیح وقت پر بتاؤں گی۔

"یہ دونوں کون ہیں؟ ایک منٹ یہ تو بھائی کے بچپن کی تصویر ہے اور ساتھ امل ہے کیا؟" طلال باکس میں رکھی تصویر باہر نکالتے بولا۔ پھر اس نے تصویر کو پلٹا جس کے پیچھے بچگانہ لکھائی میں لکھا تھا۔ 'اجّی کی عشو'۔

"یہ کون ہے؟" ایشل خدیجہ کے کمرے کے لائٹ آن دیکھ کر ادھر ہی آگی جب اس نے طلال کے ہاتھ میں پکڑی تصویر دیکھی۔ تصویر شاید برتھڈے پارٹی کی تھی کیونکہ اس تصویر میں بچی کے سر پر برتھڈے کیپ تھی اور بچے کے منہ پر کیک لگا تھا اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو یقیناً اس بچی کو ہنستے ہوئے دیکھ کر تھی۔

"کہیں یہ بھائی کے ساتھ ایشل تو نہیں؟" عشو لفظ پڑھتے اسے جو پہلا خیال آیا وہ ایشل تھا۔

"یہ ایشل کی تیسری سالگرہ کی تصویر ہے اور اس کے پیچھے الفاظ اجلال نے لکھے تھے۔" خدیجہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھیں جبکہ ایشل کچھ بھی کہے بغیر جیسے آئی تھی ویسے ہی خاموشی سے اٹھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ تم بھی ہمارے ساتھ یہ تصویریں دیکھو۔" طلال اپنے موبائل میں اس تصویر کی پیچر لیتے بولا۔

"میں سونے جا رہی ہوں صبح یونی بھی جانا ہے۔" ان دونوں کی طرف دیکھے بغیر وہ نکل گئی۔

"بچپن میں تو اسے اجلال کے سوا کوئی اور نظر ہی نہیں آتا تھا بس ہر وقت اس کی زبان پر ایک لفظ ہوتا تھا 'اجّی'۔ مجھے لگا اسے اجلال کو دیکھ کر اپنے بچپن کی

NOVEL HUT

یاد آگئی ہو گی لیکن یہ ایسے ہو گئی جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔" خدیجہ باقی تصویریں طلال کے سامنے رکھتے بول رہی تھیں۔

"امّی ان دونوں کی انصاری ہاؤس میں تھوڑی لڑائی ہو گئی تھی بس تب سے یہ بھائی کو بس باتیں سناتی رہتی ہے۔ آپ فکر نہ کریں نکاح کے بعد ٹھیک ہو جائے گی۔" طلال انہیں تسلی دیتے اب ان تصاویر کو کیمرے میں محفوظ کر کے اجلال کو بھیج رہا تھا۔

NOVEL HUT

******

ٹھیک دو دن بعد وہ طلال کے ساتھ انصاری ہاؤس کے باہر کھڑی تھیں۔ خدیجہ کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں جبکہ ایشل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کل اس کا نکاح تھا۔ طلال انہیں لیے اندر داخل ہوا۔

سب سے ملنے اور کھانے کے بعد مقدس بیگم ان دونوں کو اس روم میں لے آئیں جو کبھی سکندر اور خدیجہ کا تھا۔

"تم لوگوں کے جانے کے بعد بابا جان نے یہ کمرہ بند کروا دیا تھا اور ساری تصویریں بھی یہی رکھوا دی تھیں۔ میں روز بابا جان کی نظر سے بچا کر اس کمرے کی صفائی تو کرواتی تھی مگر آج حسان انصاری اور میں نے تم لوگوں کی تصویریں واپس اس گھر کی دیواروں پر لگوا دیں ہیں۔" مقدس بیگم کمرے کا دروازہ کھولتے خدیجہ کو بتا رہی تھیں جو اتنے سالوں بعد اس گھر میں آئی بھی تھیں تو سکندر کے مرنے کے بعد۔

کتنی یادیں وابستہ تھیں ان کی اس گھر اور اس کمرے سے۔ کمرے میں قدم رکھتے وہ ماضی میں چلی گئیں، جب شادی ہو کر وہ اس گھر میں آئیں تھیں اور

سکندر وہ اسے پلکوں پہ بیٹھا کر رکھتا تھا۔ ایشل کی پیدائش پر سکندر نے اس کمرے کو دلہن کی طرح سجایا تھا۔ مگر وقت نے اسے بدل دیا اور ان کی ہنستی مسکراتی زندگی کہیں بہت پیچھے چلی گئی۔ ایک چیز جو ان کی زندگی میں نہیں بدلی تھی وہ سکندر کا اپنی بیٹی سے پیار تھا جو کبھی کم نہیں ہوا تھا۔ مگر خدیجہ کو لگتا تھا اس ایک حادثے نے ایشل کے دل میں اس کے باپ کے لیے نفرت بھر دی ہے۔

"خدیجہ تم آرام کرو اور ایشل بیٹا آپ بھی فریش ہو جاؤ پھر ہمیں شاپنگ پر بھی جانا ہے۔ تانیہ کو طلال لینے گیا ہے اور وہ جب آجائے گی تو اس نے آتے کی جلدی جلدی کا شور کرنا ہے۔" ایشل ان کی بات پر اپنے ساتھ لائے بیگ سے کپڑے نکالنے لگی۔

******

"نہیں تم مجھے ایک بات بتاؤ یہ ہر وقت تم ہوا کے گھوڑے پر سوار کیوں رہتے ہو؟" طلال نے خدیجہ اور ایشل کو انصاری ہاؤس چھوڑتے تانیہ کو کال کر کے تیار ہونے کا بولا تھا اور ٹھیک دس منٹ بعد وہ گیٹ کے باہر کھڑا ہارن پر ہارن دے رہا تھا جس پہ تانیہ کو شدید تپ چڑھی۔

"آہہہ... تم کبھی بھی پہلے سلام نہ کرنا؟" طلال نے آہ بھرتے کہا پھر تانیہ کو گاڑی کا دروازہ کھولتے دیکھ کر رکا۔

"میں نے تمھیں دس منٹ پہلے بولا تھا کہ میں لینے آرہا ہوں مگر تم ایسے ظاہر کر رہی ہو کہ میں بغیر بتائے آیا ہوں۔" طلال گاڑی سٹارٹ کرتے بولا۔

"واہ طلال انصاری، تم کسی لڑکی کو دس منٹ پہلے کال کر کے بولو کہ میں تمھیں لینے آرہا ہوں اور پانچ منٹ بعد اس کے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر مسلسل ہارن دیئے جاؤ تو کیا وہ لڑکی غصّہ بھی نہ کرے۔" تانیہ کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"اچھا بابا سوری، اب موڈ ٹھیک کرو۔ اس منہ کے ساتھ اپنی ساس اور نند سے ملو گی تو وہ تمھیں دیکھتے ہی ریجکٹ کر دیں گئیں۔" تانیہ کو منہ پھلائے دیکھ کر بولا۔

"میری ساس اور نند نے مجھے بہت دفعہ دیکھا ہے..." تانیہ کے لفظوں کو بریک طلال کے جھٹکے سے گاڑی روکنے پر لگی۔

"تم آرام سے گاڑی نہیں روک سکتے تھے۔" اپنی تیز ہوتی دل کہ دھڑکن کو نارمل کرنے کے لیے اس نے گہری سانس لی۔

"کیا ممی پاپا نے ماموں ممانی کو کچھ نہیں بتایا؟" طلال کے سوال پر تانیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا نہیں بتایا...؟" تانیہ کے چہرے پر ابھرتے تاثر سے صاف ظاہر تھا اسے کچھ نہیں پتہ۔

"یہی کہ... ممی پاپا میرے اصل والدین نہیں ہیں۔" طلال نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے اسے بتایا۔

NOVEL HUT

"اگر میں کہوں کہ مجھے یہ بات پتہ ہے بلکہ ماما پاپا سب یہ بات جانتے ہیں پھر..." اب کہ جھٹکا لگنے کی باری طلال کی تھی۔

"کیا صرف اس بات سے میں ہی بے خبر تھا۔" طلال اپنا سر اسٹیرنگ پر ٹکاتے بولا۔

"تم اور امل بھی... ،مجھے یہ بات ماما پاپا نے تم سے رشتہ طے کرنے سے پہلے بتائی تھی اور مجھے یہ بات تمھیں یا امل کو بتانے سے منع کی تھی۔"تانیہ کی بات سنتے طلال نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"خیر ویسے ایک سرپرائز تمھارے لیے بھی ہے۔"طلال نے گاڑی دوبارہ سڑک پر ڈالی۔

"وہ کیا؟"

"تم اس وقت اپنی اصل ساس اور نند سے ملنے جا رہی ہو جو اس وقت انصاری ہاؤس میں موجود ہیں۔"طلال کے بتانے پر تانیہ کا منہ کھلا۔

"اف طلال تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا میں تو صحیح سے تیار بھی نہیں ہوئی۔"تانیہ کو اب بھی اپنے تیار نہ ہونے کا دکھ کھایا جا رہا تھا۔

"بے فکر رہو امّی تمھیں اس شکل کے ساتھ بھی قبول کر لیں گی۔"طلال نے اپنی ہنسی دباتے اسے تپایا۔

"اس شکل سے کیا مراد ہے،ہاں؟ تم پہلے خود کو دیکھو پھر بولنا یہ بات۔"تانیہ کے تو دل پر بات لگی۔

"مطلب یہ کہ اتنے تھوڑے میک اپ میں بھی تم انہیں بس صحیح لگو گی اور رہی بات میری میں تو بچپن سے بہت پیارا ہوں۔" اس بات پر دل میں ہی سہی مگر تانیہ نے بھی اتفاق کیا۔

"میں نے ابھی ایک بات نوٹ کی ہے، تم آج کافی خوش لگ رہے ہو؟" کئی دن سے طلال کے چہرے پر جو پریشانی تھی آج وہ کہیں غائب ہو گئی تھی۔

" صحیح کہا اور میری خوشی اس وقت ساتویں آسمان پر ہے۔اب اترو اور اندر چلو۔" گاڑی پورچ میں پارک کرتے اس نے تانیہ کے سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

******

ایشل فریش ہو کر باہر آئی تو کمرے میں خدیجہ کے ساتھ امل اور مقدس بیگم تیار بیٹھی تھیں۔

"جب تم ہسپتال میں تھیں تب میں تم سے ملنے آنے والی تھی مگر عین وقت پر میری بہن بیمار پڑ گئی اور ہماری ملاقات ادھوری رہ گئی ورنہ ہم بہت پہلے مل چکے ہوتے۔" مقدس بیگم خدیجہ کو بتا رہی تھیں اور ایشل کو وہ احسان یاد آئے جو اس برے وقت میں ان لوگوں نے اس پر کیا تھا۔ اگرچہ وہ احسان نہیں تھے مگر ایشل انہیں اپنا احسان مند ہی سمجھتی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹا کن سوچو میں گم کھڑی ہو، کوئی پریشانی ہے؟" خدیجہ کی پکار پر وہ سوچوں سے باہر آئی۔

"نہیں، کچھ نہیں۔" ایشل ہلکا سا مسکرا کر بولی۔ تبھی دروازہ کھلا اور طلال تانیہ کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم!" تانیہ نے مقدس بیگم اور امل کے علاوہ کمرے میں دو نفوس کو دیکھا تو تھوڑا ہچکچائی۔ اس کے سلام کرنے پر طلال نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"وعلیکم السلام، ماشاءاللہ ہماری بہو تو بہت پیاری ہے۔" خدیجہ نے تانیہ کے ماتھے پر بوسہ دیا جس پر وہ بھینپ گئی۔ طلال مسکراتی نظروں سے اس کے سرخ چہرے کو تک رہا تھا۔

"شرم کرو سب کے سامنے اسے ایسے دیکھوں گے تو بیچاری کنفیوز ہو جائے گی۔" امل نے طلال کے کان کھینچے۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے جو تم فرہان بھائی کو دیکھ رہی تھیں اس دن؟" طلال نے آنکھیں چھوٹی کرتے امل کو گھورا۔

"یہ تم دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو؟" مقدس بیگم کے پکارنے پر دونوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"چلیں اب پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے اور آپ خواتین کی خریداری جلدی ختم بھی نہیں ہوتی۔" طلال گاڑی کی چابی گھماتے بولا تو تینوں لڑکیوں نے اسے گھورا۔ پہلے تو اسے ان کے گھورنے کی سمجھ نہیں آئی پھر یاد آیا اس نے انہیں ابھی خواتین کا لقب دیا تھا۔ ان کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر وہ دانت دکھا کر

ہنستا باہر نکل گیا۔ اس کے نکلتے وہ سب بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئیں۔

******

اپنے کمرے سے ملحقہ بالکنی میں موجود اجلال نے کسی کے بولنے کی آواز پر ریلنگ سے نیچے جھانک کر دیکھا جہاں مقدس بیگم کے ساتھ وہ کھڑی کسی بات پر منہ پر ہاتھ رکھے مسکرا رہی تھی۔ اجلال نے اسے آج پہلی بار مسکراتے دیکھا تھا۔

NOVEL HUT

ایشل کے مسکرانے پر اجلال کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اپنے فون کی آواز پر وہ ریلنگ سے ہٹا تبھی ایشل نے اپنے اوپر کسی کی نظریں محسوس کرتے سر اٹھا کر اوپر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ سر جھٹکتے وہ گاڑی

میں بیٹھی۔ دوسری طرف اجلال فون کان سے لگائے واپس ریلنگ کی طرف آیا مگر تب تک طلال کی گاڑی گیٹ پار کر چکی تھی تبھی وہ دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم تھوڑا وقت نکال کر آجانا یار کل۔" اجلال نے دوسری طرف موجود سلمان سے کہا۔

"میں ضرور آتا مگر اس وقت ملک سے باہر ہوں اور کل بہت ضروری میٹنگ بھی ہے۔ ویسے اتنی جھٹ پٹ نکاح کرنے کی کوئی خاص وجہ؟ کیا وہ تمھیں مل گئی؟" اجلال جانتا تھا وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔

"تقدیر نے بھی میرے ساتھ عجیب کھیل کھیلا ہے، کئی مہینوں پہلے جس لڑکی کو دیکھ کر مجھے پہلی نظر میں لگا تھا یہ وہی ہے مگر اس کا نام اور اسے دیکھ کر

ناجانے کیوں دماغ نے دل کی نفی کی تھی اور پھر میں جان بوجھ کر اسے خود سے دور کر رہا تھا کیونکہ میں کسی لڑکی کو اس کی جگہ نہیں دینا چاہتا تھا مگر اب جب اس دن معلوم ہوا جسے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کیا تھا وہ تو شروع سے میرا نصیب تھی۔" اجلال کی آواز نم ہوئی جو شاید سلمان نے نوٹ نہیں کی۔

"اللہ سب بہتر کرے گا ان شاءاللہ اور دیکھنا نکاح کے بعد اللہ ان کے دل سے تمھاری نفرت ختم کر دے گا۔" سلمان بہت خوش تھا کہ اس کے دوست کو اس کی محبت مل گئی۔

"ان شاءاللہ۔" اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔

******

"تم یہ رنگ کیوں نہیں لیتیں تم پر سوٹ کرے گا۔" طلال نے بے بی پنک لانگ فراک تانیہ کی طرف بڑھائی۔ ایشل، امل اور مقدس بیگم جیولری شاپ چلے گئے تھے۔ امل کا سوٹ ویسے بھی صالحہ بیگم اور کی طرف سے آگیا تھا تو وہ بس ایشل اور تانیہ کی شاپنگ کے لیے ساتھ آئی تھی۔ تانیہ کو کوئی سوٹ پسند نہیں آرہا تھا تو طلال اس کے ساتھ ہی رک گیا۔

"ایک بات پوچھوں؟" تانیہ نے فراک اس کے ہاتھ سے لی۔

"ایسی کیا بات ہے جسے پوچھنے کے لیے تم اجازت مانگ رہی ہو؟" طلال نے حیران کن لہجے میں کہا مگر تانیہ کے چہرے پر چھائی سنجیدگی پر وہ چونکا۔

"جب تمھاری اور اجلال بھائی کی لڑائی ہوئی تھی تب تم نے مجھے بتایا تھا جس لڑکی کے بارے میں اجلال بھائی وہ سب بول رہے تھے اسے تم اپنی بہن

مانتے ہو،تو کیا وہ۔۔۔؟"تانیہ نے بات اُدھوری چھوڑی مگر طلال سمجھ گیا تھا وہ کیا پوچھ رہی ہے۔

"وہ ایشل ہی تھی۔ میرا دل کہتا تھا وہ بہت اپنی ہے،بہت قریبی،اتنی کہ اس کی تکلیف پر مجھے کچھ ہوتا تھا اور دیکھو خون کی کشش اتنی تھی کہ وہ بھی مجھے اپنا چھوٹا بھائی ہی کہتی تھی مگر لوگ ہمیشہ دوسروں کو غلط سمجھتے ہیں۔"کاونٹر کی جانب بڑھتے اس نے سوٹ کے پیسے دیے۔تانیہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں تکلیف تھی،وہی تکلیف جو کچھ ماہ پہلے اس پر لگے الزام پر اس کے چہرے پر ہوتی تھی۔

"کیا اجلال بھائی ان سے اب بھی نفرت کرتے ہیں؟"تانیہ کے سوال پر طلال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"پہلے تھی یہ نہیں معلوم ،مگر ہاں اب کہیں جا سوئی ہو گی اور اگر ذرا برابر ہوئی بھی تو آگے جا کر نہیں رہے گی۔" طلال کی بات پر اسے اچھنبا ہوا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب کل ہماری منگنی کے ساتھ اجلال بھائی اور ایشل کا نکاح بھی ہے۔ ویسے تو یہ بات سب کو کل سرپرائز کے طور پر بتانی تھی مگر میں نے صرف تمھیں بتائی ہے۔ تم کسی کو نہ بتانا کہیں سب مجھے ہی پکڑ لیں۔اب جیولری لے لیں؟"تانیہ نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ دونوں اسی دوکان کی طرف چل دیے جہاں باقی تینوں تھے۔

******

رات کے کھانے پر حسان صاحب سربراہی کرسی پر بیٹھے تھے ان کے دائیں جانب مقدس بیگم ان کے ساتھ والی کرسی پر اجلال بیٹھا تھا اور اگلی کرسی پر امل تھی جبکہ بائیں جانب خدیجہ اور ان کے ساتھ ایشل اور طلال موجود تھے۔

اجلال کھانا کھاتے گاہے بگاہے نگاہ اپنے بالکل سامنے بیٹھی ایشل پر ڈالتا جو کھانے کو کھا کم اور اس کو گھور زیادہ رہی تھی۔

"کیا بات ہے ایشل، آپ کھانا نہیں کھا رہیں؟ کچھ اور کھانا ہے تو بتا دو؟" مقدس بیگم نے بھی جب نوٹ کیا تو پوچھ لیا۔

"نہیں۔۔بس میں نے کھا لیا۔" کھانے سے ہاتھ کھینچتے اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کیے مگر اسے اس طرح درمیان سے اٹھ کر جانا عجیب لگ رہا تھا اور تو

اور اپنے سامنے بیٹھے شخص کی مسلسل خود کی جانب اٹھتی نظریں، وہ کیا بتاتی سب کو کے سامنے موجود شخص اسے زہر لگ رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں جب بھوک لگے آپ کھا لینا، آپ آرام کرو کل فنکشن میں تھک نہ جاؤ۔" مقدس بیگم نے جیسے اس کی پریشانی حل کی۔ وہ فوراً اٹھتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اجلال جانتا تھا وہ اس کی وجہ سے کھانا چھوڑ کر گئی ہے۔ مگر اس میں اس کا بھی کوئی قصور نہیں تھا۔ اب اتنے سالوں سے مانگی گئی دعا اس طرح آنکھوں کے سامنے ہوگی تو کون نظر چرائے گا۔

جب سب کھانا کھا چکے تو اجلال نے میسج کر کے امل کو کمرے میں بلایا۔

"جی بھائی کچھ چاہیے آپ کو؟" امل نے آتے سوال کیا۔

"تمھاری دوست نے صحیح سے کھانا نہیں کھایا شاید نئی جگہ کی وجہ سے تم ایسا کرو اس کے لیے کھانا کمرے میں لے جاؤ۔"اجلال کے کہنے پر امل نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے لے جاتی ہوں مگر ابھی تو وہ میری دوست ہے، کل آپ کی منکوحہ ہو گی اور اس کا نام ایشل ہے کب تک اس کا نام نہیں لیں گے؟" اس سوال پر اجلال کو اپنے اوپر غصہ آیا۔

"آخر کیا ضرورت تھی اس کی فکر کرنے کی۔اف پتہ نہیں امل کیا سوچ رہی ہو گی؟"

"بھائی۔۔۔"امل کی پکار پر وہ سوچوں سے باہر آیا۔" شکریہ بھائی ! میں بہت خوش ہوں آپ کے دل سے میری دوست کے لیے جو غلط فہمی تھی ختم ہو

گئی اور اب وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔"امل اجلال کے گلے لگی۔
اجلال اس کا سر تھپکتے مسکرایا۔

******

اگلا دن روشن اور خوشگوار تھا۔ منگنی اور نکاح کا سارا انتظام انصاری ہاؤس کے لان میں کیا گیا تھا۔چونکہ مجتبیٰ صاحب اور سلیم صاحب کے علاوہ ان کے کچھ قریبی عزیز بھی اس وقت وہاں موجود تھے تو ہر طرف گہما گہمی تھی۔

"آپ سب کے لیے آج ایک اسپیشل سرپرائز ہے۔" انصاری صاحب نے ایشل کو اپنے پاس بلاتے سب کو متوجہ کیا۔ایشل اور خدیجہ سے سب کا تعارف وہ پہلے ہی کروا چکے تھے اور زینب کو تو ایشل بہت پسند آئی تھی۔

"انکل جلدی بتائیں سرپرائز۔" زینب سے تو اب صبر نہیں ہو رہا تھا جبکہ عینا اس کا دل وسوسوں سے گھرا تھا۔

"آج امل اور طلال کی منگنی کا تو آپ جانتے ہی ہیں مگر آج اجلال کا نکاح بھی ہے۔" سب کے چہروں پر خوشگوار حیرت ابھری۔

"اجلال بھائی آپ کتنے چھپے رستم نکلے یار۔ ویسے کون ہے وہ خوش نصیب جس کے لیے بھائی نے ہاں کہی ہے اور وہ بھی سیدھا نکاح کے لیے؟" فرہان نے لاونج میں آتے اجلال کو پکارا۔

"میں بتاؤ وہ کون ہے؟" زینب چہک کر بولی۔

"تمھیں کیسے پتہ؟" عینا نے اس کے کان میں پوچھا۔

"ایشل آپی۔ اجلال بھائی کا نکاح ایشل آپی سے، ہے ناں؟" اس کے کہنے پر اجلال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی وہیں حسان انصاری اور مقدس بیگم نے بھی اثبات میں سر ہلا کر اس کی بات کی تصدیق کی۔ عینا نے نظر اٹھا کر اجلال کو دیکھا جس کی نظروں کا زاویہ ایشل کی جانب تھا جو اب امل کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی۔

"تو کیا وہ لڑکی ایشل تھی، جس کا اجلال انصاری نے سالوں انتظار کیا۔" ایشل کو دیکھتے وہ سوچنے لگی۔ اس کے دل میں کچھ ٹوٹا تھا۔ مگر پھر بھی مضبوط بنی وہاں بیٹھی رہی اس بات سے انجان کے فرہان اس کے بدلتے رنگ دیکھ چکا تھا۔

اسے اپنی بہن کے لیے افسوس ہوا تھا مگر اجلال کے لیے خوش بھی تھا کہ اسے اس کی محبت مل گئی۔

******

شام مغرب کے بعد تقریبات کا انعقاد تھا تو سب نماز سے فارغ ہوتے تیار ہونے لگے۔

طلال دروازے پر دستک دیتے اجلال کے کمرے میں آیا۔

NOVEL HUT

"ماشاءاللہ ،بہت پیارے لگ رہے ہیں۔" اجلال اس وقت پیسٹل رنگ کا کرتا پہنے ہوئے تھا جو اس پر جچ بھی رہا تھا۔ اس کے سیاہ بال ہمیشہ کی طرح جیل لگا کر سیٹ کیے گئے تھے۔

"تم بھی بہت پیارے لگ رہے ہو ماشاءاللہ۔" اجلال اس پر پرفیوم سپرے کرتے بولا تو وہ ہنس دیا۔

"بھائی آپ سے ایک بات کرنی تھی۔" گلا کھنکار کر اس نے بولا۔

"بھائی آپ کے اور ایشل کے درمیان ان کچھ مہینوں میں جو بھی لڑائی رہی ہے آپ پلیز اس کی کہی باتیں بھول جائیے گا۔ وہ بس تھوڑی سی روڈ ہے مگر دل کی بہت اچھی ہے۔ بے شک ہم بہن بھائی ساتھ نہیں رہے مگر ان چند سالوں کے اندر میں اسے بہت جان گیا ہوں۔ وہ جب پریشان ہوتی ہے تو منہ سے کچھ نہیں کہتی بس کسی سے بات نہیں کرتی یا ہر وقت غصے میں رہتی ہے۔ امّی کی بیماری کی وجہ سے بس وہ ایسی ہو گئی ہے۔ آپ بس۔۔۔" وہ سر

جھکائے کہہ رہا تھا جب اجلال نے آگے بڑھتے اسے گلے لگایا۔ طلال کی آنکھ سے آنسو بہہ نکلا۔ اسے بولتے ہوئے اجلال کو وہ ایشل کا بڑا بھائی لگا تھا۔

"بے فکر رہو میں بچپن سے اس کی نیچر سے واقف ہوں۔ بس ہمارا دوبارہ ملنا ایسے ہی لکھا تھا۔" اس کی کمر تھپکتے اجلال آہستہ سے بولا۔

"بلکہ میں تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔ میں نے تم دونوں کے اتنے پاک رشتے پر تہمت۔۔۔"اجلال نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو طلال نے فوراً اس کے ہاتھوں کو تھاما۔

"پلیز بھائی، ایسے نہیں کریں۔ اس وقت جو ہوا اسے بھول جائیں۔"

"چلو آنسو صاف کرو۔ مجھے تم ہنستے مسکراتے اچھے لگتے ہو پتہ نہیں کیوں اتنی سیریس شکل بنا لیتے ہو۔" اجلال نے اس کے آنسو صاف کیے۔

"رہی بات تمھاری بہن کی تو مجھے حیرت ہو رہی ہے وہ نکاح کے لیے کیسے مان گئی؟ کہیں تم نے یا چھوٹی امّی نے تو اسے مجبور نہیں کیا تھا؟" اجلال اس دن سے اسی سوچ میں تھا آخر اس نے ایک دم ہاں کیسے کر دی۔

"میری تو ایشل ویسے بھی نہیں مانتی اور امّی نے بھی اسے مجبور نہیں کیا۔ یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے۔ کیا معلوم اسے بھی بچپن کی کوئی بھولی بسری آپ کی یاد آگئی ہو؟" اب کے طلال نے شرارت سے کہا۔ پھر دونوں ہنس دیے۔

NOVEL HUT

******

وہ آئینے کے سامنے نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ پالر والی اسے تیار کر کے اب امل اور تانیہ کو تیار کرنے گئی تھی۔ پیسٹل کلر کی پاؤں کو چھوتی

فراک'جو موقع کی مناسبت سے زیادہ بھاری نہیں تھی' پہنے، ہم رنگ دوپٹہ، کانوں میں جھمکے اور ہلکے میک اپ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"تقدیر نے بھی میرے ساتھ عجیب کھیل کھیلا ہے۔ پہلے سمیر سے ان چاہی منگنی اور اب، اب اس شخص سے نکاح جسے میں پسند نہیں کرتی اور وہ اسے بھی مجھ سے شدید نفرت ہے۔ جو میری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا، جو چند دن پہلے مجھے اپنی زندگی سے نکل جانے کا کہہ رہا تھا اب کیسے اچانک نکاح کے لیے مان گیا۔ کیا وہ مجھ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے رہا ہے یا کچھ اور ہے۔"اس کے دل میں کوئی احساس نہیں تھا۔ اس کی سوچوں کا تسلسل دروازے کی آواز پر ٹوٹا جہاں سے عینا اندر آئی تھی۔

عینا سنہری رنگ کی کیپری شرٹ کے ساتھ بالکل ہلکا میک اپ کیے ہوئے تھی۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔" عینا اس کا دوپٹہ درست کرنے لگی جو زمین پر لگ رہا تھا۔

"شکریہ۔" ایشل ہلکا سا مسکرائی۔

"آجائیں نیچے چلیں۔ سب نکاح کے لیے انتظار کر رہے ہیں اور خدیجہ آنٹی بھی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔"عینا نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے کھڑے ہونے میں مدد دی۔ عینا کے ساتھ سیڑھیاں اترتے اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ خدیجہ کے کمرے سے نکلتے اجلال کی نظر جیسے اس پر پڑی دوبارہ پلٹنا بھول گئی۔ وہ یک ٹک اس دیکھ رہا تھا جب فرہان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بھائی وہ آپ کی ہیں بعد میں دیکھ لیجیے گا ابھی باہر چلیں۔" اجلال نے خفت سے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کے پیچھے لان میں چلا آیا جہاں اسٹیج پر دو صوفہ سیٹ لگے تھے۔ مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

عینا ایشل کو خدیجہ کے کمرے میں لے آئی۔ خدیجہ کا اسے دیکھتے دل بھر آیا۔

"آپی رویے گا نہیں ورنہ سارا میک اپ خراب ہو جائے گا یار۔" زینب جو امل اور تانیہ کے ساتھ کمرے میں آئی تھی، ایشل کے ارادے دیکھتے فوراً بولی۔

"ہماری بیٹیاں کتنی پیاری لگ رہی ہیں ماشاءاللہ۔" مقدس بیگم نے پرس سے پیسے نکالتے ان سب کا صدقہ اترا۔

"چلو بچوں پہلے ہی دیر ہو گئی ہے اور مولوی صاحب بھی انتظار کر رہیں نکاح کے لیے۔ زینی بیٹا آپ لاونج میں جا کر طلال کو بولو کے مولوی صاحب کو نکاح

شروع کرنے کا بول دیں۔" صالحہ بیگم کے کہتے زینب باہر چلی گئی جبکہ ایشل کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

باہر لان میں پہلے مولوی صاحب نے اجلال سے ایجاب و قبول کروایا پھر طلال انہیں لیے اندر آگیا۔

"ایشل سکندر ولد سکندر انصاری کیا آپ کو اجلال حسان انصاری ولد حسان انصاری سے پچاس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے۔"ایشل نے آنکھیں بند کیں۔اسے اس وقت سکندر کی شدت سے یاد آئی تھی۔

("جب سے" تم " ہماری زندگی میں آئی ہو سب تباہ ہوگیا ہے۔")

"قبول ہے۔"اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

"ایشل سکندر ولد سکندر انصاری کیا آپ کو اجلال حسان انصاری ولد حسان انصاری سے پچاس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے۔"مولوی صاحب نے دوسری مرتبہ پوچھا۔

("تمھاری وجہ سے ہمارے گھر کا سکون برباد ہوگیا ہے۔") اجلال کے الفاظ اس کے ذہن میں ابھرے۔

"قبول ہے۔"

NOVEL HUT

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"تیسری بار پوچھا گیا۔

("تم چلی کیوں نہیں جاتیں، تاکہ ہماری زندگی پھر سے پہلے جیسی ہو سکے۔تم ہماری زندگی سے چلی جاؤ۔تم چلی جاؤ گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔") طلال نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"قبول ہے۔"

نکاح نامے پر سائن کرتے وہ اپنے دل کو مار چکی تھی۔ وہ اپنی زندگی اس شخص کے نام کر چکی تھی جو کبھی اسے اپنے آس پاس بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

خدیجہ اسے سینے سے لگائے رو رہی تھیں۔ سب اسے مبارک باد دے رہے تھے یہ جانے بغیر کے اس کے دل میں کوئی احساس، کوئی جذبہ نہیں تھا۔

عینا اسے مبارک باد دے کر باہر چلی آئی تھی۔آج وہ شخص کسی اور کا ہو گیا تھا جسے اس نے دعاؤں میں مانگا تھا۔ آج اجلال انصاری کی دعاؤں پر کن فرما دیا گیا تھا۔

"آپی۔" فرہان کی آواز پر وہ چونکی۔

"پریشان نہ ہوں، اللہ نے آپ کے لیے کچھ بہتر لکھا ہو گا۔" وہ اس کے احساسات سمجھ گیا تھا۔

"میں پریشان نہیں ہوں، خوش ہوں کہ اللہ نے ان کی دعا سن لی اور وہ لڑکی ان کا نصیب بنی۔مجھے اس پر رشک آرہا ہے۔"اس کے دل میں واقعی ایشل کے لیے کوئی حسد یا برا احساس نہیں تھا۔فرہان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

******

نکاح کی رسم کے بعد منگنی کی رسمیں ادا کی گئیں۔تانیہ طلال کے پسند کیے گئے بے بی پنک فراک میں ملبوس تھی اور امل سلور فراک پہنے ہوئے تھی۔دونوں کو ایک جگہ بیٹھایا گیا جبکہ دوسرے صوفوں پر طلال اور فرہان موجود تھے۔ وہ

دونوں وائٹ کرتا شلوار پہننے ہوئے تھے۔ مقدس بیگم نے پہلے فرہان کو انگوٹھی پہنائی۔ صالحہ بیگم نے امل کی انگلی میں فرہان کے نام کی انگوٹھی ڈالی۔

"یار منگنی ہماری ہے تو ہم ایک دوسرے کو انگھوٹھی پہناتے۔" فرہان نے طلال کی جانب جھکتے ہانک لگائی۔

"شرم کرو بھائی، آپ کی منگیتر میری بہن ہے اور آپ میرے سامنے اسے انگوٹھی پہنانے کا بول رہے ہیں۔" طلال نے اسے گھورا۔

"ہاں تم تو تانیہ کے ساتھ پھرتے رہتے ہو اس لیے بول رہے ہو۔" فرہان نے منہ بگاڑا۔

"توبہ ہے بھائی۔ آپ یہاں ہوتے تو ہم نے کون سا امل کو منع کر دینا تھا خالہ کے ہاں جانے سے۔"طلال کو سمجھ نہیں آئی فرہان کو کس بات کا دکھ

ہے۔ نفرہان اس کا جواب دینے کے بجائے سیدھا ہو کر بیٹھا کیونکہ عالیہ بیگم طلال کو انگوٹھی پہنانے آگئیں تھیں۔ دوسری طرف تانیہ کو خدیجہ نے انگوٹھی پہنائی تھی۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔

حسان انصاری نے ان کے سر پر ہاتھ رکھتے ان کو خوشیوں کی دعا دی پھر ایشل کو ڈھونڈنے کے لیے نظر ادھر ادھر دوڑائی جو انہیں عینا، خدیجہ اور مقدس بیگم کے ساتھ کھڑی نظر آئی۔

"زینب جاؤ بیٹا ایشل اور اجلال کو بھی لے آؤ، گروپ فوٹو کے لیے۔" پاس کھڑی زینب کو ایشل کی طرف اشارہ کرتے اسے بلانے کو کہا۔

کچھ دیر بعد وہ سب اسٹیج پر موجود تھے سوائے اجلال کے جو منگنی کی رسم کے بعد جانے کہاں چلا گیا تھا۔

"اجلال کہاں ہے؟" سلیم صاحب نے حسان انصاری سے پوچھا۔

"وہ اندر گیا تھا۔ طبعیت تو ٹھیک ہے نہ اس کی۔" مجتبیٰ صاحب کے بتانے پر انہیں تشویش ہوئی۔

"میں دیکھتا ہوں۔" طلال کہتے ساتھ اندر داخل ہوا۔ کچن وغیرہ میں دیکھنے کے بعد وہ اوپر اجلال کے کمرے میں داخل ہوا پھر یک دم اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اجلال نے سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ آج بھی اس کی آنکھیں نم تھیں مگر خوشی سے کیونکہ آج اسے وہ عطا کر دی گئی تھی۔ دعا کے بعد جیسے وہ جائے نماز سمیٹتے اٹھا طلال کو صوفے پر بیٹھے پایا۔

"سب آپ کے لیے پریشان ہو رہے ہیں کے آپ کہاں ہیں؟" طلال کھڑا ہوتا اس کے پاس آیا۔

"ہاں میں بس آرہا تھا۔"جائے نماز کو جگہ پر رکھتے اس نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نم آنکھیں صاف کیں۔

"میری بہن بہت خوش قسمت ہے جسے آپ جیسا شوہر ملا۔مجھے نہیں معلوم تھا محبت کرنے والے کیسے ہوتے ہیں مگر آج آپ کو سجدہ شکر ادا کرتے دیکھ کر اندازہ ہوا ہے بہت خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو محبت کرنے والے لوگ ملتے ہیں۔" طلال کو اپنی بہن کی قسمت پر رشک آیا۔

"تم کب سے اتنی سریس باتیں کرنے لگ گئے یار۔" اجلال نے اسے سنجیدہ دیکھ کر کہا۔

"یہ سب چھوڑیں سب فوٹو شوٹ کے لیے انتظار کر رہے ہیں پھر مہمانوں کو کھانا بھی دینا ہے بے چارے آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔" طلال فوراً اپنی

جون میں واپس آیا۔ اجلال ابھی ایشل کے سامنے جانا نہیں چاہتا تھا مگر مجبوراً وہ طلال کے ساتھ لان میں آیا۔

اسٹیج پر امل اور تانیہ کے ساتھ وہ بیٹھی تھی۔ اس کے دوسری جانب خدیجہ اور صالحہ بیگم تھیں۔ وہ چلتا فرہان کے پاس آیا۔

"ارے بیٹا ادھر آؤ۔ ان کی تو انگیجمنٹ تھی تم تو وہاں ایشل کے ساتھ بیٹھو۔" مقدس بیگم کے کہنے پر اجلال نے ایشل کی جانب دیکھا اسی وقت ایشل کی نظریں بھی اٹھیں تھیں۔ ان دونوں کی نظریں ملیں اور پھر دونوں نے ایک ساتھ نظریں جھکائیں تھیں۔

"جی۔" اب وہ انکار کرتا تو مہمانوں نے باتیں بنانی تھیں اس لیے چپ چاپ ایشل کے ساتھ کچھ انچ کے فاصلے پر سر جھکا کر جا بیٹھا کہیں نظریں دوبارہ اس

کی جانب نہ اٹھ جائیں۔ طلال اور فرہان تو اسے سر جھکا کر بیٹھا دیکھ کر اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"سر پلیز آپ اپنا فیس اوپر کریں۔"فوٹو گرافر کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ سب کو لگ رہا تھا وہ شرما رہا ہے مگر وہ کیا بتاتا ساتھ بیٹھی لڑکی کی وجہ سے اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ اسے ڈر تھا کہیں ایشل کو اس کی نظر ہی نہ لگ جائے۔

NOVEL HUT

******

فوٹو شوٹ کے بعد مہمانوں کو کھانا دیا گیا۔ رات کے گیارہ بجے تک فنکشن ختم ہوا تو سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ایشل کپڑے بدل کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوئی۔ اپنے ہاتھوں پر اجلال کے نام کی مہندی دیکھ رہی تھی۔ خدیجہ دوا کھا کر سو گئی تھیں۔ زینب بھی تھک کر وہیں سو گئی تھی۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر ایشل نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے امل کھڑی تھی۔

"تم آج میرے ساتھ سو رہی ہو اس لیے بغیر ضد کیے چلو۔" امل اس کا ہاتھ پکڑے کمرے سے باہر لائی۔

NOVEL HUT

"امل امّی۔۔۔"

"تم چھوٹی ماما کی فکر نہ کرو زینب ان کے ساتھ ہے اور میں نے پہلے ہی انہیں کہہ دیا تھا ایشل میرے روم میں سوئے گی۔" ایشل کو اب سمجھ آئی خدیجہ نے زینب کو کیوں وہی سونے کو بولا تھا۔

"میں موبائل لے آؤ اب اندر سے؟" موبائل اٹھاتے اس نے لائٹ آف کی اور دروازے کو آہستہ سے بند کرتے امل کے ساتھ اوپر اس کے روم میں آگئی۔

"یہ لو یہ تمھارے لیے۔" امل نے دروازہ بند کرتے سائیڈ ٹیبل سے چھوٹا سا باکس اٹھا کر اسے تھمایا۔

"یہ کس لیے؟" ایشل نے نا سمجھی سے کہا۔

"یہ۔۔۔یہ بھائی کی طرف سے نکاح کا تحفہ۔" امل اس کے تاثرات دیکھنے لگی جو پل میں بدلے تھے۔

"مجھے نہیں لینا یہ، تم واپس کر دینا۔" اس نے باکس کھولے بغیر امل کو واپس پکڑانا چاہا۔

"پاگل ہو یہ تمھارے نکاح کا تحفہ ہے۔ بھائی تمھیں یہ خود دیتے مگر تمھارے خیال کے پیشِ نظر بھائی نے خود نہیں دیا۔" ایشل سمجھ گئی وہ کیا کہہ رہی تھی۔

"کھولو ذرا اس میں کیا ہے؟" امل نے کشن گود میں رکھتے پر جوش آواز میں کہا۔

ایشل نے بے دلی سے باکس پر چڑھی شیٹ اتاری پھر باکس کھولا۔ اندر ایک خوبصورت وائٹ گولڈ کا ہارٹ شیپ پینڈنٹ تھا جس پر ننھے ڈائمنڈ تھے۔ امل نے 'اوہ ہو' کہا تو ایشل نے باکس بند کرتے جلدی سے امل کے ہاتھ میں دیا۔

"کیا ہوا پسند نہیں آیا؟" ایشل کے چہرے پر آتے رنگ دیکھتے وہ شریر لہجے میں بولی۔

"نہیں۔۔وہ۔۔وہ مجھے نیند آ رہی ہے تم یہ اپنے بھائی کو واپس کر دینا میں یہ نہیں لے سکتی۔" بستر پر لیٹتے اس نے کمفرٹر اوڑھتے دوسری جانب رخ موڑ کر آنکھیں بند کیں۔ امل اس کی حالت دیکھ کر ہنس دی۔

******

فرہان نے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھاتے ایک نمبر ملایا جو کچھ سیکنڈ بعد ہی اٹھا لیا گیا۔

امل کمرے ساتھ بنی بالکنی میں کھڑی اجلال کو فون کرنے لگی تھی جب اس کے فون پر کال آنے لگی۔

"السلام علیکم!" فرہان کے سلام کرنے پر وہ تھوڑی دیر چپ رہی تو اس نے فون کان سے ہٹا کے دیکھا کہیں کال کٹ نہ گئی ہو۔

"وعلیکم السلام، جی کون؟" وہ انجان بنی۔

"آپ نے پہچانا نہیں حیرت ہے؟" اس نے امل کو تنگ کرنا چاہا۔

"اوہ کہیں آپ وہی تو نہیں۔دیکھیں میں پہلے ہی بتا چکی ہوں میں شادی شدہ ہوں، مگر اب لگتا ہے آپ کا نمبر مجھے اپنے شوہر کو دینا ہی پڑے گا۔" امل لہجے میں تھوڑا غصہ لاتی بولی۔

"استغفرُللہ، لڑکی کیوں میری سانسیں روک رہی ہو۔" فرہان اٹھ کر کھڑی کے پاس آیا۔ اس کے لفظوں پر امل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

"سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟" امل کے کچھ نہ بولنے پر اس نے پوچھا۔

"سونے لگی تھی اور آپ کی کال آگئی۔ ویسے آپ ابھی تک کیوں جاگ رہے ہیں؟" وہ بھی اسے مزید تنگ کرنے کے ارادے کو رد کرتی بولی۔

"آپ کی یاد میں نیند ہی نہیں آرہی۔ سوچا آپ کی تعریف ہی کردوں۔بہت پیاری لگ رہی تھیں۔" فرہان نے آہستہ سے الفاظ ادا کیے۔ اتنے آہستہ کے امل کو اپنی کانوں میں سرگوشی کی مانند گھلتے لگے۔

"مجھے نیند آرہی ہے اور آپ بھی سو جائیں۔"امل نے فون بند کرنا چاہا۔

"تم شرما رہی ہو۔ کاش میں تمھارے سامنے ہوتا تو تمھارا بلش کرتا چہرہ دیکھ سکتا۔" امل کا چہرہ اور سرخ ہوا۔

"اللہ حافظ۔"امل نے جلدی سے کال بند کی۔دوسری طرف فرہان نے قہقہہ لگایا۔

امل ڈھڑکتے دل کے ساتھ بستر پر بیٹھی پھر نظر ساتھ سوئی ایشل پر ڈالی اور خود بھی کمفرٹر اوڑھتے لیٹ گئی۔

******

صبح فجر کی نماز کے بعد ایشل نیچے آئی تو لاونج میں مقدس بیگم خدیجہ اور حسان انصاری کو بیٹھے پایا تو وہی چلی آئی۔ سب کو سلام کرتے وہ مقدس بیگم کے ساتھ جا بیٹھی۔

"مقدس بیگم آپ چائے بنا لائیں آج ہم اپنی بیٹی کے ساتھ چائے پیئیں گے۔" حسان انصاری نے مقدس بیگم کو مخاطب کیا۔

NOVEL HUT

"میں بنا لاتی ہوں۔" ایشل اٹھتے ہوئی بولی۔

"ارے بیٹا تم بیٹھو، اتنی بری ساس نہیں ہوں کے بہو سے پہلے دن چائے بنوالوں۔" مقدس بیگم نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔ ایشل بہو کے نام پر نظریں جھکا گئی۔

"کوئی بات نہیں بھابھی یہ بنا لے گی، آپ بیٹھ جائیں۔ "خدیجہ جانتی تھیں ایشل وہاں سے اٹھنا چاہتی ہے اس لیے فوراً بولیں۔

"جی بڑی ماما میں بنا لاتی ہوں۔" ایشل جلدی سے کچن کی جانب بڑھی تبھی اجلال جو باہر جاگنگ کرنے گیا تھا لاونج میں آیا تھا۔ سب کو سلام کرتے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایشل چائے بنا کر لائی تو اجلال تیار ہو کر نیچے آیا مگر ایشل کو وہاں دیکھ کر واپس مڑا۔

"اجلال کہاں جا رہے ہو؟" حسان انصاری نے اسے واپس مڑتے دیکھ کر کہا۔

NOVEL HUT

"پاپا میں والٹ اور کیز روم میں بھول آیا ہوں بس وہ لینے جا رہا تھا۔" ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

"بیٹا ابھی صرف ساڑھے چھ ہوئے ہیں اور آفس آپ کا آٹھ بجے ہے، اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے؟" مقدس بیگم نے کو لگا وہ ٹائم دیکھنا بھول گیا ہے تبھی اتنی جلدی تیار ہو گیا۔

"اوہ، مجھے لگا میں لیٹ ہو گیا ہوں۔ شاید کمرے کی گھڑی کا سیل ویک ہو گیا ہے اس لیے مجھے اندازہ نہیں ہوا۔" اس نے بہانا بنایا حالانکہ وہ ایشل کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا تبھی جلدی گھر سے باہر جانے کو تیار ہوا تھا۔ ایشل خاموشی سے بیٹھی تھی پھر خالی کپ اٹھاتے کچن میں جانے لگی۔

"ایشل بیٹا اجلال کو بھی چائے بنا دو۔" خدیجہ نے حکم دیا تو اجلال نے نفی میں سر ہلایا۔

"زہر نہ ملا دوں ان کی چائے میں۔" ایشل صرف سوچ سکی پھر دل پر پتھر رکھ کر اس کے لیے چائے بنانے جانے لگی جب اجلال کی آواز پر اس کے قدم رکے۔

"نہیں چھوٹی امّی میں چائے نہیں پیوں گا، ان محترمہ کا کیا بھروسہ زہر ہی ملا دیں۔" دوسری بات وہ صرف سوچ سکا۔

ایشل نے اوپر جانا چاہا مگر اجلال سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑا تھا۔

"ممی آپ ناشتہ تیار کر دیں اور ان لوگوں نے یونی نہیں جانا آج؟" وہ جان بوجھ کر نہیں ہٹا اور ایشل اسے مخاطب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اجلال۔" مقدس بیگم نے اسے پکارا جو ایشل پر نظریں جمائے کھڑا تھا کہ کب وہ اسے مخاطب کرے گی۔

"جی ممی۔"

"بیٹا اسے جگہ دے دو۔"مقدس بیگم نے تنبیہ کی۔ وہ سمجھ گئیں تھیں اجلال اسے تنگ کرنے کو وہاں کھڑا ہے۔

"ممی میں نے کب راستہ روکا ہے اتنی جگہ ہے جس نے جانا ہے چلا جائے۔"

وہ اتنا سیدھا بھی نہیں تھا جتنا بن رہا تھا۔

"ہماری بیٹی کو تنگ نہیں کرو اجلال۔" حسان انصاری کی پکار پر وہ سر کو خم دیتا سیڑھیاں چڑھ گیا تو ایشل بھی اس کے جاتے امل کے روم کی طرف بڑھی۔

خدیجہ بیگم کے دل میں سکون اترا تھا۔ انہوں نے ایشل کو صحیح ہاتھوں میں سونپ دیا تھا۔

******

امل کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر ایشل غصے سے اندر آتی چیخی۔

"امل تمھارے اس جلاد بھائی۔۔۔"ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے جب نظر صوفے پر بیٹھے اجلال پر گئی پھر پاس کھڑی امل پر۔ اسے یک دم شرمندگی ہوئی۔

"کچھ فرما رہی تھیں آپ محترمہ۔" اجلال چلتا اس کے مقابل آیا۔ امل جلدی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔

"کچھ نہیں۔" وہ جانے لگی جب اجلال نے اس کی کلائی پکڑ کر روکا۔

"خیر جو بھی کہہ رہی تھیں مجھے فرق نہیں پڑتا۔یہ نکاح کا تحفہ ہے اور اسے چوں چرا کیے بغیر پکڑ لو ورنہ میں خود بھی پہنا سکتا ہوں۔" اس کی ہاتھ میں باکس پکڑاتے وہ چلا گیا۔ ایشل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس لاکٹ سے اجلال کا گلا دبا دے۔غصہ تو اسے امل پر بھی تھا جو اسے اکیلے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

******

ناشتے کی میز پر ایشل موجود نہیں تھی۔اجلال چاہتا تھا وہ آئے بھی نہیں۔

"ایشل کو بلا کر لائیں امل بیٹا۔"حسان انصاری نے حکم پر وہ فوراً اسے بلانے گئی جو کمرے میں بیڈ پر بیٹھی مزے سے موبائل استعمال کر رہی تھی۔

"بہت اچھے، سب ناشتے پر انتظار کر رہیں ہیں اور یہ یہاں موبائل استعمال کر رہی ہیں۔"امل نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"صاف انکار کیا گیا۔

"شرافت سے چلو ورنہ اس بار میں بھائی کو بھیجوں گی۔"امل نے اس کو بستر سے اٹھاتے کہا۔

"ڈرتی نہیں ہوں تمھارے بھائی سے۔" اس نے رخ موڑا۔تبھی کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز پر وہ اچھلی۔

مگر سامنے طلال کو دیکھتے اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو نارمل کیا۔جبکہ ان دونوں کی ہنسی رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ایشل پیر پٹختے واک آؤٹ کر گئی۔

وہ تینوں ایک ساتھ ڈائنگ ہال میں داخل ہوئے۔ ایشل چپ چاپ جا کر خدیجہ کے ساتھ خالی کرسی پر جا بیٹھی اس کی دوسری جانب زینب تھی جو ایشل کو دیکھ کر مسکرائی۔

ابھی اس نے ناشتہ شروع کیا تھا جب اجلال کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"آپ نے لاکٹ نہیں پہنا جو آپ کو نکاح کے تحفے میں دیا تھا۔" اسے امید نہیں تھی اجلال یوں سب کے سامنے اس سے اس تحفے کے بارے میں پوچھے گا۔ ایشل نے ہاتھ میں پکڑے چمچ کو مضبوطی سے پکڑ کر اجلال کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"نہیں۔" یک لفظی جواب بہت آہستہ سے دیا۔

اجلال نے اس کے ہاتھ میں پکڑے چمچ کو دیکھا پھر چپ کر کے جوس کا گلاس ختم کیا۔ مبادا اس کے کچھ بولنے پر ایشل چمچ ہی اس کے سر پر نہ دے مارے۔ آہ پسندیدہ عورت کا ڈر۔

"اوکے میں نکلتا ہو آفس کے لیے۔ اللہ حافظ۔" سب کو اللہ حافظ کہتے وہ وہاں سے چلا گیا تو ایشل نے سکون کا سانس لیا۔

******

اجلال آفس میں بیٹھا صبح کا منظر یاد کر کے مسکرایا۔

"کیا بات ہے، اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے۔" سلمان کی آواز پر وہ ہوش میں آیا۔

"تم کب آئے؟" اسے خفت ہوئی۔

"جب آپ جناب اکیلے میں مسکرا رہے تھے۔ ویسے کسے یاد کر کے مسکرایا جا رہا تھا؟" اجلال نے سر جھکایا۔

"بس ایسے ہی۔ تم بتاؤ یہ ایک دن میں واپس آ گئے ہو کل نہیں آسکتے تھے؟" اجلال نے خفت مٹانے کو بات بدلی۔

"سوری یار بتایا تو تھا ارجنٹ میٹنگ تھی اور پریشان نہ ہو شادی پر پورے خاندان کے ساتھ آؤں گا۔" سلمان کے کہنے پر اس نے قہقہہ لگایا۔

"ویسے آپس کی بات ہے بھابھی کے آنے کے چند گھنٹوں میں تم سدھر گئے ہو۔" سلمان نے اس کی طرف جھکتے ہلکی آواز میں کہا کیونکہ باہر جو اس کی بہن اجلال کی زبردستی کی سیکٹری بنی بیٹھی تھی اگر اس کے کان میں یہ بات پہنچ جاتی تو وہ یہیں تماشہ لگا دیتی۔

"میں پہلے ہی سدھرا ہوا ہوں سمجھے، ان محترمہ کی وجہ سے نہیں۔" اجلال بھی دوبدو بولا۔

"شرم کرو بیوی ہے وہ تمھاری۔" سلمان نے اسے عقل دلائی۔

"ڈرتا نہیں ہوں میں بیوی سے۔" چیئر سے ٹیک لگاتے اجلال نے کہا، پھر ساتھ ہی ٹیبل کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آیا جب ایشل کے غصے سے دیکھنے پر وہ چپ ہو گیا تھا۔

"دیکھتے ہیں کب تک مسٹر اجلال انصاری اپنی بات پر قائم رہتے ہیں۔" سلمان نے اسے چیلنج کیا۔ اجلال نے ہاتھ ہلاتے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔ہاں سلمان کو کون سا کوئی بتانے والا ہے کہ صبح مسٹر اجلال انصاری اپنی بیوی کے ڈر سے چپ ہو گیا تھا۔

******

"طلال تم زینب کو چھوڑنے جا ہی رہے ہو ساتھ ہمیں بھی گھر چھوڑ دو۔" ایشل نے طلال سے کہا۔ خدیجہ نے ایشل کو چپ رہنے کا اشارہ کیا مگر ایشل ایسے ہو گئی جیسے دیکھا ہی نہیں۔

"مگر بیٹا یہ بھی آپ ہی کا گھر ہے۔اگر کسی نے کچھ کہا ہے تو مجھے بتاؤ۔" حسان انصاری اس کے جانے کی بات پر چونکے۔اب ایشل انہیں کیا بتاتی ان کے صاحب زادے کی وجہ سے وہ وہاں نہیں رہ سکتی تھی۔

"بڑے پاپا پلیز، میں آپ سے ملنے آؤ گی۔" ایشل نے منت والے انداز میں کہا۔ "پلیز۔۔"اس نے دوبارہ کہا۔

"مگر جب ہم بلائیں گے تم آؤ گی اور جب میرا دل کرے گا تمھیں یونی سے ساتھ یہاں لاؤ گی۔" امل جھٹ سے بولی تو ایشل نے بغیر سوچے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"یہ ضد والی عادت سکندر میں بھی بہت تھی۔ اپنی ہر بات وہ اسی طرح منواتا تھا۔" حسان انصاری اپنے بھائی کو یاد کرنے لگے اور ایشل اس کی آنکھوں میں سکندر کے نام پر جلن ہوئی۔ طلال نے یہ بات نوٹ کی مگر چپ رہا۔

"تمھارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اگر پانچ منٹ میں تم باہر آگئیں تو ٹھیک ورنہ یہیں رہنا پڑے گا۔" طلال نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

"تم امّی کو لے کر چلو میں بیگ لے کر آئی۔" بیگ میں کپڑے تو وہ صبح ہی رکھ چکی تھی اس لیے جلدی سے بیگ لے آئی۔

"اپنا خیال رکھنا اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔" مقدس بیگم خدیجہ سے بولیں۔

"آپ کو گھر ڈراپ کر کے میں یہاں سے کچھ کپڑے لے کر واپس آؤ گا۔" طلال خدیجہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جاتے کہہ رہا تھا۔حسان انصاری جانتے تھے وہ ان سے ناراض ہے تبھی ان سے صحیح سے بات نہیں کر رہا۔

طلال کی گاڑی گیٹ پار کر گئی تو وہ لان میں آ بیٹھے۔ان کی نظریں گیٹ پر ہی تھیں تاکہ طلال کے آنے پر اس سے بات کر سکیں۔

آدھے گھنٹے بعد اس کی گاڑی کے ہارن پر وہ چونکے اور اخبار سامنے ٹیبل پر رکھا۔

"طلال ادھر آؤ۔" وہیں سے آواز دیتے انہوں نے اسے بلایا۔

"جی پاپا۔" طلال جو اپنی دھن میں اندر کی جانب جا رہا تھا حسان انصاری کے بلانے پر لان کی جانب آیا۔ حسان انصاری نے اسے اپنے قریب موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"تمھیں معلوم ہے طلال جب بابا جان نے سکندر کو تمھیں لے جانے سے منع کیا تھا اس رات سکندر میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تھا 'بھائی آپ میرے بیٹے کو کبھی میرے جیسا نہ بننے دینا۔' اور میں اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔"حسان انصاری اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔

"میں جب جب تمھیں دیکھتا ہوں مجھے تم میں سکندر نظر آتا ہے۔ میرے دل کو ایک سکون ملتا ہے کہ میں نے اپنے بھائی سے کیے وعدے کو پورا کیا۔ ایک بات بتاؤ تمھیں۔" انہوں نے اپنا چشمہ اتارتے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"سکندر برا نہیں تھا بس وہ غلط صحبت میں پھنس گیا تھا مگر اس کے باوجود وہ تم سے یا ایشل سے کبھی غافل نہیں ہوا۔وہ اس گھر سے بھی اسی لیے بابا جان کے کہنے پر چلا گیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ گھر کے بچوں پر اس کی صحبت کا اثر پڑے۔"

"اس دن میں بس اسی لیے پریشان تھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرا اپنے بھائی سے کیا وعدہ ادھورا نہ رہ جائے، کہیں میں تمھاری ویسی تربیت نہیں کر سکا تو۔اگر کوئی بات تمھیں بری لگی ہو تو مجھے معاف کر دینا بیٹا بس گھر چھوڑ کر نہ جاؤ۔" حسان انصاری نے نم آواز میں کہا۔طلال نے نیچے بیٹھتے ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے۔

"پاپا میں کیوں آپ سے خفا ہوں گا۔ معافی تو مجھے آپ سے مانگنی چاہیے میری وجہ سے آپ اتنا پریشان رہے۔ میں گھر نہیں چھوڑ رہا بس کچھ وقت امّی اور ایشل کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تاکہ انہیں یہاں لانے کے لیے راضی کر سکوں۔" طلال نے ان کے ہاتھ چومتے آنکھوں سے لگائے۔ حسان انصاری نے اس کا ماتھا چوما۔

"آنسو صاف کرو مجھے میرا بیٹا ہنستا مسکراتا، شرارت کرتا اچھا لگتا ہے اس طرح روتا ہوا نہیں۔"وہ اس کے آنسو دیکھ کر مسکرا کر بولے تو طلال بھی دھیرے سے ہنس دیا۔ مقدس بیگم کھڑکی سے انہیں دیکھ کر مسکرائیں تھیں۔

******

"آپ نے پھوپھی کی طرف چکر نہیں لگایا اب تو فائنل میں دو مہینے ہی ہیں بس جا کر تاریخ طے کریں۔" سمیر نے گاجر کترتے صائمہ ممانی کو کہا۔

"اتنی کیا جلدی ہے تجھے۔چھری تلے سانس تو لے اور اس کے ہاتھ میں تیرے نام کی انگوٹھی ڈال دی ہے نہ پھر کیوں مرا جا رہا ہے۔"صائمہ ممانی تپ گئیں۔

"مر نہیں رہا بس اس کے پر کاٹنے کے لیے بے چین ہوں۔"سمیر نے دوسری گاجر لینے کو ہاتھ بڑھایا۔

NOVEL HUT

صائمہ ممانی نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ رسید کیا۔

"کتنی بار تجھے کہا ہے کھانا بناتے وقت بیچ میں سے نہیں کھایا کر۔"انہوں سے اسے ڈپٹا۔

"ایک بار جا کر پتہ تو کرو وہ یونیورسٹی کیوں نہیں آرہی۔" سمیر نے انہیں ایک بار پھر کہا۔

"ہیں۔۔ پڑھنے نہیں آرہی وہ۔ میں بلاتی ہوں تیری پھوپھی کو، ہم کیوں جائیں اس کے گھر آخر ہم لڑکے والے ہیں۔" صائمہ ممانی نے حل نکالا۔

"اور ان سے کہہ دینا ہم امتحان کے رزلٹ کا انتظار نہیں کریں گے بس امتحان ختم ہوتے شادی کر دیں۔" سمیر انہیں باتوں میں لگاتا جلدی سے گاجر کی کاش اٹھاتے وہاں سے رفو چکر ہوا۔ پیچھے صائمہ ممانی اسے سلاوتوں سے نوازنے لگیں۔

******

اگلے دن وہ طلال کے ساتھ یونیورسٹی آئی تھی۔طلال چونکہ خدیجہ کی طرف آگیا تھا تو امل کو اجلال یونی چھوڑ گیا تھا۔

کافی ٹائم بعد وہ تینوں ایک بار پھر اکھٹے یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھے تھے۔

"تم نے تانیہ کو فون نہیں کیا؟"امل نے موبائل سے نظر ہٹا کر طلال کی جانب دیکھا۔

"نہیں،کیوں اسے کوئی کام تھا؟"طلال نے لاپرواہی سے کہا۔

NOVEL HUT

"شرم کرو طلال،وہ تمھاری منگیتر ہے۔" ایشل نے اسے شرم دلائی۔

"آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ بھائی نے جو تحفہ دیا تھا وہ کیوں نہیں پہنا؟ حالانکہ بھائی تمھارے شوہر ہیں۔" امل نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"شوہر نہیں منکوح (جس سے نکاح ہو چکا ہو) ہیں۔ ویسے بھی ہم یہاں ابھی طلال اور تانیہ کی بات کر رہے تھے یہ درمیان میں تمھارے جلاد بھائی کا ذکر کہاں سے آگیا۔" ایشل کو تپ چڑھی۔ نہیں مطلب اب ہر بات میں اس کا نام لینا ضروری تھا کیا۔

"توبہ کرو لڑکی، میرے اتنے پیارے بھائی کو تم جلاد سے ملا رہی ہو۔" طلال نے فوراً اجلال کی طرف داری کی۔

"تم ان کے بھائی ہو یا میرے؟" ایشل نے کمر پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"بھائی تو میں تمھارا ہوں پر یار ان کا بھی ہوں۔" بیچارہ برا پھنسا تھا۔ ایشل نے اس کا کان ہلکے سے پکڑا۔ مگر ان کے علاوہ یہ منظر کسی اور نے بھی دیکھا تھا۔ وہ تینوں اب اگلی کلاس لینے کے لیے اٹھ گئے۔

******

مغرب کی نماز کے بعد عینا اوپر چھت پر آئی۔آسمان کا سرخ و زرد رنگ اب نیلے رنگ میں ڈھل رہا تھا۔وہ اس وقت انصاری ہاؤس آئے ہوئے تھے۔ عینا نے آنکھیں بند کرتے ہلکی ہوا کو محسوس کیا جب اسے آہٹ سنائی دی۔

اجلال کو چھت پر آتے دیکھ وہ واپس جانے کو پلٹی۔

"عینا۔"اجلال کے پکارنے پر وہ رکی۔

NOVEL HUT

"دیکھو عینا لازمی نہیں ہے کہ جو ہم چاہیں وہ ہمیں مل جائیں۔کچھ لوگ ہمارا نصیب نہیں ہوتے مگر ہم لوگ اس بات کو سمجھنے کے بجائے اپنی تقدیر کو کوستے ہیں یہ جانے بغیر کہ اللہ نے ہمارے لیے بہتر لکھا ہے۔"عینا کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

"میں جانتا ہوں تم میرے لیے فیلنگ رکھتی تھیں مگر یقین کرو میں نے زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی کو چاہا تھا جو آج میرا نصیب، میری منکوحہ ہے۔ میں چاہتا ہوں تم زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔ اللہ نے تمھارے لیے بہت بہتر شخص لکھا ہو گا۔ تم سمجھ رہی ہو نہ۔" اجلال نے جیسے بات ختم کی۔ عینا آنکھوں میں نمی لیے وہاں سے چلی گئی۔

تو کیا وہ سب جانتا تھا۔ پھر بھی اسے برا بھلا کہنے کے بجائے وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ زندگی میں آگے بڑھ جائے۔ کیا تھا وہ شخص، سب سے انجان بن کر بھی اسے سب معلوم ہوتا تھا۔

چھت پر موجود اجلال نے آنکھیں بند کیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا عینا اس کے بارے میں سوچے کیونکہ اس کا حق بھی صرف اس ایک لڑکی کے پاس تھا جو

اسے سوچنا تو کیا دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی تبھی نکاح کے اگلے روز واپس چلی گئی تھی۔

******

"تمھیں شرم تو نہیں آتی نہ، بندہ تعریف ہی کر دیتا ہے کہ تم منگنی والے دن اچھی لگ رہی تھیں مگر نہیں تم تو کسی کی تعریف کر ہی نہیں سکتے۔" طلال صحن کی سیڑھیوں پر بیٹھا تھا۔اس نے ابھی تانیہ کو کال ملائی تھی اور دوسری طرف سے شکوے اس کے منتظر تھے۔

"بالکل میں نے تعریف نہیں کی اور نہ ہی اب کرو گا۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"اب کرنا بھی نہیں تعریف۔دو دن بعد یاد آگیا ایک منگیتر بھی ہے وہ بھی یقیناً تمھیں کسی نے کہا ہو گا۔" طلال سوچ میں پڑ گیا آخر وہ غصے میں کیوں ہے۔

"اتنے برس بعد امّی اور بہن سے ملا ہوں بس ان کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں۔یقین کرو باہر دوستوں کے ساتھ بھی نہیں جا رہا۔"اس نے دیوار سے ٹیک لگاتے پاؤں دوسری سیڑھی پر رکھے۔

"ہاں بتایا تھا امل نے تم انصاری ہاؤس میں نہیں ہو۔سچ بتاؤ تو مجھے خدیجہ آنٹی اور ایشل بہت اچھی لگیں۔"تانیہ نے دل سے تعریف کی۔

"تانیہ مجھے اچھا لگے گا اگر تم میری امّی کو آنٹی کہنے کے بجائے امّی کہو۔ لیکن کوئی زبردستی نہیں ہے۔"طلال جلدی سے بولا کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے۔تانیہ ہنس دی۔

"تم پاگل ہو، میں انہیں امّی کہہ لوں گی۔ ویسے تم نے تعریف نہیں کی میری ابھی تک۔"تانیہ نے نروٹھے انداز میں کہا۔

"میں اس کا ابھی حق نہیں رکھتا۔"طلال کی بات اسے سمجھ نہیں آئی۔" میں اس دن پورے حق سے تعریف کروں گا جب تم میرے نکاح میں آؤ گی۔"طلال کی بات پر وہ بلش کرنے لگی۔اتنی صاف گوئی کی بھی اسے طلال سے امید نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے پھر ہم بات بھی نکاح کے بعد کریں گے۔"تانیہ نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا، پھر بھی بتا دیتا ہوں اس دن بس اچھی لگ رہیں تھیں۔" طلال نے 'بس' پر زور دیا۔

"تم بھی کوئی ہیرو نہیں لگ رہے تھے سمجھے۔اب فون بند کرو مجھے کام کرنا ہے۔"عالیہ بیگم کے پکارنے پر وہ بولی۔

"کیوں تمھارے ہاتھ نہیں ہیں خود بند کرو میرا دل تو نہیں کال کاٹنے کا۔"اب وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔"تانیہ نے فون کان سے ہٹایا جب طلال کی آواز پر دوبارہ فون کان پر لگایا۔

"جب تم جاؤ تو مجھے بھی لے جانا۔اللہ حافظ۔"وہ کان کاٹ چکا تھا اور تانیہ فون بیڈ پر ڈالتی کچن کی طرف چلی گئی جہاں عالیہ بیگم اسے بلا رہی تھیں۔

******

سمیر تین چار دن سے دیکھ رہا تھا ایشل آج کل طلال اور امل کے ساتھ دوبارہ نہ صرف پھرنے لگی تھی بلکہ وہ آتی اور جاتی بھی طلال کی گاڑی میں تھی۔ آج سمیر جلدی گھر چلا گیا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں پھوپھی کو ابھی بلا کر شادی کی تاریخ طے کرو اور شادی امتحان کے بعد نہیں اگلے مہینے ہو گی۔" وہ ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔

"آئے ہائے تجھے کیا ہر دوسرے دن دورہ پڑ جاتا ہے۔"صائمہ ممانی اسے پینڈولم کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹتے دیکھ رہی تھیں۔

"بس میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔"اس نے جیب سے موبائل نکالتے نمبر ڈائل کیا۔

"یہ بات کرو اور ابھی آنے کا بولو۔" صائمہ ممانی نے اس کے کہنے پر خدیجہ کو ابھی آنے کا کہہ کر کال بند کی۔

"اب منہ سے کچھ پھوٹے گا بھی کہ اتنی جلدی کیوں ہے؟" انہیں ابھی بھی یہ بات کھَل رہی تھی۔

"بس تم پھوپھی سے بات کرنا ادھر میں اس کے پر کاٹ کر آتا ہوں۔"

"کیا کرنے والا ہے؟ کچھ الٹا سیدھا کیا نہ تو تیرے باپ نے تجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا ہے۔" انہیں سمیر کی باتوں سے ڈر لگا۔ سمیر کوئی بھی جواب دیے بغیر خدیجہ کا انتظار کرنے لگا۔

******

ایشل سر تھامے بیٹھی تھی۔ابھی خدیجہ نے اسے بتایا تھا کہ صائمہ ممانی نے انہیں گھر بلایا ہے اور وہ بھی اکیلے۔

"آخر کیا بات کرنی ہے انہیں آپ سے؟" وہ سوچنے لگی۔

"اگر انہوں نے سمیر سے تمھاری شادی کی بات کرنی ہوئی۔" خدیجہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"آپ میرے نکاح کا یا بڑے پاپا وغیرہ کا انہیں نہیں بتائیں گی۔" ایشل نے سوچتے ہوئے کہا۔

"تمھارا نکاح ہو چکا ہے میں یہ بات ان سے کیوں چھپاؤں؟" خدیجہ اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتی تھیں مگر ایشل یہ نہیں چاہتی تھی۔

NOVEL HUT

"پلیز امّی بات کو سمجھیں۔ ابھی آپ صرف سن آئیں وہ کیا کہہ رہی ہیں اور کچھ بھی بتانے کے بجائے آپ جو وہ بولیں مان لیجیے گا۔"پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہی تھی۔

"تم طلال کو بلا لو اکیلے گھر میں نہیں رہنا آج کل حالات بھی خراب ہیں۔" خدیجہ چادر لیتیں جانے کو اٹھیں۔

"جی میں اسے کال کرتی ہوں بس آپ خیال رکھیے گا۔" خدیجہ کے جاتے اس نے دروازے کو اچھے سے بند کیا پھر طلال کو کال کر کے آنے کا بول دیا۔

کچن کے چند کام سمیٹتے وہ پڑھنے جا رہی تھی جب دروازہ بجا۔ طلال کا سوچتے اس نے دروازہ کھولا لیکن سامنے سمیر خباثت ذدہ آنکھیں لیے کھڑا تھا۔

"ہیلو ڈئیر۔"سمیر نے گردن میں جھولتی چین کو انگلی پر لپیٹا۔

"امّی گھر نہیں ہیں وہ تمھاری طرف گئی ہیں اب جاؤ یہاں سے۔" ایشل سختی سے کہتی دروازے کو بند کرنے لگی مگر سمیر دونوں ہاتھوں سے دروازہ کھولتے اندر آیا۔

"میں نے ہی ماما کو بولا تھا کہ پھوپھی کو گھر بلائیں۔" اس کے لہجے سے اور آنکھوں سے غلاظت ٹپک رہی تھی۔

وہ بنا سوچے سمجھے اوپر بھاگی۔ شکر تھا وہ طلال کو کال کر چکی تھی۔

"آج دیکھتا ہوں تو کیسے ہاتھ نہیں آئے گی۔ پہلے تو تیرے باپ نے تجھے بچا لیا تھا، پھر یونی ورسٹی میں تیرے عاشق نے، اب دیکھتا ہوں کون بچاتا ہے؟" وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بول رہا تھا۔ اس وقت ایشل کو اگر چھت سے کود کر اپنی عزت بچانی پڑتی تو وہ کود جاتی۔

"میرے پاس آنے کی کوشش نہیں کرنا، ورنہ میں یہاں سے کود کر اپنی جان دے دوں گی۔"ایشل نے اسے ڈرایا۔

"ہاہاہا۔۔ تجھ چڑیا میں اتنا دم ہے کے یہاں سے کود جائے۔" ایشل آہستہ آہستہ پیچھے ہو رہی تھی۔ تبھی کوئی دروازے سے اندر داخل ہوا تھا مگر چھت پر نظر جاتے وہ اوپر کی جانب بڑھا۔

"تجھے لگ رہا تھا مجھ سے بچ جائے گی۔" سمیر نے اس کے جبڑے کو دبوچا۔

"میں تم پر تھوکنا بھی پسند نہ کروں۔" ایشل نے اس کے منہ پر تھوک پھینکا۔ سمیر نے اسے دھکا دیتے گالی دی تھی اور تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا مگر کوئی اسے بیچ میں ہی روک چکا تھا اور ایک زوردار مکا اس کی ناک پر مارا۔

ایشل نے بند آنکھیں یک دم کھولیں۔ سامنے وہ کھڑا تھا جس کی موجودگی ایشل نے خواب میں بھی نہیں سوچی تھی۔

"جو مرد عورت کو گالی دیتے ہیں اور ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ کم از کم مرد کہلانے کے قابل نہیں ہوتے۔" ایشل اس کے پیچھے کھڑی تھی اس کا دوپٹہ سمیر کے پاؤں میں پڑا تھا۔ اس نے سمیر کے پیروں میں گرا اس کا دوپٹہ اٹھا کر اسے دیکھے بغیر اس کی طرف بڑھایا۔جسے ایشل نے جلدی سے اپنے گرد لپیٹا۔

"اوہ تو نے پھوپھی کے جاتے اپنے عاشق کو بلا لیا اور میرے قریب آنے پر مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔" سمیر نے ایک بار پھر ایشل کے قریب جانا چاہا لیکن اجلال نے اسے گریبان سے پکڑ کر نیچے گرایا۔

گھر کا کھلا دروازہ دیکھتے طلال نے گھر میں داخل ہوتے ادھر ادھر نظر دوڑائی پھر چھت سے آتی آواز پر فوراً اوپر بھاگا جہاں اجلال سمیر کو فرش پر گرائے ہوئے تھا اور ایشل پاس کھڑی ڈر سے کانپ رہی تھی۔

طلال نے آگے بڑھتے ایشل کو خود سے لگایا۔

"لو اس کا دوسرا عاشق بھی۔۔۔"سمیر کے الفاظ ابھی ادا بھی نہیں ہوئے تھے کہ اجلال نے اس کے جبڑے پر مکا رسید کیا۔

"اپنی زبان کو لگام دو سمجھے۔وہ بھائی ہے اس کا۔" اجلال کا خون کُھل گیا۔

"لگتا ہے تم اس دن کی مار بھول گئے ہو۔میں نے کہا تھا ایشل کے قریب بھی نظر نہیں آنا۔" طلال ساری بات سمجھ چکا تھا۔ایشل کو چھوڑتے اس نے زمین پر گرے سمیر کو لات ماری۔

"لیکن تمھیں بات سمجھ نہیں آتی نہ۔" طلال اسے مارتے ہوئے چیخ رہا تھا۔ ایشل کی نظروں میں سکندر والا واقع گھوما۔اس سے پہلے کے وہ چکرا کر گرتی اجلال اسے تھام چکا تھا۔

"طلال چھوڑ دو اسے اور تم نے آئندہ میری بیوی کے قریب آنے تو کیا اس کے بارے میں سوچنے کی بھی کوشش کی تو یاد رکھنا زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔" اجلال غصے سے دھاڑا۔

"میں اس کا بدلہ لوں گا۔" سمیر خون سے لت پت چہرے کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

اجلال کے اشارے پر طلال ایشل کو اٹھاتے نیچے لایا۔ اجلال نے گلی کے دروازے کو بند کرتے کچن سے پانی لے کر ایشل کے چہرے پر ہلکا سا چھینٹا مارا تو وہ ہوش میں آئی۔ اس کے چہرے پر خوف تھا اور ڈر کے مارے جسم کانپ رہا تھا۔

اجلال کو امل نے ایشل سے کچھ نوٹس لینے کے لیے بھیجا تھا مگر گھر کے کھلے دروازے اور پھر چھت کا منظر دیکھتے اس کا دماغ گھوم گیا۔ اگر وہ نہ آتا۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

"چھوٹی امّی کہاں ہیں اور وہ کہیں گئیں تھیں تو تم ساتھ کیوں نہیں گئیں؟" کچھ دیر بعد اجلال نے اس کی حالت کے پیش نظر نرمی سے سوال کیا۔

"امّی کو ممانی نے بلایا تھا اور انہیں اکیلے آنے کا کہا تھا۔ یہ سب سمیر کی سازش تھی۔" ایشل طلال کے بازو کو مضبوطی سے تھامے بیٹھی تھی۔

"کتنی دیر ہو گئی ہے انہیں گئے؟" اس بار طلال نے پوچھا۔

"آدھے گھنٹے سے زیادہ۔" ایشل نے گھڑی پر نظر ڈالتے بتایا۔

NOVEL HUT

"اب میری بات دھیان سے سنو۔ چھوٹی امّی کے آنے سے پہلے خود کو نارمل کرو اور بغیر کوئی سوال کیے اپنا ضروری سامان پیک کرو۔" ایشل نے کچھ کہنے کو لب کھولے۔

"کہا نہ بغیر کسی سوال کے سامان پیک کرو باقی ہم دیکھ لیں گے۔" اب کے وہ تھوڑی سختی سے بولا تھا کیونکہ سامنے موجود لڑکی اس کی بات نرمی سے ماننے والی نہیں تھی۔

ایشل خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں سامان پیک کرنے چلی گئی۔

اجلال نے گھر فون کر کے بول دیا تھا کہ وہ اور طلال خدیجہ کو انصاری ہاؤس لانے کے لیے راضی کر چکے ہیں جبکہ اصل وجہ نہیں بتائی تھی۔

اپنا اور خدیجہ کا ضروری سامان رکھتے وہ بیگ لیے صحن میں آگئی۔ دروازے پر دستک کی آواز پر طلال دروازہ کھولنے گیا۔

"اگر تم میری وجہ سے اس گھر میں جانے سے انکار کر رہی ہو تو میں تمھیں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ میں تمھارے سامنے نہیں آؤں گا، تم سکون سے

وہاں رہ سکتی ہو۔"اس کے قریب پڑے بیگ اٹھاتے وہ باہر گاڑی میں رکھنے چلا گیا۔

"بیٹا ایسا کیا ہوا ہے جو تم اچانک ہمیں لینے آگئے ہو۔" خدیجہ اجلال کو بیگ گاڑی میں رکھتے دیکھ کر پریشان ہوئیں۔

"امّی آپ پریشان نہ ہوں بس ہمارے ساتھ چلیں اور ایشل کو بھائی نے راضی کر لیا تھا اور گھر میں بھی سب کو پتہ ہے آپ لوگ آرہے ہیں۔سامان سارا ایشل نے پیک کر لیا ہے بس اب آپ چلیں میں کمروں کو تالا لگا دوں۔" طلال نے لہجے کو نارمل رکھتے بتایا تو خدیجہ مطمئن ہوگئیں۔ انہیں گاڑی میں بیٹھا کر طلال نے ایشل سے تالے لیتے اسے آنکھوں سے تسلی دی۔ایشل گھر پر آخری نظر ڈالتی گاڑی میں سوار ہوئی۔

"بھائی آپ انہیں گھر لے جائیں میں تھوڑی دیر میں پہنچتا ہوں۔"طلال نے اجلال سے آہستہ آواز میں کہا۔

"تم ابھی غصے میں طلال ایسا نہ ہو کچھ غلط ہو جائے۔تم سمجھ رہے ہو نہ۔"اجلال نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں کچھ غلط نہیں کروں گا بس ان لوگوں کو یہ بتانے کا وقت آگیا ہے کہ سکندر انصاری کا بیٹا ابھی اپنی بہن اور ماں کی حفاظت کے لیے موجود ہے۔"اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔

"خیال رکھنا۔" اجلال نے اس کا کندھا تھپکتے ایسے اجازت دی۔ان کی گاڑیاں ساتھ آگے بڑھیں تھیں پھر طلال آگے کی سڑک سے موڑ مڑ گیا۔ اجلال نے دل میں اس کی حفاظت کی دعا کی تھی۔

******

طلال کی گاڑی ایک گھر کے سامنے رکی۔گھر کا پتہ وہ ایشل سے لے چکا تھا۔گاڑی سے نکلتے اس نے گارڈ سے ذیشان صاحب سے ملنے کا بولا۔کچھ ہی دیر میں اسے ڈرائینگ روم میں بیٹھایا گیا۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر آنے کی؟"سمیر ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے طلال پر جھپٹا۔طلال نے بغیر لحاظ کیے اس کے چوٹ ذدہ چہرے پر ضرب لگائی تو وہ بلبلا اٹھا۔اس وقت ذیشان صاحب بھی وہاں آئے مگر اس لڑکے کو دیکھتے سوچ میں پڑ گئے۔ سمیر کی چیخ پر صائمہ ممانی وغیرہ بھی ادھر ہی آ گے۔

"کون ہو تم اور تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھانے کی اور آپ ذیشان صاحب آپ خاموش کھڑے ہیں...؟" صائمہ ممانی ذیشان صاحب کو خاموش کھڑے دیکھ کر اونچی آواز میں بولیں۔

"یہ اس ایشل کا عاشق۔۔۔" اس سے پہلے سمیر الفاظ ادا کرتا طلال نے ایک اور مکا اس کی کمر پر مارا۔

"زبان سنبھال کر الفاظ ادا کرو۔ جیسے تم گھٹیا ہو ایسے ہی تم دوسروں کو سمجھتے ہو۔" طلال کی سانس غصے سے پھول رہی تھی۔

"جاننا چاہتے ہیں میں کون ہوں؟ میں طلال سکندر انصاری ہوں۔ سکندر انصاری اور خدیجہ کا بیٹا اور ایشل سکندر کا بھائی۔"اس کے الفاظ پر سب ساکت ہوئے۔

"آپ کو اگر اپنے بیٹے کی زندگی پیاری ہے تو اسے میری بہن سے دور رکھیے گا اور اگر اس نے دوبارہ میری بہن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں اسے زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔" وہ اپنی بات کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ ذیشان صاحب نے آگے بڑھتے ایک زوردار تھپڑ سمیر کے چہرے پر مارا۔

"ارے یہ تھپڑ اس لڑکے کو مارتے نہ جو آپ کے سامنے آپ کے بیٹے کو مارنے کی دھمکی دے کر گیا ہے۔" صائمہ ممانی فوراً درمیان میں آئیں۔

"اپنے بیٹے کو سنبھال لو ورنہ جیسی اس کی حرکتیں ہیں کسی دن جیل میں ہو گا اور میں اسے نہیں بچاؤں گا۔" ذیشان صاحب وہاں سے چلے گئے تو صائمہ ممانی سمیر کے زخم صاف کرنے لگیں۔

******

اجلال نے گاڑی پورچ میں روکتے بیک وویو مرر سے پیچھے بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو سارے راستے خاموش رہی تھی۔ خدیجہ کے سوالات کے جوابات اجلال دے رہا تھا۔

اس نے گاڑی سے اترتے خدیجہ کی طرف کا دروازہ کھول کر انہیں باہر آنے میں مدد دی۔

ایشل بھی دوسری طرف سے اترتے بیگ لینے کو رکی۔

"میں بیگ لے آتا ہوں آپ اس کے ساتھ اندر چلی جائیں۔" اجلال نے ایشل کو مخاطب کرنے کے بجائے خدیجہ کو بولا جس کا صاف مطلب تھا وہ اپنی بات پر قائم رہنے کا وعدہ نبھا رہا ہے۔

"میں تو بہت خوش ہوں اب تم لوگ ہمیشہ یہاں رہو گے۔"مقدس بیگم کی خوشی کی انتہا تھی۔

"چھوٹی ماما اگر آپ کی اجازت ہو تو ایشل میرے کمرے میں میرے ساتھ رہ سکتی ہے؟"امل نے خدیجہ سے اجازت چاہی۔

"بیٹا میں کیوں اسے روکوں گی۔"خدیجہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تمھیں کیا ہوا ہے، صبح تک تو بالکل صحیح تھیں اب کیوں منہ پھلا کر بیٹھی ہو۔"امل سے ایشل کی خاموشی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا بس سر میں درد ہے۔" ایشل نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"امل بچے جاؤ بھائی کو بھی بلا لاؤ آپ کے پاپا اور طلال بھی آنے والے ہوں گے میں کھانا لگاتی ہوں۔" امل مقدس بیگم کے کہنے پر اجلال کو بلانے چلی گئی۔

"بھائی آپ کو ممی بلا رہی ہیں جلدی سے فریش ہو کر آجائیں پھر ساتھ کھانا کھائیں گے۔" امل نے اجلال کو مقدس بیگم کا حکم سنایا۔

"بچے آپ میرا کھانا یہاں لا دینا۔"اجلال بیڈ پر منہ پر بازو رکھے لیٹا تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے بھائی۔"امل نے پریشانی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔آپ بس ممی کو بتا دینا میں ان کی بہو کو اسی شرط پر راضی کر کے لایا ہوں کے میں اس کے سامنے نہیں آؤ گا۔" امل اجلال کو حیرت سے دیکھنے لگی۔

"بھائی۔۔۔"امل نے کچھ کہنا چاہا۔

"پلیز بچے کوئی سوال نہیں۔" اس کے لہجے میں تھکن تھی۔امل خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے اجلال نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

جس لڑکی سے اسے سالوں سے محبت تھی وہ اس سے اتنی نفرت کرتی تھی کہ اس کے نکاح پر دیے تحفے کو اس نے پہننا گوارا نہیں کیا تھا۔ ہاں وہ دیکھ چکا تھا اس کے سب کے سامنے کہنے پر بھی ایشل نے وہ لاکٹ نہیں پہنا تھا۔

******

طلال نے گھر آتے وقت خود کو نارمل کر لیا تھا۔ اس لیے کسی کو شک بھی نہیں گزرا کہ وہ اپنے ننھیال والوں کو دھمکی دے کر آیا ہے۔

حسان انصاری کے آفس سے آنے کے بعد مقدس بیگم اور امل نے کھانا لگایا۔

"ممی بھائی کا کھانا دے دیں میں انہیں دے آؤ۔"امل نے سارا کھانا ٹیبل پر لگانے کے بعد کچن میں آتے کہا۔

"کیوں اجلال سب کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھا رہا۔" مقدس بیگم کے پوچھنے پر امل نے اجلال کی کہی بات انہیں بتا دی۔

"میں خود بات کرتی ہوں اجلال سے تم باقی سب کو بلاؤ۔" مقدس بیگم اجلال کے کمرے میں آئیں جہاں پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

"اجلال۔۔" مقدس بیگم نے کمرے کی لائٹ جلاتے اسے پکارا۔

"جی ممی۔" اجلال نے ان کی پکار پر آنکھیں کھولیں۔

"تمھاری اور ایشل کی لڑائی ہوئی ہے؟" وہ اس کے پاس بیٹھیں۔

"وہ مجھے دیکھنا نہیں چاہتی بات کرنا تو دور کی بات ہے۔" اجلال استہزایہ ہنسا۔

"کیا تم نے اسے بتایا کہ تم اس سے محبت۔۔" اجلال نے ان کی بات پوری ہونے سے پہلے نفی میں سر ہلایا۔

"ممی میں اسے نہیں بتاؤ گا اور آپ بھی اس سے کچھ نہیں کہیں گی۔" اس کی آواز میں نمی ابھری۔

"اچھا چھوڑو اس بات کو چلو آ کر کھانا کھاؤ۔" مقدس بیگم نے اس کے بال درست کیے جو بکھر چکے تھے۔

"میں جانتا ہوں امل نے آپ کو بتا دیا ہے اس لیے آپ کھانا یہیں بھیج دیں اور اب سے صبح ناشتہ میں جلدی کر لوں گا تاکہ اس سے سامنا نہ ہو۔" مقدس بیگم کو اس کی حالت پر ترس آیا۔

NOVEL HUT

"میرا بیٹا بہت مضبوط ہے اور مجھے یقین ہے ایک دم تمھیں اس صبر کا پھل ضرور ملے گا۔" اسے پیار کرتے وہ اس کے لیے کھانا لینے چلیں گئیں۔ اجلال نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند لیں۔

******

"بھائی کھانا نہیں کھائیں گے کیا؟" طلال نے اجلال کی کمی محسوس کرتے پوچھا۔

"بھائی کی زرا طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے میں کھانا کمرے میں ہی دے آئی۔" امل کے جواب پر کھانا کھاتی ایشل کا ہاتھ رکا۔

"آپ کھانے کے بعد اسے دوا دے دیجیے گا ورنہ وہ بیماری میں ہی صبح آفس چلا جائے گا۔" حسان انصاری مقدس بیگم سے بولے۔

ایشل کو اپنا آپ مجرم لگا۔ اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

"تم کہاں کھو گئیں؟" امل نے اسے ہلایا تو وہ خیالوں سے باہر آئی۔

"بیٹا زیادہ سر میں درد ہے تو ڈاکٹر سے دوا لے لو۔" مقدس بیگم نے فکر کرتے بولیں۔

"نہیں میں بس آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔" ایشل نے انہیں تسلی دی۔ ایشل کھانا ادھورا چھوڑتے کمرے میں آگئی۔ طلال کو وہ شام والے واقعے کے زیر اثر لگی مگر اصل وجہ تو خود ایشل کو بھی معلوم نہیں تھی۔

NOVEL HUT

******

اگلی صبح اجلال ان سب کے ناشتہ کرنے سے پہلے ناشتہ کر کے آفس کے لیے نکل گیا تھا۔ حسان انصاری کو مقدس بیگم اجلال کی کہی بات بتا چکی تھیں اور

حسان انصاری نے انہیں ان دونوں کو اس رشتے کو سمجھنے کے لیے وقت دینے کے لیے کہا تھا۔

"پاپا میں یونی کے بعد آفس آؤ گا۔بھائی نے سارا برڈن اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے،میں آفس آکر کچھ کام اپنے ذمہ لے لو گا تاکہ بھائی زیادہ برڈن کی وجہ سے بیمار نہ ہو جائیں۔" طلال نے ناشتہ کرتے حسان انصاری کو بتایا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔تمھاری پڑھائی مکمل ہوتے ہم تمھاری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔تم ابھی اپنی زمہداری سنبھالو گے تو اچھی بات ہے۔"حسان انصاری کو خوشی ہوئی۔

اسی طرح ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد وہ تینوں یونی کے لیے نکلے۔ایشل کل کے واقعے کے بعد ڈر گئی تھی۔

"کوئی پریشانی ہے ایشل تو مجھے بتاؤ۔"امل نے ایشل کو کلاس میں ڈری سہمی نظریں ادھر ادھر گماتے دیکھا تو پوچھا۔طلال کینٹین سے ان کے لیے کھانے کے لیے کچھ لینے گیا تھا۔

"تم دونوں کی دوستی دوبارہ ہو گئی؟" سمیر کے گروپ کی ایک لڑکی ان کے پاس آکر بولی۔

"ہماری دوستی کبھی ٹوٹی ہی نہیں تھی اور تمھیں ہماری فکر کیوں ہونے لگی۔"

امل اس پر چڑھ دوڑی۔

"امل چھوڑو یار کیوں فضول میں لڑ رہی ہوں۔"ایشل نے اسے روکنا چاہا۔

"میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ہنہہ۔" وہ لڑکی جانے لگی پھر ایشل کی طرف آئی۔

"تمھارا فیانسی نہیں آیا ابھی تک، تمھاری کوئی بات ہوئی اس سے۔وہ کیا ہے نہ آج ہم نے لنچ پر جانا تھا اور سمیر ابھی تک نہیں آیا۔" سمیر کے نام پر ایشل نے مٹھیاں بھینچیں۔

"تمھارا سمیر کسی ہسپتال میں اپنے زخموں پر مرہم لگوا رہا ہو گا۔ سن لیا اب جاؤ یہاں سے۔" طلال اس لڑکی کی بات سن چکا تھا تبھی ان کے قریب آتے بولا۔پھر ایشل اور امل کے ساتھ باہر گراؤنڈ میں آگیا جہاں وہ ہمیشہ بیٹھتے تھے۔

"اس بات کا کیا مطلب تھا طلال؟" امل نے آنکھیں چھوٹی کرتے طلال کو دیکھا جو مزے سے جوس پینے میں لگا تھا۔

"کچھ خاص نہیں، بس کل اس کی کلاس لے کر آیا تھا اور اس سے اس کی ناک کی ہڈی یا جبڑے ہلے ہوں گے اور کیا۔" طلال نے سکون سے جواب دیا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کل ضرور کچھ ہوا ہے ورنہ یہ لڑکی بھائی کی بات مان لے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ بھائی صرف نوٹس لینے گئے تھے اسے کیسے ساتھ منا کر لے آئے۔" امل اب پوری بات جاننا چاہتی تھی جو طلال نے بغیر کوئی بات چھپائے بتا دی۔

"تم۔۔تم ان کو سچ بتا کر آگئے؟" ایشل کو جھٹکا لگا۔

"صرف سچ نہیں بتایا بلکہ ان کے سامنے ان کے بیٹے کو دو جڑ کے اور دھمکی دے کر آیا ہوں کہ اگلی بار ایسی کوئی بھی حرکت کرنے پر وہ زندہ زمین کے نیچے ہو گا۔"وہ مزے سے بتا رہا تھا اور ان دونوں کے صدمے سے منہ کھلے۔ حسان انصاری بالکل صحیح کہتے تھے'وہ سکندر کی کاپی تھا۔'

******

ان کے نکاح کو مہینہ ہونے والا تھا اور وہ دونوں ایک گھر میں رہ کر بھی ایک دوسرے کے سامنے نہیں آتے تھے۔اگر کوئی انجانے میں آ بھی جاتا تو فوراً رخ موڑ کر پلٹ جاتا۔گھر میں سب ان کے درمیان خلش کے بارے میں جانتے تھے سوائے خدیجہ کے جو اکثر ایشل کو ٹوکتیں رہتیں اور مقدس بیگم کو اجلال کے کچھ کام ایشل کے ذمہ لگانے کا کہتیں۔

اس دن سلیم صاحب اور مجتبیٰ صاحب کی فیملی انصاری ہاؤس آئی تھی۔فرہان واپس جا چکا تھا کیونکہ اس کی جاب شروع ہو گئی تھی اور اسے پھر رمضان سے پہلے شادی کے لیے آنا تھا۔

"ایشل بھابھی آپ تھکتی نہیں اجلال بھائی کی یہ سخت شکل دیکھ دیکھ کر۔"زینب اپنی جگہ سے اٹھتے ایشل کے پاس جا کر ہلکی آواز میں بولی جو ان

کے پاس بیٹھے طلال، تانیہ، عینا اور امل نے ہی سنی کیونکہ اجلال ان سے فاصلے پر بیٹھا تھا۔

ساری ینگ پارٹی لاونج میں جمع تھی جن میں اجلال انصاری بھی تھا۔جبکہ بڑے سارے ڈرائنگ روم میں ان کی شادی کی تاریخ طے کر رہے تھے۔

ان سب کی ہنسی پر اجلال نے موبائل سے نظر اٹھا کر سب کو دیکھا پھر ایشل کے قریب بیٹھی زینب کو جو اب بھی ایشل کے کان میں کھسر پھسر کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

"اب بیچاری نے یہی سڑی اور سخت شکل برداشت کرنی ہے اسی لیے ابھی سے خود کو عادی بنا رہی ہے۔"زینب کو جواب طلال نے دیا۔

"اجلال بھائی۔"اب کے زینب اجلال کی طرف مڑی۔

"مجھے ایک بات بتائیں بھائی، کیا اس لیے آپ نے ایشل بھابھی سے نکاح کیا تھا کہ ہر وقت آپ آفس کے کام میں لگے رہیں اور وہ بیچاری اسی طرح گردن جھکائے آپ کے کام ختم ہونے پر آپ سے بات کرنے کو ترستی رہیں۔" وہ باقاعدہ بڑی بوڑھی عورتوں کی طرح بول رہی تھی اجلال نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسا تھا اور ایشل کی نظر اس کے گال پر پڑتے گڑھے پر گی پھر وہ نظر پھیر گئی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ آج ہمارے بھائی صاحب ہنسے ہیں۔زینب دیکھنا یہ سورج کہاں سے نکلا ہے؟" طلال بھی زینب کا ساتھ دیتے درمیان میں آیا۔

"یہ ایشل آپی کے آنے کے بعد کے اثرات ہیں۔"تانیہ نے لقمہ دیا۔ایشل کا وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

"تم سب میری دوست کو تنگ کرنا بند کرو گے۔" امل نے ایشل کا چہرہ سرخ پڑتے دیکھا تو فوراً بولی۔

"تم لوگ کام نہ کرنے دینا مجھے۔" اس سے پہلے کے ایشل وہاں سے اٹھتی اجلال موبائل اور پاس پڑے لیپ ٹاپ کو اٹھاتے کام کے بہانے سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"عینا آپی آپ کون سا چپ کا روزہ رکھ کر آئی ہیں؟" اجلال کے جاتے اب زینب نے اپنی توپوں کا رخ عینا کی طرف کیا۔

"عینا آپی اس طرح چپ بیٹھنے سے کچھ نہیں ملتا۔ آپ ہم سے باتیں کریں، یقین کریں بہت اچھے لوگ ہیں ہم۔" طلال کے ڈرامائی انداز پر عینا نے اس

کے سر پر چیت لگائی۔ اجلال کے جانے کے بعد ایشل اب آرام سے ان سب کے ساتھ گھل مل گئی تھی۔

شام میں وہ سب دوبارہ لاونج میں جمع ہوئے تھے اور اب بڑے بھی وہاں موجود تھے۔

"ہم سب نے باہمی مشورے سے شعبان کے آخری ہفتے کی تاریخ طے کی ہیں۔پہلے اجلال اور طلال کی بارات پھر امل کی بارات والے دن ان کا ولیمہ ہو گا۔" حسان انصاری نے اعلانیہ طور پر سب کو خوش خبری دی جہاں سب کے چہروں پر خوشی آئی وہیں ایشل کے چہرے کا رنگ اڑا۔ وہ ابھی رخصتی نہیں چاہتی تھی۔

"پاپا آپ ابھی امل اور طلال کی شادی کی تاریخ طے کر لیں، میرے کچھ پروجیکٹس پینڈنگ پر ہیں اور وہ بھی رمضان سے پہلے ختم کرنے ہیں۔اس لیے میں نہیں چاہتا میں کام کے چکر میں فیملی کو اگنور کروں۔" ایشل کے دل کی بات جیسے اجلال جان گیا تھا تبھی اس کی مشکل آسان کرتے سب اپنے سر لیا۔ مقدس بیگم سمجھ گئیں تھیں وہ کیوں یہ کہہ رہا ہے۔

"ٹھیک ہے بیٹا ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کے پروجیکٹس مکمل ہو جائیں پھر مہینے بعد آپ کی رخصتی رکھ دیں گے۔" حسان انصاری نے بھی اس کی تائید کی۔ ایشل نے سکھ کا سانس لیا۔

رات کا کھانا ان سب نے انصاری ہاؤس میں کھایا تھا پھر سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ ایشل امل کے کمرے سے نکل کر نیچے جانے لگی جب اسی وقت اجلال اوپر آیا۔ کچھ سوچتے وہ اس کے مقابل آئی۔

"آپ چاہتے تھے نہ کہ میں آپ کی زندگی سے نکل جاؤں تو بہت جلد میں آپ کی زندگی سے دور چلی جاؤں گی۔" اپنی بات کہہ کر وہ سائیڈ سے نکل کر جا چکی تھی مگر اس کے لفظوں نے اجلال کے دل کو جکڑ لیا تھا۔

ایشل کے دل میں یہی تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے تبھی اس نے کام کا بہانا بنا کر شادی ڈیلے کرنے کا بولا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی اجلال نے یہ فیصلہ ایشل کے لیے لیا تھا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا وہ ابھی رخصتی کے لیے تیار نہیں ہے۔

تقدیر نے انہیں ملا تو دیا تھا مگر ایک لمبی مسافت بھی ان کے درمیان رکھ دی تھی۔

******

یونی ورسٹی میں ان کے تھیسیس شروع ہو گئے تھے اور فائنلز سر پر تھے۔اب سمیر اسے تنگ نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کے آس پاس دکھتا تھا۔ان سب نے اسے طلال کی دھمکی کا اثر جانتے اگنور کیا تھا مگر سمیر کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی اس سے وہ سب انجان تھے۔

اجلال نے خود کو آفس کے کاموں میں مشغول کر لیا تھا اور اس کا آدھا کام طلال سنبھال رہا تھا۔ حسان انصاری اب کبھی کبھی آفس کا چکر لگا لیتے تھے۔

اجلال اور ایشل کا سامنا کم ہی ہوتا تھا۔بس بیچاری ایشل کو خدیجہ ہمیشہ اجلال کا خیال رکھنا کی ہدایت دیتی تھیں کیونکہ ان کی نظر میں وہ اس کی بیوی ہی تھی 'بے شک رخصتی نہیں ہوئی تھی مگر وہ اس کے کھانے پینے کا خیال تو رکھ سکتی تھی۔' اس بات پر ایشل چڑ جاتی تھی۔

اجلال اپنے آفس میں کچھ فائلز دیکھ رہا تھا جب سلمان اس کے آفس میں آیا۔

"مرد شادی کے بعد بدل جاتا ہے یہ سنا تھا اتنا بدل جاتا ہے کہ دوستوں کی خبر گیری بھی نہیں کرتا یہ نہیں سنا تھا۔" سلمان نے آتے ہی شکوہ کیا۔ماہا جو اجلال کو فائل دینے آرہی تھی سلمان کے الفاظ پر وہیں رک گئی۔

"شادی نہیں بھائی صرف نکاح۔"اس نے فائل بند کرتے سائیڈ پر رکھی۔

"رہ تو وہ تمھارے گھر ہی رہی ہے نہ پھر اسے شادی ہی کہو۔" سلمان نے نئی لاجک دی۔ماہا کی تو اجلال کے نکاح کا سن کر صدمے میں چلی گئی پھر اپنے کیبن میں آتے اس نے جلدی سے ڈیکس پر پڑا موبائل اٹھایا۔

"میں ابھی آرہی ہوں مجھے وہ تصویریں تیار چاہیں۔" کسی کو حکم دیتے اس نے جلدی سے بیگ اٹھایا پھر اجلال کے آفس کے باہر کھڑے ہوتے اس نے لمبی سانس لیتے دستک دی۔

سلمان چلا گیا تھا تبھی اس نے یس کہا تھا۔'یس' کی آواز پر وہ اندر آئی۔

"مجھے آدھی چھٹی چاہیے تھی اگر کام زیادہ نہیں ہے تو میں جاؤں۔" ماہا نے اپنے غصے کو اندر دباتے اجلال سے درخواست کی۔

"جی مس ماہا آپ چلی جائیں۔باقی اسد صاحب دیکھ لیں گے۔"اجلال نے وجہ پوچھنے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا۔

"شکریہ۔"ماہا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی پلٹی اس کی مسکراہٹ شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلی۔

اجلال کے آفس سے نکلتے وہ اس آدمی کے پاس گئی۔وہاں سے تصویریں لیتی اجلال کے گھر کا رخ کیا۔

مقدس بیگم، امل اور خدیجہ شادی کی شاپنگ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ایشل ضد کر کے گھر ہی رک گئی تھی کہ وہ کھانا بنا لے گی۔حسان انصاری اپنے ایک دوست کی طرف گئے تھے۔

"ایشل باجی باہر کوئی لڑکی آئی ہے کہہ رہی ہے آپ سے ملنا ہے۔" سلمی نے لاونج میں ٹی وی دیکھتی ایشل کوپیغام دیا۔

"مجھ سے ملنے کون لڑکی آگئی؟" ایشل نے دوبارہ تصدیق کی کہ وہ لڑکی کیا معلوم امل سے ملنے آئی ہو۔

"جی وہ بول رہی ہیں اجلال صاحب کی وائف سے ملنا ہے۔" سلمٰی بول کر ایشل کو دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے آپ بھیج دیں۔" ایشل دوپٹہ سر پر ٹکاتے دروازے کی جانب دیکھنے لگی مگر سامنے سے آتی لڑکی پر نظر پڑتے اپنی جگہ پر ساکت ہوئی۔ ایسی ہی حالت اندر آتی ماہا کی بھی تھی جو ایشل کو دیکھ رہی تھی۔

"تم۔۔تم اجلال کی بیوی ہو؟" ماہا نے صدمے سے پوچھا۔ ایشل نے سر ہلا کر ہاں کہا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں اور مجھ سے کیوں ملنا تھا؟" ایشل نے نپے تلے انداز میں پوچھا۔

" بڑا لمبا ہاتھ مارا ہے تم نے مگر کیا فرق پڑتا ہے کیونکہ وہ محبت تو مجھ سے کرتا ہے۔"ماہا نے فوراً اپنے تاثرات درست کیے۔

NOVEL HUT

"آپ یہ بتانے آئی ہیں؟" ایشل نے اثر لیے بغیر کہا۔

"بتانے نہیں دکھانے آئی ہوں۔" ماہا نے بیگ سے خاکی لفافہ نکالتے اس کی جانب بڑھایا۔

ایشل نے لفافہ کھولتے اندر موجود تصاویر باہر نکالیں۔ہر تصویر دیکھتے اس کے چہرے کا رنگ فق ہونے لگا۔ تصاویر میں اجلال ماہا کے ساتھ بہت قریب کھڑا تھا۔ کہیں اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ ایشل کے فق ہوتے چہرے کو دیکھتے ماہا کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔

"یہ۔۔۔یہ جھوٹ ہے۔یہ تصویریں۔۔یہ تصویریں جھوٹی ہیں۔" ایشل نفی میں سر ہلا کر کہتی بول رہی تھی۔

"تمھارے سامنے ہیں یہ تصویریں،پھر کیسے جھوٹی ہو سکتی ہیں ڈیئر کزن۔" ماہا 'کزن' لفظ کو کھینچتے بولی۔

"میں کیسے مان لوں یہ سچ ہیں، جس شخص نے نکاح میں ہوتے ہوئے کبھی مجھے غلط نظر سے نہیں دیکھا۔ جس شخص نے کبھی نظر اٹھا کر میرے علاوہ کسی

لڑکی کو نہیں دیکھا، میں اس کے بارے میں یہ کیسے کہہ دوں کہ وہ اس طرح کا ہو سکتا ہے۔" ایشل نہیں جانتی تھی اس نے اجلال کے حق میں گواہی کیوں دی تھی۔ بس اس کے دل نے کہا تھا یہ تصویریں جھوٹی ہیں اور اجلال کے خلاف سازش ہے۔

"کیوں۔۔کیوں نہیں جھوٹی ہو سکتیں یہ تصویریں بولو۔" ماہا باقاعدہ چیخی۔

"آواز نیچے رکھیں ماہا آپی۔یہ آپ کا گھر نہیں ہے جہاں جب چاہا آپ لوگوں نے مجھے ذلت کا نشانہ بنایا۔یہ میرا گھر ہے، میرے شوہر کا گھر ہے۔ آپ اپنی یہ غلاظت لے کر یہاں سے جا سکتی ہیں اور آئندہ میرے شوہر کے بارے میں برا بولنے یا سوچنے کی کوشش کی تو یاد رکھیے گا میں اپنے شوہر کے حق میں ہمیشہ گواہی

دوں گی۔" ایشل بے اختیاری میں سب کہہ گئی۔ اس وقت اجلال وہاں اس کے الفاظ سن لیتا تو غش کھا کر گرتا۔

ایشل نے تصویریں ماہا کے منہ پر دے ماری تھی جنہیں اٹھاتی وہ تن فن کرتی وہاں سے نکل گئی۔

ایشل نے لمبی لمبی سانسیں لیتے خود کو نارمل کیا۔ پھر بے اختیاری میں اپنے کہے الفاظ یاد کرتے اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ کہیں کسی نے سن نہ لیا ہو۔

NOVEL HUT

اجلال سے لاکھ اختلاف سہی مگر اس نے حق رکھتے ہوئے بھی اسے خود لاکٹ پہنانے کے بجائے اسے تھاما دیا تھا، ہاں ڈرایا ضرور تھا۔ نکاح سے پہلے بھی جب وہ امل کی دوست کی حیثیت سے اس سے ملی تھی تب بھی ایشل نے

اس کی نظریں جھکی ہی دیکھیں تھی، البتہ طنز کے تیر وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مارتا تھا اور اس کے بعد بھی کبھی اس نے ایشل کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی تھی یا ایشل نے اس کی آنکھوں میں وہ تاثر نہیں دیکھا تھا جو ہر وقت سمیر کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے ڈر لگتا تھا۔

ایشل نے صوفے پر گرتے سر پیچھے گراتے آنکھیں بند کیں۔

******

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے اور ان کے امتحانات شروع ہو چکے تھے۔ امتحانات کے ساتھ شادی کی شاپنگ بھی جاری تھی۔ ایشل نے ماہا والی بات گھر میں کسی کو نہیں بتائی تھی اور نہ بتانے کا کبھی ارادہ رکھتی تھی۔ مقدس بیگم نے طلال پر پابندی عائد کی ہوئی تھی کہ وہ تانیہ سے شادی تک نہ ملے گا نہ بات کرے

گا بلکہ دونوں اپنے امتحانات کی دل سے تیاری کریں۔ امل کی فرہان سے بات ویسے بھی نہیں ہوتی تھی نہ فرہان نے منگنی کے بعد اس سے رابطے رکھے تھے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا شادی سے پہلے ان کے درمیان کسی بات پر کوئی اختلاف ہو۔

"یار یہ سمجھ ہی نہیں آرہا اگر کل ایگزیم میں آگیا تو کیا کریں گے؟" ایشل کتاب امل کے سامنے رکھتی روہانسی ہوئی۔

ایک طرف شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں اور ایشل ان سب میں گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ مقدس بیگم کے ساتھ تانیہ اور امل کی شاپنگ وہی کروا رہی تھی۔ یہ سب بھی خدیجہ کا حکم تھا کہ ایشل ان کی بہو ہے اس لیے امل کے

جہیز کے کپڑے اور تانیہ کی بری کے کپڑے بنانے میں وہ مقدس بیگم کی مدد کرے۔

"یہ مجھے بھی نہیں آتا اور طلال کو بھی نہیں آتا ہونا۔" امل کے چہرے پر افسردگی آئی۔" ایک حل ہے ویسے میرے پاس۔" امل یک دم بولی۔

"کیا؟"

"بھائی۔۔اجلال بھائی ہماری مدد کریں گے۔" امل کے نکالے حل پر ایشل کے چہرے کا زاویہ بگڑا۔

"تمھارے جلاد صفت بھائی سے پوچھنے سے اچھا ہے میں گوگل اے آئی سے پوچھ لوں۔کم ازکم وہ بار بار سوال پوچھنے پر ذلیل تو نہیں کرے گا۔" ایشل نے جل کر کہا اور موبائل اٹھایا۔

"ایشل تم بھائی کو اتنا ناپسند کیوں کرتی ہو؟" امل نے ذہن میں گردش کرتا سوال پوچھا۔

"ایسا کیا ہے تمھارے بھائی میں جو انہیں پسند کیا جائے؟" ایشل کے لہجے میں تلخی آئی۔

"بھائی تمھیں۔۔" امل نے اجلال کی حمایت کرنی چاہی تبھی کمرے کے دروازے سے اجلال کی آواز آئی۔

"امل تمھیں ممی بلا رہی ہیں۔" وہ ان کی باتیں سن چکا تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ امل ایشل کو اس کے دل کا حال بتائے۔

امل کے کمرے سے باہر آتے اجلال نے اسے اپنے کمرے میں آنے کو کہا۔

"بھائی ایشل کی بات کا وہ مطلب نہیں تھا۔آپ پلیز اس کی کسی بات کا برا نہیں مانیے گا۔" اجلال کو وہ اپنی دوست کے حق میں بولتی بہت پیاری لگی۔

"میں نے آپ کی دوست کی باتوں کا برا ماننا چھوڑ دیا ہے اور آپ کو صرف اس لیے بلایا کیونکہ آپ اسے جو بتانے والی تھیں میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ کچھ جانے۔" اجلال نے اسے ساتھ لگاتے سمجھایا۔

"اب رونے نہیں لگ جانا۔ سارے آنسو اب بہا لوگی تو رخصتی پر کیا کروگی لڑکی۔" اجلال نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے تنگ کیا۔

"بھائی۔۔" رخصتی کی بات پر واقعی اس کے آنسو بہہ نکلے۔ اب اجلال اس سے شادی کی شاپنگ اور پیپرز کے بارے میں پوچھنے لگا۔

******

گھر میں آج صبح سے گہما گہمی چھائی تھی۔ اجلال اور طلال باہر لان میں مہندی کے فنکشن کا انتظام دیکھ رہے تھے۔ مہندی کمبائنڈ تھی اسی وجہ سے اسٹیج بڑا رکھوایا گیا تھا۔ حسان انصاری کھانے والوں کو ہدایت دے رہے تھے۔

مقدس بیگم امل کی مہندی کا سامان 'جو صالحہ بیگم کی طرف سے آیا تھا' امل کے کمرے میں پہنچا آئیں تھیں اور تھوڑی دیر میں پارلر والی بھی آگئی۔

"ایشل تم تیار نہیں ہوئیں بیٹا ابھی تک۔" مقدس بیگم نے ایشل کو کچن سے نکلتے دیکھ کر کہا۔

"جی بس باہر سے چائے کے برتن آئے تھے وہی دھو رہی تھی۔"

"چھوڑو ان سب کاموں کو اور جا کر تیار ہو، بلکہ میرے ساتھ آؤ۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے اس کمرے میں لے آئیں جہاں پارلر والی امل کو تیار کر رہی تھیں۔

"آپ نے ہماری بہو کو اچھے سے تیار کرنا ہے اور ڈریس میں ابھی بھیجتی ہوں۔" ایشل نہ کرتی رہی مگر مقدس بیگم نے زبردستی پارلر والی کو اسے تیار کرنے کا کہا اور کمرے سے اس کا ڈریس لا کر پکڑایا۔

"آپ بس ہلکا سا میک اپ کیجیے گا۔" لڑکی کو میک اپ بیس نکالتے دیکھ کر وہ منمنائی۔ امل نے تاسف سے سر ہلایا۔

خدیجہ نے میک اپ کروانے سے انکار کر دیا تھا مگر انہیں بھی مقدس بیگم نے زبردستی کریم اور لپسٹک لگا دی تھی۔ مہندی کل ہی ان سب کے امل کی ایک کزن نے لگا دی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو بس بھائی کی نظروں سے دور رہنا۔" امل نے کانوں میں جھمکے پہنتی ایشل کا پکارا۔ پارلر والی انہیں تیار کر کے جا چکی تھیں۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تمھارے بھائی کے سامنے جانے کا۔" ایشل کا موڈ خراب ہوا۔

"میں سوچ رہی تھی اجلال بھائی تو تمہیں پسند نہیں ہیں، اگر کسی نے بھائی کو اپنی بیٹی کے لیے پسند کر لیا یا بھائی کو کوئی پسند آگئی تو تم برا تو نہیں مانو گی۔" امل لہجے میں شرارت لیے بولی۔ ایشل کے ہاتھ ایک پل کو تھمے۔

"مجھے کیوں برا لگنے لگا۔ تمھارے بھائی دوسری شادی کریں یا تیسری۔" پاؤں میں سینڈل پہنتے اس نے بات کو ہوا میں اڑایا۔

"اچھا اب خفا نہ ہو میں مذاق کر رہی تھی۔" امل نے اس کے گرد بازو باندھے۔

"نہیں ہوتی خفا، تم یہاں تھوڑی دیر آرام کر لو میں تب تک طلال کو بھی دیکھ لو وہ تیار ہوا یا نہیں۔" امل کا چہرہ تھپکتے کہتی وہ باہر آتے طلال کے کمرے کی طرف آئی۔ طلال کے کمرے سے باہر نکلتا اجلال کمرے کے باہر کھڑی ایشل کو دیکھ کر ہل نہیں سکا۔ وہ جامنی چولی کے ساتھ پیلا کام دار لہنگا پہنے ہوئے تھی۔ دوپٹہ اچھی طرح سیٹ کر کے اس کے جوڑے سے اٹکایا گیا تھا۔

ایشل اس کے دیکھنے پر پزل ہوئی۔ اجلال اپنی بے اختیاری پر شرمندہ ہوتے نظر جھکا کر سائیڈ سے نکل گیا۔ ایشل نے مڑ کے پیلے اور سفید کرتا شلوار پہنے مرد کو جاتے دیکھا۔

"ایسے نہ دیکھو بھائی کو نظر لگ جائے گی۔" طلال جانے کب باہر آیا تھا اور ایشل کی نظریں سیڑھیاں اترتے اجلال پر دیکھ کر شریر لہجے میں بولا۔ ایشل ایک دم ڈری۔

"میں انہیں نہیں دیکھ رہی تھی، میں۔۔ میں وہ پھول کی لڑی دیکھ رہی تھی۔ وہ دیکھو اس کا رنگ باقی لڑیوں سے تیز ہے۔" ایشل نے جلدی سے اس کا دھیان دوسری جانب لگایا۔ طلال نے سر ہلایا۔ اسے پتہ تھا وہ بات بدل رہی ہے۔

"میں تمھیں دیکھنے آئی تھی کہ تم تیار ہوئے یا نہیں اور تم نے مجھے باتوں میں لگا لیا۔" ایشل نے ماتھے پر ہاتھ مارتے کہا۔

NOVEL HUT

"اچھا جی۔" طلال نے الفاظ کو کھینچا۔ "آؤ امّی اور ممی کے پاس چلیں۔" طلال اسے بازو کے حلقے میں لیتے نیچے کی جانب چل دیا۔

******

مہندی کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔ دونوں جوڑے اسٹیج پر موجود تھے۔ امل اور تانیہ دونوں کے لہنگے پیلے اور ہرے امتزاج کے تھے اور چولی سبز رنگ کی تھی۔ فرہان اور طلال سفید کرتا شلوار اور گلے میں مہندی کے حساب سے پیلا دوپٹہ ڈالے ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

بڑے مہندی کی رسمیں کر رہے تھے۔ زینب ان کے فوٹو گرافر کا کام انجام دے رہی تھی حالانکہ فوٹوگرافی کے لیے فوٹو گرافر کو بھی بلایا گیا تھا۔

"یار وہ پیلے کرتے والا کتنا ہنڈسم ہے نہ۔ بس اس کی کہیں منگنی وغیرہ نہ ہوئی ہو۔" ایشل کے کانوں سے ایک لڑکی کی آواز ٹکرائی۔ اس نے اس لڑکی کی نظروں کے تعاقب میں اس طرف نظر دوڑائی جہاں اسے اجلال مقدس بیگم سے بات کرتا نظر آیا۔

"اس میں کیا ہے ہم چل کر پوچھ لیتے ہیں۔" دوسری لڑکی فٹ بولی۔ وہ شاید صالحہ بیگم کے سسرال سے آئیں تھیں۔ ایشل ان کی باتوں سے دھیان ہٹاتے آگے بڑھ گئی۔ مگر کچھ دیر بعد اجلال کو ان دونوں لڑکیوں کے ساتھ کھڑا دیکھ کر جانے اس کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ اپنا وہم سمجھتے خدیجہ کے پاس چلی گئی پیچھے اجلال نے اس کا رکنا اور چہرے کے تاثرات نوٹ کیے تھے۔

"آپ ہماری ایک تصویر بنا دیں گے۔" اس لڑکی نے اجلال کی جانب اپنا موبائل بڑھایا۔

"اگر میری بیوی اجازت دے تو میں بنا دوں گا۔" اجلال نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"آپ شادی شدہ ہیں؟" ان دونوں لڑکیوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

"الحمدللہ۔" اجلال نے جواب دیا تو وہ دونوں منہ لٹکائے اس کے پاس سے ہٹ گئیں۔

"تمھارے بھائی اور دوست کی مہندی ہے اور تم کہہ رہی ہو تمھیں رسم کرنے نہیں جانا۔ مت بھولو اب امل تمھاری دوست کے ساتھ تمھاری نند بھی

NOVEL HUT

ہے۔" خدیجہ بیگم ایشل کی کلاس لے رہی تھیں جو مہندی کی رسم ادا کرنے سے منع کر رہی تھی۔

"خدیجہ کیوں میری بہو کو ڈانٹ رہی ہو؟" مقدس بیگم نے ایشل کا اترا چہرہ دیکھ کر پوچھا۔

"بھابھی میں اسے رسم کرنے کے لیے بول رہی ہوں مگر یہ ہے کہ میری سنتی ہی نہیں ہے۔" خدیجہ نے غصہ دکھایا۔

"اجلال بھائی اپنی بیوی کو بھی لے آئیں یا اکیلے رسم کرنے کا ارادہ ہے؟" زینب کی زبان کہاں رکنے والی تھی۔ عینا نے فوراً اسے گھورا۔

"وہ دیکھیں خدیجہ آنٹی بھی انہیں رسم کرنے کا ہی بول رہی ہیں مگر وہ اب اکیلی تو آنے سے رہیں۔" زینب نے ایک ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جہاں ایشل سر

جھکائے خدیجہ کی ڈانٹ سن رہی تھی اور مقدس بیگم خدیجہ کو منع کر رہی تھیں۔

"زینب ٹھیک کہہ رہی ہے کیا پتہ وہ اکیلے نہیں آنا چاہ رہی ہوں۔"عینا بھی ایشل کی جانب دیکھ کر بولی۔

اجلال عجیب کشمکش میں پڑ گیا کہ جائے یا نہیں تبھی مقدس بیگم ایشل کے ساتھ اسٹیج کی طرف آئیں اور اجلال کو آنکھوں سے اسے اسٹیج پر چڑھنے میں مدد دینے کا اشارہ کیا مگر اسے سمجھ نہیں آئی۔

"اجلال بھائی ایشل بھابھی کو اوپر آنے میں مدد تو کردیں۔" زینب مقدس بیگم کا اشارہ سمجھ کر فوراً بولی۔ فرہان اور عینا نے اس کے منہ پھٹ ہونے پر افسوس کیا۔

کچھ مہمانوں کی نظریں بھی ان کی طرف تھیں۔ اجلال نے ایشل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مقدس بیگم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ایشل کا ہاتھ اجلال کے ہاتھ میں دیا۔ اسی وقت فوٹو گرافر نے تصویر کھینچی۔جس میں پیلے کرتے والا مرد نظر جھکائے جامنی اور پیلے لہنگا پہنے لڑکی کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔

اجلال نے اسے اسٹیج پر چڑھنے میں مدد دی پھر فوراً ہاتھ چھوڑ دیا۔سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے ایشل کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ رسم ادا کر کے ایشل جانے لگی مگر امل نے اسے روک لیا۔

تھوڑی دیر میں کھانا کھول دیا گیا۔حسان انصاری، سلیم صاحب اور مجتبیٰ صاحب کھانا کا انتظام دیکھ رہے تھے تاکہ مہمانوں کو کوئی شکایت نہ ہو۔

مہندی کا فنکشن رات دیر تک چلا تھا۔ ان کے کزنوں نے خوب ہلا گلہ کیا تھا۔ ایشل اس وقت میں خود کو اجلال کی نظروں سے دور ہی رکھے ہوئے تھی۔ فنکشن ختم ہوتے وہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور قریبی مہمان بھی اپنے گھر جا چکے تھے۔

ایشل امل کے کمرے میں موجود تھی۔ امل زینب کی طرف سے بھیجی تصویریں دیکھنے میں مصروف تھی۔

"یہ لڑکی دیکھو کیسی ہے؟" ایشل سونے کے لیے لیٹنے لگی جب امل نے موبائل کی سکرین اس کے سامنے کی۔

"اچھی ہے، کیوں؟" ایشل نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"یہ خالہ کی نند کی بیٹی ہے اور پتہ ہے یہ فنکشن میں اجلال بھائی کو ہی دیکھ رہی تھی۔" امل نے رازداری سے بتایا۔

"میں کیا کروں۔" ایشل نے بالوں سے کیچر اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ ایسے جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

"اس نے مجھ سے اجلال بھائی کے بارے میں پوچھا تھا میں نے کہہ دیا ان کی شادی نہیں ہوئی اور اس کے چہرے پر خوشی دیکھنے والی تھی۔" اب کی بار ایشل کچھ نہیں بولی۔

"میں سوچ رہی تھی ممی سے بھائی کے لیے اس لڑکی کے رشتے کی بات کروں۔" امل نے ہاتھ پر تھوڑی جماتے تصویر کو جان بوجھ کر زوم کیا۔

NOVEL HUT

"میری طرف سے دس لڑکیاں دیکھو۔" ایشل رخ موڑتے لیٹ گئی۔امل نے اس کے چہرے پر کوئی تاثر تلاشنا چاہا مگر ناکام رہی۔

دوسری طرف اجلال بستر پر لیٹے اس منظر کو یاد کرتے مسکرایا تھا جب مقدس بیگم نے ایشل کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تھا۔یہی منظر سوچتے وہ نیند میں اتر گیا۔

******

NOVEL HUT

اگلے دن دونوں کی بارات تھی جس کے لیے باہمی مشورے سے ایک ہی ہال بک کروایا گیا تھا۔پہلے چونکہ طلال کے ساتھ اجلال کی بھی بارات طے ہونا پائی تھی اسی وجہ سے الگ الگ فنکشن رکھنے کا سوچا تھا مگر اجلال کے منع کرنے پر انہوں نے بارات اور پھر ولیمہ کے لیے ایک ہی ہال رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایشل امل اور تانیہ کے ساتھ ڈریسنگ روم میں موجود تھی۔ ابھی ان دونوں کا نکاح ہوا تھا اور دونوں نے رو رو کر میک اپ خراب کر لیا تھا جو اب ایشل نے تھوڑا بہت درست کر دیا تھا۔ ایشل نے آج مقدس بیگم کے کہنے پر بلیک ساڑھی پہنی تھی جو اس پر خوب جچ رہی تھی۔ بال جوڑے میں باندھے تھے جن سے نکلتی لٹیں اس کے چہرے پر گر رہی تھیں۔

امل اور تانیہ کا ریڈ لہنگا تھا مگر دونوں کے ڈیزائن الگ تھے۔ ان دونوں پر خوب روپ آیا تھا۔

NOVEL HUT

زینب کے ڈریسنگ روم میں آنے پر وہ اسے ان دونوں کے پاس بیٹھاتے باہر آئی۔ اس نے آج سے پہلے کبھی ساڑھی نہیں پہنی تھی تبھی اسے سنبھالنے میں مشکل ہو رہی تھی اور پھر ساتھ بلیک ہیلز پہنے اسے چلنے میں دقت ہوئی۔

ڈریسنگ روم سے نکل کر وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی جب اچانک اس کی ہیل کے نیچے ساڑھی الجھی۔اس سے پہلے وہ گرتی کوئی اسے تھام چکا تھا۔

"سنبھل کر۔"اجلال فون پر بات کرتے آرہا تھا جب تھوڑے فاصلے پر ایشل کو پھسلتے دیکھ اس نے آگے بڑھ کر جلدی سے اسے پکڑا۔

ایشل نے اجلال کی آواز پر جھٹ بند آنکھیں کھولیں جو گرنے کے ڈر سے بند ہوئیں تھیں۔ ایشل جلدی سے سیدھی کھڑی ہوئی۔ اجلال اس کا بازو چھوڑتے پیچھے ہٹا۔ اجلال نے فون کی آواز پر اس سے نظریں ہٹائیں اور فون کان سے لگاتے آگے نکل گیا۔

"ایک تو ہر بار وہ اس شخص کے سامنے ہی کیوں گرتی تھی۔" ایشل کو خود پر غصہ آیا پھر وہ چونکی۔ اجلال اس پر کوئی بھی طنز کیے بغیر اور جلی کٹی سنانے بغیر گیا تھا۔

"اف ایشل پتہ نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہو۔" سر جھٹکتے وہ آگے بڑھی۔

"ماشاءاللہ بیٹا آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" ایشل اسٹیج کی طرف آ رہی تھی جب سامنے سے آتی عورت نے اسے روک کر بولا۔

"شکریہ۔" ایشل نے مسکرا کر کہا۔

"کیا نام ہے آپ کا؟"

"ایشل۔"

"ماشاءاللہ نام بھی تمھاری طرح خوبصورت ہے۔کیا کرتی ہو؟" وہ عورت باقاعدہ انٹرویو ہی لینے بیٹھ گئی تھی۔

"ابھی اسٹڈی مکمل ہوئی ہے۔" نا چاہتے بھی اس نے جواب دیا پھر مدد طلب نظروں سے خدیجہ یا مقدس بیگم کو تلاشنا چاہا۔

"کتنے بہن بھائی ہو؟" ایشل نے پہلے سوچا آگے چلی جائے مگر وہ عورت اس کا رستہ روکے کھڑی تھی۔

NOVEL HUT

"دو۔" اس نے جلدی سے جانا چاہا۔

"کس کی طرف سے آئی ہو لڑکے والوں کی یا لڑکی والوں کی؟" ایشل اب کے جھنجھلائی۔

"میرے بھائی کی شادی ہے۔" اسٹیج پر بیٹھے طلال کی اس پر نظر پڑی تو اس نے آنکھوں کے اشارے سے اس عورت سے جان چھڑانے کو کہا۔ وہ عورت اس سے مزید سوال کر رہی تھی اور اگلے سوال پر تو وہ بھکلا گئی۔

"کوئی منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی نہ تمھاری؟" ایشل کو اس سوال کی امید نہیں تھی۔

"میری بیوی ہے یہ۔" اجلال نے اس کے کندھے پر بازو پھیلاتے اس عورت کو جتایا۔ ایشل اپنے کندھے پر رکھا اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہتی تھی مگر ایسا نہیں کر سکی۔ اجلال اس عورت کا سوال سن چکا تھا تبھی فوراً ایشل کے پاس آیا تھا۔

کئی لوگوں نے اس جوڑی کو سراہا تو کئی کو حسد ہوا تھا۔

"اچھی جوڑی ہے ماشاءاللہ، خوش رہو ہمیشہ۔" ایشل کی شادی کا سنتے اس عورت کا منہ اتر گیا۔وہ دعائیں کچھ دعائیں دیتی چلی گئی۔

اسٹیج پر بیٹھے طلال اور آگے کی ٹیبل پر بیٹھیں مقدس بیگم اور خدیجہ انہیں ایسے ساتھ دیکھ کر مسکرائے تھے۔

"ایک منٹ ایسے ہی رہیں۔پلیز سمائل۔" فوٹو گرافر بھی جانے کہاں سے ٹپکا تھا۔ ایشل نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"پرفیکٹ پیچر۔ پرفیکٹ کپل۔" وہ پروفیشنل انداز میں بولا۔

"سوری۔" فوٹو گرافر کے سامنے سے ہٹتے اجلال نے ہلکے سے کہا پھر اس کے کندھے سے ہاتھ ہٹاتے مقدس بیگم کی اور چلا گیا۔اس سب میں ایشل بھول چکی تھی وہ کس لیے خدیجہ کے پاس جا رہی تھی۔

******

تانیہ اور امل کو اسٹیج پر لا کر بیٹھا دیا گیا تھا اور اسٹیج پر زینب ، عینا اور ایشل دودھ پلائی کی رسم کے لیے موجود تھیں۔ ایشل کو زینب نے مشورہ دیا تھا کہ وہ امل کی بہن کی حیثیت سے رسم کرے جبکہ وہ دونوں بہنیں تانیہ کی طرف سے رسم ادا کر رہی تھیں۔

"طلال بھائی جلدی سے بیس ہزار نکالیں۔" زینب دودھ کا گلاس تھامے ہوئی تھی۔

"شرم کرو لڑکی میری بہن نے فرہان سے کوئی پیسوں کا مطالبہ نہیں کیا اور تم سیدھا بیس ہزار مانگ رہی ہو۔" طلال نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"بھائی نے ایشل بھابھی کو پندہ ہزار دیے ہیں۔" زینب دوبدو بولی۔

"وہ بھی آپ نے ہی بولے تھے بیٹا۔ ورنہ اس نے تو گلاس پکڑا دیا تھا۔" طلال نے ایشل کی سائیڈ لی۔

"ایشل بھابھی آپ ہی ہماری حمایت کر دیں۔" زینب نے ایشل کو درمیان میں گھسیٹا۔

"تم اپنی بھابھی تو کیا ان کے شوہر کی حمایت بھی لے لو تو پیسے نہیں ملیں گے۔" طلال نے ہاتھ ہلاتے کہا۔

NOVEL HUT

"ایک منٹ۔" زینب درمیان سے اٹھی پھر ہال میں نظر دوڑائی اور مطلوبہ شخص دکھنے پر اس کی جانب بھاگی۔

"اجلال بھائی میرے ساتھ چلیں اور طلال بھائی سے میری حمایت کریں۔"

اجلال جو حسان صاحب وغیرہ سے باتوں میں مصروف تھا چونکا۔

"کس چیز کی حمایت کرنی ہے؟"اجلال کو سمجھ نہیں آئی۔

"میں نے طلال بھائی سے دودھ پلائی کی رسم کے لیے بیس ہزار مانگے ہیں اور وہ مان نہیں رہے آپ پلیز مدد کر دو۔"اس نے معصوم شکل بنائی۔

"جاؤ بیٹا سن لو بہن کی۔"حسان انصاری فوراً بولے۔

"پاپا میں وہاں کیا کروں گا۔"نہیں مطلب لڑکیوں کی رسم میں اس کا کیا کام۔

"اجلال بیٹا یہی تو موقعے ہوتے ہیں زندگی کو انجوائے کرنے کے۔جاؤ زینب لے جاؤ بھائی کو۔" سلیم صاحب نے بھی اسے سمجھایا۔

"برخوردار زندگی کو کھل کر گزارو۔ اب تو آپ نکاح شدہ ہیں ابھی سے لوگوں کے ساتھ گھلنے ملنے کی عادت ڈال لیں ورنہ سارا الزام آپ پر عائد ہوا کرے گا کے شوہر صاحب نہیں لے کر آتے جاتے۔" مجتبیٰ صاحب نے اس کا کندھا

تھپکتے رازداری سے بتایا۔ اب اجلال انہیں کیا بتاتا اس کی بیگم صاحبہ تو خود لوگوں سے زیادہ گھلنے ملنے والی نہیں۔

"اب بولیں طلال بھائی کیا بول رہے تھے؟"زینب اجلال کے ساتھ اسٹیج پر آئی۔

"میں تو پیسے نہیں دینے والا۔"طلال زینب کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔ امل اور تانیہ ان دونوں کی نوک جھونک انجوائے کر رہی تھیں۔

"ایشل بھابھی آپ کہاں چلیں؟"ایشل کو درمیان سے جاتے دیکھ زینب بولی۔

"طلال بچی کو دے دو جو مانگ رہی ہے۔" اجلال نے زینب کے مزید کچھ کہنے سے پہلے کہا۔

"ایک شرط پر دوں گا اگر میری بہن بولے گی۔ "طلال نے توپوں کا رخ ایشل کی طرف کیا جو وہاں سے جانے کے لیے پر تول رہی تھی۔

"یہ دونوں ہی عجیب ہیں۔ نہ اجلال بھائی کچھ بولتے ہیں نہ یہ۔ یہ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کا تکلف بھی نہیں کرتے۔ میں نے جب بھی دیکھا ہے ایک اس رخ تو دوسرا اس رخ ہوتا ہے۔ شادی میں ایک کپل پیچر ان دونوں نے خود سے نہیں بنوائی۔" زینب کو ان دونوں پر غصہ آیا۔ نہیں مطلب ایک دوسرے سے اتنا انجان کون رہتا ہے۔

"زینب زبان کو کہیں تو بند رکھ لیا کرو۔" عینا نے اسے ڈپٹا۔

"طلال دے دو۔" آخر ایشل کے کہنے پر طلال نے جیب سے پیسے نکالتے ان کی طرف بڑھائے۔

رسمیں ختم ہوتے رخصتی کا وقت آپہنچا۔ امل حسان انصاری اور مقدس بیگم سے ملتے رو دی۔ طلال نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اس دعائیں دیں۔ خدیجہ بیگم سے دعائیں لیتے وہ ایشل کے گلے لگی۔ ایشل کی اپنی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔ ایشل سے ملنے کے بعد وہ اجلال کے گلے لگی۔ اجلال کی اپنی آنکھیں نم ہوئیں۔ اس کی اکلوتی اور عزیز جان بہن آج کسی اور کے گھر کی رونق بن رہی تھی۔ اجلال اسے بازو کے حلقے میں لیے گاڑی تک لایا۔

ان کے جانے کے بعد تانیہ کی رخصتی کا وقت آیا۔ عالیہ بیگم اور سلیم صاحب کے گلے لگتے وہ بہت روئی تھی۔ ایشل نے اسے طلال کی گاڑی میں بیٹھایا۔ حسان صاحب کی گاڑی میں مقدس بیگم اور خدیجہ گھر کے لیے نکل چکے تھے کیونکہ انہیں لگا تھا وہ چاروں ایک گاڑی میں آئیں گے مگر اجلال نے گھر سے اپنی گاڑی منگوالی تھی تاکہ طلال خود ڈرائیو کر کے تانیہ کو گھر لے جائے۔

ایشل حسان انصاری کی گاڑی کو تلاش رہی تھی جب ایک گاڑی اس کے قریب رکی۔

"محترمہ گھر نہیں جانا کیا؟" ایشل نے اجلال کو گاڑی میں دیکھ کر سائیڈ پر ہونا چاہا جب اجلال نے اس پر طنز کیا۔

"میں بڑے پاپا لوگ کے ساتھ جاؤں گی۔" اس نے نظر پارکنگ میں گھمائی۔

"محترمہ اگر آپ اپنی سوچوں سے باہر نکل کر دیکھیں تو سب گھر جا چکے ہیں۔"

پتہ نہیں کیوں اسے ایشل پر غصہ آرہا تھا جسے ہوش ہی نہیں تھی۔اگر اس کی نظر ایشل پر نہ پڑتی تو وہ بھی گھر چلا جاتا اور اتنی رات کو وہ یہاں اکیلے سنسان جگہ کھڑی تھی۔

"گاڑی میں بیٹھو یا اس کے لیے کوئی دعوت نامہ پیش کروں۔" ایک بار پھر طنز کیا۔

"آگے بیٹھو، ڈرائیور نہیں ہوں آپ کا۔" ایشل نے نوٹ کیا وہ طنز کرتے وقت اسے 'تم' کی جگہ 'آپ' کہتا تھا۔

"اف، میں کیوں ہٹلر کی باتوں پر دھیان دے رہی ہوں۔" خود کو ڈپٹتے وہ فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھی اور زور سے دروازے کو بند کیا۔

NOVELHUT

اجلال نے فل سپیڈ میں گاڑی آگے بڑھا دی۔

گھر میں کچھ رسمیں ادا کی گئیں۔طلال نے دروازہ رکائی پر ایشل کو سونے کا لاکٹ گفٹ کیا تھا۔

******

آج ولیمہ تھا۔طلال اور فرہان بلیک ٹوپیس پہنے ہوئے تھے۔امل کی میکسی پستہ رنگ کی تھی اور تانیہ کی پیچ تھی۔دونوں پر یہ رنگ بہت جچ رہے تھے۔

"اچھی لگ رہی ہو۔"طلال نے سرگوشی کرتے تانیہ سے کہا۔

"شرم کرو تم اسٹیج پر بیٹھے ہو، لوگ یہی دیکھ رہے ہیں۔"تانیہ نے اسے شرم دلائی۔

"تم بھول رہی ہو منگنی والے دن میں نے کہا تھا جس دن میرے نکاح میں آؤ گی تب تعریف کروں گا۔"طلال نے اسے یاد دلایا۔

"تم تعریف گھر میں بھی کر سکتے تھے یہاں دس لوگوں کے سامنے نہیں۔ اب چپ چاپ سیدھے ہو کر بیٹھو۔"طلال کا رخ اپنی جانب مبذول دیکھ کر وہ بولی تو طلال سر کو خم دیتا سیدھا ہوا۔

آج چونکہ ولیمہ تھا تو ان لوگوں کے دوست احباب بھی مدعو تھے۔

سلمان اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ آیا تھا۔بارات کے لیے وہ پہلے ہی معزرت کر چکا تھا۔

"یہاں کیوں کھڑی ہیں بھابھی آپ اس طرف چلی جائیں۔"اجلال نے سلمان کی بیوی نائلہ کو وہیں کھڑا دیکھ کر کہا۔

"دراصل یہ کہہ رہی ہین کہ یہاں اس کی کسی سے جان پہچان نہیں ہے تو اکیلے جانا اکورڑ لگ رہا ہے۔" سلمان کی بات سمجھتے اجلال نے ایک ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جہاں اس کے گھر کی خواتین موجود تھیں۔

"آپ وہاں چلی جائیں میں آپ کا تعارف اپنی فیملی سے کراوا دیتا ہوں۔" نائلہ نے اس ٹیبل کی جانب دیکھا جہاں چار عورتوں کے ساتھ تین لڑکیاں موجود تھیں تبھی اس کی نظر گولڈن اور سلور امتزاج کی میکسی پہنی لڑکی پر گئی۔

"سلمان یہ ایشل ہے نہ؟" نائلہ نے سلمان سے تصدیق چاہی۔

"ارے ہاں، مگر یہ یہاں کیسے؟" سلمان کو بھی حیرت ہوئی، حیران تو اجلال بھی ہوا تھا۔

NOVEL HUT

"تم اسے جانتے ہو؟" اجلال نے سلمان سے پوچھا۔

"یہ میری پھوپھو کی بیٹی ہے، کچھ ماہ پہلے اس کی منگنی تایا کے بیٹے سے ہوئی تھی مگر اب پتہ چلا پھوپھو کا کوئی بیٹا تھا اور وہ انہیں ساتھ لے گیا۔" سلمان نے

مختصر بتایا۔ اس دن سلمان اور ماہا گھر نہیں تھے اور نائلہ اپنے میکے تھی اسی لیے ساری کہانی آمنہ ممانی کی زبانی ان تک پہنچی تھی۔

"تو مبارک ہو سلمان صاحب آپ اپنے کزن کے ولیمہ میں مدعو ہیں۔" اجلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ سمجھا نہیں۔

"آؤ میں بتاتا ہوں۔" اجلال ان دونوں کے ساتھ اس ٹیبل تک آیا۔ خدیجہ اور ایشل سلمان کو دیکھ کر ٹھٹکیں۔

نائلہ اور سلمان نے ان سب کو سلام کیا۔ ایشل نے جھکتے ان کی بیٹی ارحا کو پیار کیا۔

"اجلال بھائی آپ نے اپنی وائف سے نہیں ملوایا۔" نائلہ سب سے ملنے کے بعد بولی۔ ایشل ارحا سے باتوں میں لگی تھی تبھی اس کے سوال پر دھیان نہیں گیا۔

"یہ آپ کے سامنے بیٹھی ہیں ہماری ایشل بھابھی۔" جواب ہمیشہ کی طرح زینب کی جانب سے آیا۔ سلمان اور نائلہ نے حیرت اور خوشی سے اجلال کو دیکھا۔ ایشل اپنے نام کی پکار پر ان کی طرف متوجہ ہوئی مگر سب کی نظریں خود پر دیکھتے اس کے چہرے پر الجھن نمودار ہوئی۔

"پھوپھو مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے وقت پر درست فیصلہ کیا۔ میں تو پہلے سمیر سے ایشل کی شادی کے حق میں نہیں تھا۔" سلمان نے اپنی خوشی ظاہر کی۔

"سچ میں سلمان، تائی نے جس دن ایشل پر الزام لگائے تھے مجھے بہت برا لگا تھا۔ ایشل سمیر جیسا شخص ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔" نائلہ نے پیار بھری نظروں سے ایشل کو دیکھتے کہا۔ ایشل کی آنکھوں میں نمی جھلکی۔ اس کے کزنوں میں ایک سلمان ہی صحیح تھا اور نائلہ کے ساتھ اس کی اچھی بات چیت تھی۔

"ایشل، زینب آپ نائلہ کو امل اور تانیہ سے ملاوائیں اور زینب آپ کو عینا بلا بھی رہی ہے۔" صالحہ بیگم نے ان دونوں کو کہا تو وہ نائلہ کو لیے امل اور تانیہ سے ملاوانے چلی گئیں۔

سلمان کچھ دیر خدیجہ سے باتیں کرتا رہا پھر اجلال کے ساتھ مردوں والے حصے میں چلا گیا۔

"تم نے اسے بتانے کی کوشش نہیں کی کہ تم اسے چاہتے ہو؟" حسان انصاری اور باقی سب سے ملنے کے بعد وہ ایک طرف کھڑے تھے۔

"نہیں، کیونکہ میں چاہتا ہوں وہ خود محسوس کرے مگر اب یہ سب مشکل لگ رہا ہے۔" اجلال نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" سلمان نے اسے تسلی دی۔ کچھ دیر میں طلال اور فرہان بھی وہیں آگے تو اجلال نے ان کا تعارف کروایا۔ طلال کو سمیر اور سلمان میں زمین آسمان کا فرق محسوس ہوا۔ باتیں کرتے ان سب نے ساتھ کھانا کھایا تھا اور فنکشن ختم ہوتے سب گھروں کو لوٹ گئے۔ تانیہ عالیہ بیگم اور سلیم صاحب کے ساتھ میکے چلی گئی تھی اور امل انصاری ہاؤس آئی تھی۔ البتہ طلال اور فرہان نے میکے میں رکنے سے منع کر دیا تھا۔

اتنے دنوں کی تھکن تھی تو سب جلدی سونے کے لیے لیٹ گئے تھے۔

******

مکلاوئے کی رسم کے لیے وہ پہلے سلیم صاحب کے گھر گئے تھے۔تانیہ کو گھر لائے تھے جب مجتبیٰ صاحب کی فیملی بھی امل کو لینے پہنچ گئی تھی۔ شام کا کھانا ایشل اور مقدس بیگم نے بنایا تھا۔ شبعان کی انتیس تاریخ تھی اسی لیے مغرب کی نماز کے بعد زینب ضد کر کے ان سب کو چھت پر لے آئی کے سب مل کر چاند ڈھونڈیں گے۔

"میں چھت پر جاؤں گا تو تم لوگوں کو چاند نظر آئے گا۔" طلال نے صوفے سے اٹھتے کہا۔

"کیوں آپ نے چاند کو اپائنٹمنٹ دی ہے؟"زینب نے طنزاً بولا۔

"یار جب چاند یہاں نیچے بیٹھا ہو گا تو تم لوگ کیا خالی آسمان دیکھو گے۔" طلال نے کالر فخریہ انداز میں کالر سیدھا کیا۔

"تم کتنے سیلف آبسیسڈ ہو طلال۔"تانیہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"دوسروں سے آبسیسڈ ہونے سے اچھا ہے بندہ سیلف آبسیسڈ ہو کم از کم کسی کے آگے پیچھے تو نہ پھرنا پڑے۔" سیڑھیاں چڑھتے وہ بول رہا تھا۔

"لو جی ہمارے بھائی نے کب سے یہ چاند دیکھنے کے شوق پال لیے؟" چھت پر پہلے سے موجود اجلال کو دیکھتے اجلال نے اچنٹی نظر ایشل پر ڈالی۔

"جب سے بھائی کی زندگی میں چاندنی آئی ہے۔" زینب فٹ بولی۔ ایشل نے ان کی باتوں کو اگنور کرتے نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔

"مطلب؟" عینا نے زینب سے پوچھا۔

"بھابھی کی سنہری آنکھیں۔ چاند کی چاندنی کی طرح سنہری۔" زینب کے جواب پر آسمان کی جانب دیکھتے اجلال نے چونک کر کچھ فاصلے پر کھڑی لڑکی کو دیکھا جس کی سنہری آنکھیں آسمان پر ٹکی تھیں۔وہ کسی سوچوں میں گم تھی۔

"پھر تو میری بیوی کی زندگی میں پورا چاند آگیا کیونکہ میری آنکھیں بھی سنہری ہی ہیں۔" طلال نے فخر سے تانیہ کی طرف رخ کیا جو طلال کی اپنی خود کی تعریف کرنے پر ہنسی تھی۔

"یہ لیلہ مجنوں کسے ڈھونڈ رہے ہیں چاند تو اس طرف ہے۔"امل نے آسمان پر نظر آتے ہلال کی جانب اشارہ کرتے کہا۔ کیونکہ ایشل چاند ڈھونڈنے کے بجائے تارے دیکھ رہی تھی اور اجلال اس کے چہرے کو۔

"ایک کام کرتے ہیں ہم نیچے چلتے ہیں کیا پتہ وہ دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا چاہتے ہوں۔" فرہان نے آہستہ سے کہتے سب کو نیچے چلنے کو کہا۔ دراصل وہ ان دونوں کو اکیلے وقت دینا چاہتے تھے۔

مسجدوں میں بجتے سائیرن اور رمضان المبارک کے اعلان پر وہ دونوں ہوش میں آئے۔

ایشل نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا۔ کیا وہ اپنی سوچوں میں اتنا گم تھی کے سب کے جانے کی خبر نہیں ہوئی؟

اجلال نے ایشل کے چہرے سے نظر ہٹائی۔ کیا وہ اتنا بے اختیار ہو گیا تھا کے ایشل کو دیکھتے اسے کوئی ہوش ہی نہیں رہا تھا؟

وہ اکھٹے جانے کو مڑے پھر رک گئے۔

"رمضان مبارک۔"وہ ایک ساتھ بولے تھے۔ ایشل یہ سوچ کر بولی تھی کے ایک رمضان کی مبارک دینے سے وہ چھوٹی نہیں پڑ جائے گی اور اجلال یہ سوچ کر بولا تھا کے اس کے مخاطب کرنے پر کچھ کڑوی کسیلی سننے کو ہی مل جائے گی۔ پھر بغیر ایک دوسرے کو دیکھے وہ سیڑھیاں اتر گئے۔

ان دونوں نے نیچے آکر سب کو رمضان کی مبارک دی۔ تھوڑی دیر میں صالحہ بیگم وغیرہ بھی گھر کے لیے نکل گئے۔

NOVEL HUT

******

پورا رمضان ان دونوں کا دن میں دو مرتبہ ہی سامنا ہوتا تھا۔ سحری اور افطاری پر۔ سارا رمضان خیرو عافیت سے گزرا تھا اور عید کا دن آپہنچا۔ عید کے پہلے

دن گھر میں دعوت رکھی گئی تھی اور امل وہیں رک گئی تھی۔ فرہان رمضان کے دوسرے ہفتے ہی لندن واپس جا چکا تھا۔

عید کے دوسرے روز سہ پہر میں وہ سب اکٹھے لاونج میں جمع تھے۔

"بھائی سی ویو چلتے ہیں آج۔" طلال نے پلان بنایا۔

"ہاں بیٹا چلے جاؤ ویسے بھی عید تہوار پر ہی تم گھومنے نکلتے ہو ورنہ کام سے فرصت کب ملتی ہے۔" حسان انصاری نے بھی مشورہ دیا۔

NOVEL HUT

"پھر ابھی نکلتے ہیں ورنہ رات میں ٹریفک بہت جام ہو جاتا ہے۔" اجلال نے وقت دیکھتے کہا۔یہ تو سچ تھا کراچی کی ٹریفک میں پھنس گئے تو پھر گھنٹے دو گھنٹے سے پہلے نہیں نکل سکتے۔

"ایشل آپ بھی جاؤ بیٹا، مائنڈ فریش ہو جائے گا۔" مقدس بیگم نے اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ کر بولا۔

"ہاں بیٹا چلی جاؤ یہی تو دن ہیں زندگی جینے اور خوشیاں منانے کے۔"خدیجہ نے بھی کہا تو وہ مجبوراً اٹھی۔ ان لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کی یہ آوٹنگ ان سب کے لیے بہت بھاری پڑنے والی ہے۔

باہر گاڑی میں بیٹھنے کے لیے اس نے بیک ڈور کھولا مگر پیچھے طلال ،تانیہ اور امل بیٹھے تھے۔

"طلال تم آگے چلے جاؤ۔" ایشل آگے نہیں بیٹھنا چاہتی تھی اور وہ تینوں چاہتے تھے کہ ایشل آگے اجلال کے ساتھ بیٹھے۔

"نہیں میں اپنی بیوی کے ساتھ پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔" طلال نے صاف انکار کیا۔ ایشل نے پھر امل کو دیکھا شاید وہ آگے چلی جائے مگر وہ بھی نفی میں سر ہلا کر موبائل دیکھنے لگی۔

دروازہ بند کرتے وہ دل پر پتھر رکھ کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی۔ اجلال نے گاڑی سٹارٹ کرتے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی پر ڈالی جو سفید فراک پر سترنگی چنری کا دوپٹہ لیے ہوئے تھی۔دوپٹہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی سفید چادر اپنے گرد لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ خود بھی سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔یہ اتفاق ہی تھا کہ ان کے کپڑے ایک رنگ کے تھے، سفید۔

اجلال نے گاڑی آگے بڑھائی۔مین سڑک پر پہنچتے اسے لگا جیسے کوئی ان کی گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے پھر اس نے وہم سمجھتے سڑک پر دھیان دیا۔ مگر دو موٹر

سائیکل سوار ان کی گاڑی کے پیچھے پیچھے تھے۔ اجلال نے تیز سپیڈ میں گاڑی دوڑاتے رش والے حصے میں ڈالی۔جب اسے یقین ہو گیا اب وہ پیچھے نہیں ہیں تو وہ آرام سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔ ان سب کو اجلال کے تیز گاڑی چلانے پر یہی لگا کے وہ اس رش سے نکلنا چاہتا ہے تاکہ گاڑی یہاں پھنس نہ جائے۔

سی ویو پہنچتے سمندری ہوا نے ان کا استقبال کیا۔تانیہ طلال ایک طرف چلے گئے اور امل ایشل کے ساتھ ساحل پر ٹہلنے لگی۔ اجلال وہاں کھڑے ان سب کو دیکھ رہا تھا جب اس کا فون بجا۔

"ایشل تم یہاں رکو میں تانیہ سے اپنا موبائل لے کر آئی۔" امل نے تھوڑا آگے کھڑے طلال اور تانیہ کی جانب اشارہ کرتے بولا۔

ایشل وہیں کھڑی تھی جب اس کی نظر دو موٹر سائیکل سواروں پر پڑی۔اس کا رنگ فق ہوا کیونکہ انکے ہاتھ میں پستول تھی جس کا رخ اجلال کی طرف تھا۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کیا کرے۔ اجلال اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔

"اجلال۔۔۔" ادھر ان لڑکوں نے پستول کا ٹریگر دبایا تھا وہاں ایشل چیخ کر اسے پکارتی بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی تھی۔اجلال فون کرتے مڑا جب گولیوں کی آواز گونجی۔وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ایک وجود کے جسم نے گولیاں لگنے پر جھٹکا کھایا تھا اور دوسرے کی آنکھیں اس کے سرخ ہوتے لباس پر تھیں۔

اس سے پہلے گولی لگنے کی وجہ سے وہ وجود زمین پر گھٹنوں کے بل زمین پر گرتا دوسرے نے اسے سنبھالنا چاہا۔ وہ تینوں بھی گولیوں کی آواز پر مڑے تھے مگر زمین پر گرتے وجود کو دیکھ کر ان کی جانب بھاگے تھے۔

ان کے گرد ایک ہجوم اکھٹا ہو گیا۔ کوئی ایمبولینس کو کال کر رہا تھا کوئی ان بائیک والوں کو پکڑنے کا بول رہا تھا جو موقعے سے فرار ہو چکے تھے۔

زمین پر گرے وجود کی آنکھیں دھیرے سے بند ہوئیں اور ہاتھ ڈھلک کر نیچے گرا جبکہ دوسرا وجود جو بے حس و حرکت بیٹھا تھا ایک دم چیخا تھا۔

******

قبرستان کے دروازے کے باہر کار آکر رکی۔ گاڑی سے نکلتے وہ نفوس دو قبروں کے قریب آکر رکا۔ ہاتھ میں موجود بوتل سے پانی دونوں قبروں پر ڈالا

پھر شاپر سے پھولوں کی پتیاں نکالتے ان پر ڈالیں۔ فاتحہ پڑھتے وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا۔ ان پانچ سالوں میں یہ اس کا معمول بن گیا تھا وہ روز صبح آفس جاتے اور واپسی پر یہاں آتا تھا۔ دفعتاً اس کا موبائل بجا تو فون کان سے لگاتے وہ وہاں سے اٹھتے گاڑی کی جانب آیا۔

ماموں جلدی گھر پہنچیں آج حماد اور زین کو میں نے مجھے تنگ کرنے پر سزا دی" تھی اور اب ماما میری پٹائی کرنے کے لیے مجھے ڈھونڈ رہی ہیں۔" اس نے جیسے فون اٹھایا دوسری جانب سے ایک بچی اپنی توتلی زبان میں بولی، گاڑی چلاتے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

بچے ایسی حرکتیں کیوں کرتی ہو کہ مجھے آپ کے حصے کی ڈانٹ کھانی پڑتی ہے؟" اب جہاں ہو وہی چھپی رہو میں پانچ منٹ میں پہنچتا ہوں۔" وہ لہجے میں تھوڑی خفگی لاتے بولا۔

بابا کہتے ہیں میں آپ کے جیسی ہوں۔" وہ بھی اس کی دوسری کاپی تھی۔"

ہاں اور غصے میں اپنے بابا کی کاپی۔" وہ دوبدو بولا۔"

اب آپ جلدی آئیں ماما کی آواز آرہی وہ مجھے ڈھونڈ رہی ہیں۔" بچی نے کہتے"

فون بند کیا تو اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

******

مجھے سمجھ نہیں آتی آپ کے بابا آپ کو کچھ کہتے کیوں نہیں؟" ساڑھے تین سالہ"

بچی سر جھکائے کھڑی اپنی ماں کی ڈانٹ سن رہی تھی۔ یا یہ کہا جائے کے

اسے عادت ہو گئی تھی۔ ہر بار ایسا ہی ہوتا تھا ہر بار ڈانٹ کھا کر پھر وہی کام

کرتی تھی۔

کیا ہو گیا ہے بیٹا کیوں ڈانٹ رہی ہو؟" اپنی دادی کی آواز پر بچی فوراً ان کے"

پاس بھاگی۔

آپ کو معلوم ہے اس نے کیا کیا؟ حماد اور زین کو اتنی تیز دھوپ میں کان پکڑا" کر کھڑا کیا ہوا تھا۔" اپنی ماں کے بتانے پر اس کے چہرے پر شرارت ابھری۔

سجل بیٹا ماما کو تنگ نہیں کیا کرو۔" سجل "اوکے دادو" کہتی وہاں سے غائب ہو" چکی تھی۔

بچی ہے اتنا نہیں ڈانٹا کرو۔ جب سکول جانے لگے گی تو خود ٹھیک ہو جائے" گی۔" اس کی ساس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں تم اس معصوم بچی کو ہر وقت ڈانٹتی رہتی ہو۔ دیکھو ذرا اس کی " شکل، اتنا سا منہ نکل آیا ہے اس کا تمھاری ڈانٹ سن سن کر۔" سجل نے ماموں کی پیروی کرتے فوراً منہ کے زاویے ایسے بنائے جیسے واقعی اس سے زیادہ معصوم کوئی نہ ہو۔

ہاں ایک تم معصوم اور ایک تمھاری بھانجی معصوم۔ہنہہ...۔" اپنے بھائی کی" بات پر اس کا پارہ چڑھا۔

بس کرو اب تم دونوں نہ شروع ہو جانا۔" اس کی ساس نے انہیں ڈپٹا ۔وہ پیر" پٹختے کچن کی طرف چل دی۔

آپ کے بابا کی طرح آپ کی ماما بھی سڑی رہتی ہیں۔" اس نے سجل کے" کان میں کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

صوفے پر موجود دونوں میاں بیوی نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ ان لوگوں کے دم سے ہی تو گھر میں رونق ہو گئی تھی ورنہ کچھ سال پہلے ہوئے واقعے نے اس گھر کی رونقیں چھین لیں تھیں۔

******

...پانچ سال پہلے

اجلال۔۔۔" ادھر ان لڑکوں نے پستول کا ٹریگر دبایا تھا وہاں ایشل چیخ کر" اسے پکارتی بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی تھی۔ اجلال فون کرتے مڑا جب گولیوں کی آواز گونجی۔ وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ ایشل کے جسم نے گولیاں لگنے پر جھٹکا کھایا تھا اور اجلال کی آنکھیں اس کے سرخ ہوتے لباس پر تھیں۔ اس سے پہلے گولی لگنے کی وجہ سے وہ زمین پر گھٹنوں کے بل زمین پر گرتی اجلال نے اسے سنبھالنا چاہا۔ وہ تینوں بھی گولیوں کی آواز پر مڑے تھے مگر زمین پر گرتے وجود کو دیکھ کر ان کی جانب بھاگے تھے۔

اجلال پھٹی آنکھوں سے اس کے جسم سے نکلتے خون کو دیکھ رہا تھا جس نے اس کا سفید لباس سرخ کر دیا تھا۔ امل اور تانیہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخیں

دبائیں تھیں۔ طلال نے نے نیچے بیٹھتے ایشل کے گال تھپکے جس کی آنکھیں مسلسل بند ہو رہی تھیں اور درد کی وجہ سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ان کے گرد ایک ہجوم اکھٹا ہو گیا ۔کسی نے ایمبولینس کو کال کر دی تھی۔کوئی ان موٹرسائیکل والوں کو پکڑنے کا بول رہا تھا جو موقعے پر فرار ہو چکے تھے۔

زمین پر گری ایشل کی آنکھیں دھیرے سے بند ہوئیں اور ہاتھ ڈھلک کر نیچے گرا۔

ایشل..." اجلال بے حس و حرکت بیٹھا تھا ایک دم چیخا تھا۔"

ایمبولینس کے پہنچتے اسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ طلال تانیہ اور امل کو گاڑی میں جیسے تیسے ڈرائیو کر کے ہسپتال پہنچا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور دل الگ ہول رہا تھا۔ اس وقت انہیں یہ بھی ہوش نہ رہا تھا کہ گھر فون کر کے کچھ بتا دیں۔

ایشل کو آپریشن تھیٹر میں لیجایا جا چکا تھا۔ اجلال باہر دیوار سے ٹیک لگائے گم سم کھڑا تھا۔ اس کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے مگر اسے پروا نہ تھی۔ تانیہ اور امل کو رو رو کر برا حال تھا اور طلال وہ خالی آنکھوں سے آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ ان سب کا دل بس ایک ہی دعا کر رہا تھا، ایشل کو نئی زندگی مل جائے۔" اسے ایک گولی دل کے پاس اور دوسری پیٹ" میں لگی تھی۔ڈاکٹرز جواب دے چکے تھے کہ خون زیادہ بہہ جانے اور دل کے پاس گولی لگنے کی وجہ سے اس کا بچنا مشکل ہے۔

آپ چاہتے تھے نہ کہ میں آپ کی زندگی سے نکل جاؤں تو بہت جلد میں آپ کی") زندگی سے دور چلی جاؤں گی۔") اجلال کے ذہن میں ایشل کے کہے الفاظ گونجے۔

آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھولا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ اجلال فوراً سیدھا ہوا اور طلال ان کے قریب آیا۔

"پیشنٹ کی حالات بہت خراب ہے آپ جتنی جلدی ہو سکے او۔ نگیٹیو بلڈ کا انتظام کریں۔ ہمارے بلڈ بینک میں جو خون تھا ہم لگا چکے لیکن ہمیں اور خون چاہیے ورنہ پیشنٹ کی جان بھی جا سکتی ہے۔" ڈاکٹر کہہ کر اندر چلا گیا اور پیچھے ان سب کی سانسیں جیسے رک گئی تھیں۔ اجلال کا دماغ سن ہو رہا تھا۔ اس نے کانپے ہاتھوں سے موبائل نکالتے آفس گروپ میں جلد بلڈ ارینج کرنے اور ہسپتال کا نام لکھ کر میسج کیا اور کچھ ایمپلائز نے فوراً ریپلائے کیا تھا، جن کا بلڈ گروپ سیم تھا یا کسی کو جانتے تھے۔

******

اتنی دیر ہو گئی بچے آئے نہیں ابھی تک، آپ اجلال یا طلال کو فون"
کریں۔"مقدس بیگم نے وقت دیکھتے حسان انصاری کو کہا۔
کیوں پریشان ہو رہی ہیں بیگم، کہیں کھانا کھانے رک گئے ہوں گے، آجائیں"
گے۔" وہ اخبار کا صفحہ پلٹتے بولے پھر مقدس بیگم کی طرف دیکھا۔
اچھا میں کرتا ہوں فون آپ پریشان نہ ہوں۔" ان کے چہرے پر پریشانی"
دیکھتے حسان انصاری نے پہلے اجلال کا نمبر ملایا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔
پھر انہوں نے طلال کا نمبر ملایا شاید اجلال ڈرائیونگ کر رہا ہو گا تبھی فون نہ اٹھا
رہا ہو۔
ایک دو بار کال ملانے پر دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا۔

بیٹا آپ لوگ کدھر ہو آپ کی ماما پریشان ہو رہی ہیں کہ بچے ابھی تک آئے"
نہیں۔" حسان انصاری نے طلال کے کال اٹھاتے سوال کیا تو دوسری جانب
سے جو خبر انہیں سننے کو ملی ان کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا۔
میں ابھی آتا ہوں۔" انہوں نے لرزتے لہجے میں کہتے فون بند کیا۔"
کیا ہوا؟" مقدس بیگم نے ان کے چہرے کے اڑے رنگ اور کانپتے ہاتھوں"
کو دیکھتے پوچھا۔
وہ...وہ ایشل کو گولی لگی ہے اور وہ ہسپتال میں ہے۔ڈاکٹرز نے چند گھنٹوں کا"
وقت دیا ہے۔"حسان انصاری نے چشمہ اتارتے سائڈ پر رکھا۔ مقدس بیگم کا
حال بھی ان سے کچھ مختلف نہ تھا ان کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔

بھائی جان آپ ...آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں...میری ایشل...میری ایشل کو" گولی..." خدیجہ جو عشاء کی نماز ادا کر کے لاونج میں آئی تھیں، حسان انصاری کے الفاظ سنتے انہوں نے دل پر ہاتھ رکھا۔

خدیجہ۔۔" مقدس بیگم فوراً ان کے پاس گئیں مگر زمین پر ڈھے چکی تھیں۔"

حسان انصاری نے جلدی سے گاڑی نکالی اور مقدس بیگم کے ساتھ خدیجہ کو گاڑی میں ڈالتے ہسپتال پہنچے۔

******

طلال جو ریسیپشن پر بلڈ کے انتظامات کا پوچھ رہا تھا جب حسان انصاری اور مقدس بیگم خدیجہ کو اسٹریچر پر ڈالے اندر آرہے تھے۔ ایک نرس نے آگے بڑھتے خدیجہ کی نبض چیک کی اور وارڈ بوائے کو اشارہ کیا تو وہ اسٹریچر کو آگے لے گیا۔

حسان انصاری نے آگے بڑھتے طلال کو گلے لگایا جو ساکت کھڑے اسٹریچر کو دور جاتے دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹرز نے کچھ بتایا ایشل کے بارے میں کہ کب تک آپریشن ختم ہو گا؟""

مقدس بیگم کی پریشانی دگنی ہو گئی تھی۔ ایک طرف ایشل اور دوسری طرف خدیجہ زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی۔

ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں گولیاں نکالنے کے بعد بھی خون بہت زیادہ بہنے کی وجہ سے" اس کی جان جا سکتی ہے۔"طلال حسان انصاری کے کندھے سے سر ٹکاتے رو دیا۔

خدیجہ کو جس آئی سی یو میں لیجایا گیا تھا اس سے تھوڑا آگے ہی آپریشن تھیٹر تھا جہاں ایشل کا آپریشن جاری تھا۔

حسان انصاری اور مقدس کی نظر سامنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے اجلال پر گئی جس کے کپڑوں پر لگے خون کے داغ تھے ،بال بکھرے اور نظریں آپریشن تھیٹر کے دروازے پر ٹکی تھیں۔ کچھ فاصلے پر رکھی کرسیوں پر امل اور تانیہ بیٹھی دعائیں مانگ رہی تھیں۔

حسان انصاری نے آگے بڑھتے اجلال کے کندھے پر ہاتھ رکھا جس پر اجلال نے خالی نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔ حسان انصاری کے دل کو کچھ ہوا۔ انہوں نے کب اسے ایسے دیکھا تھا۔

"اللہ سے دعا کرو بیٹا، اسی کے ہاتھ میں سب ہے۔ دیکھنا ہماری ایشل بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"حسان انصاری نے اس کا کندھا تھپکا۔

تانیہ بیٹا آپ طلال کے پاس جائیں خدیجہ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے وہ اس وقت" آئی۔سی۔یو میں ہے۔" حسان انصاری کے بتانے پر اجلال یک دم سیدھا ہوا۔

پاپا آپ کو انہیں یہ نہیں بتانا چاہیے تھا، جب ان کی سرجری ہوئی تھی تب" ڈاکٹرز نے انہیں کوئی بھی بری خبر یا ایسی بات بتانے سے منع کیا تھا جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہو۔"امل کو یاد تھا جب ڈاکٹرز نے خاص ہدایت دی تھی کہ خدیجہ کوئی ایسی خبر نہ دی جائے۔

جب طلال کا فون آیا اس وقت صرف مقدس میرے پاس موجود تھی ہمیں" نہیں معلوم تھا وہ یہ خبر سن لے گی۔" حسان انصاری کی پریشانی میں مزید اِضافہ ہوا۔

دوسری طرف مقدس بیگم طلال کو حوصلہ دے رہی تھیں کہ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔

دو گھنٹے گزر گئے تھے اور ڈاکٹرز بس دعائیں کرنے کا ہی بول رہے تھے۔ ایشل کو خون کی بوتلوں پر بوتلیں لگ رہی تھیں البتہ گولیاں نکال دی گئی تھیں۔ جبکہ خدیجہ کی ہارٹ بیٹ نارمل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

******

حسان انصاری نے مجتبیٰ صاحب اور سلیم صاحب کو فون پر سب بتا کر دعا کرنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ سب دعائیں کر رہے تھے جب ڈاکٹر باہر آئے۔

ہم نے بہت کوشش کی مگر۔۔۔ ہم آپ کے پیشنٹ کو نہیں بچا سکے۔" ڈاکٹر" پروفیشنل انداز میں کہتے طلال کے کندھے پر ہاتھ رکھتے آگے بڑھ گئے۔ طلال وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے رو دیا۔ حسان انصاری نے آگے بڑھتے اسے

سینے سے لگایا۔ مقدس بیگم، تانیہ اور امل کا الگ رو رو کر برا حال تھا۔ اجلال کرسی پر ڈھے گیا اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے۔

سب میری وجہ سے ہوا ہے، اس سب کا قصور وار میں ہوں۔"طلال اپنے" بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھا۔ حسان صاحب نے اس نفی میں سر ہلاتے اس کے آنسو پونچھے۔

ایسے نہیں کہتے بیٹا۔"ان کا دل کٹ رہا تھا۔"

اگر میں سب کو جانے کا نہ کہتا تو یہ سب نہ ہوتا، اس سب کا قصور وار میں" ہوں۔"وہ ہزیانی کیفیت میں چلایا۔

اجلال کرسی سے کھڑے ہوتے آپریشن تھیٹر کے دروازے کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ تبھی اس کا دروازہ کھولا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ اجلال کی دھڑکن تیز ہوئی۔

مبارک ہو آپریشن کامیاب رہا مگر ابھی آپ کے مریض کو ہوش نہیں آیا۔" انہیں آئی۔سی۔یو میں شفٹ کیا جائے گا اس کے بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں۔" جہاں ڈاکٹر کے الفاظ ان لے لیے تسلی بخش ثابت ہوئے وہیں اجلال کو خدیجہ کی موت کی خبر ایشل کو دینا سب سے مشکل کام لگا۔

******

خدیجہ کی باڈی کو انہوں نے سرد خانے میں رکھوا دیا تھا کیونکہ ایشل کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ سلیم صاحب اور مجتبیٰ صاحب ان کے خبر دینے پر ہسپتال پہنچ گئے تھے۔ سلیم صاحب عورتوں اور طلال کو گھر چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے اجلال کو کو بھی ساتھ جانے کو کہا تھا کہ وہ کپڑے تبدیل کر کے آجائے مگر اس نے انکار کر دیا۔

"بیٹا ڈاکٹرز نے ابھی کچھ نہیں بتایا کہ ایشل کو کب ہوش آئے گا اور میت کو اتنی دیر رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔تم سمجھ رہے ہو نہ۔" مجتبیٰ صاحب نے اجلال کے ساتھ بیٹھتے کہا جس پر اس نے آنکھیں بند کرتے سر دیوار سے ٹکایا۔

"خالو میں اسے کیسے بتاؤں گا کہ اس کی ماں اس دنیا میں نہیں رہی اور.....اور وہ ان کی آخری بار شکل بھی نہیں دیکھ سکی۔" آنکھوں مسلتے اس نے اپنے آنسو روکے۔

"ہم جانتے ہیں یہ سب بہت مشکل ہے اور اس بچی کے لیے یہ قیامت سے کم نہیں ہو گا مگر یہ دنیا کا دستور ہے جو آیا ہو اس نے اس دنیا سے جانا بھی ہے۔ ایشل بیٹی کی جو حالت ہے اس میں ہم ابھی اسے کوئی ایسی خبر بھی نہیں دے سکتے اور میت کو زیادہ دیر رکھ بھی نہیں سکتے۔" سلیم صاحب بھی اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

ٹھیک ہے آپ چھوٹی امّی کی ڈیڈ باڈی گھر لے جائیں میں جنازے کے وقت" گھر آجاؤں گا۔"یہ الفاظ اس نے کیسے ادا کیے تھے وہی جانتا تھا۔ حسان انصاری نے اسے کندھے سے لگایا اور اس کے ماتھے پرپیار کرتے وہ سب چلے گئے۔

کچھ دیر اجلال وہیں کرسی پر بیٹھا رہا پھر اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتے آئی۔سی۔یو میں داخل ہوا جہاں سامنے بیڈ پر ایشل ساری دنیا سے بے خبر لیٹی تھی۔اس کے دائیں ہاتھ میں نالیاں لگی تھیں۔اور چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا۔ اس کے سانس لینے پر کمرے کی خاموشی میں مشین کی آواز گونج رہی تھی جس پر بنتی لکیریں اس کے دل کی دھڑکن بتا رہی تھیں۔

وہ چند قدم چلتے اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ پھر اس کا بائیاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ خون کی کمی کی وجہ سے اس کی جلد میں پیلاہٹ واضح تھی۔

مجھے معاف کر دینا عشاء۔ آج چھوٹی ماما ہم سے بہت دور چلی جائیں گی اور"
میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ تمھیں اس نیند سے جگا کر بتا سکوں کہ تمھاری
امّی تمھارے غم میں اس دنیا سے چلی گئیں۔" اس کے ہاتھ کو پکڑے وہ بچوں
کی طرح بول رہا تھا۔
عشاء اٹھو اور آج آخری بار اپنی امّی کا چہرا دیکھ لو، عشاء۔ تم آج نہیں"
اٹھیں تو میں جانتا ہوں جب تمھیں ہوش آئے گا تم سب سے پہلے انہیں پکارو
گی۔پلیز عشاء اٹھ جاؤ۔"اس کے ہاتھ پر سر ٹکاتے وہ رو دیا۔
جانے کتنی دیر وہ ایسے بیٹھا رہا جب اس کی جیب میں موجود موبائل وائبریٹ
ہوا۔ آنسو صاف کرتے اس نے موبائل نکال کر کان سے لگایا۔
میں کچھ دیر میں پہنچتا ہوں۔"دوسری طرف سے اسے جنازہ اٹھانے کی خبر"
دی گئی تھی جس پر اس نے اپنے آنے کا کہتے فون بند کیا۔

چند قدم آگے ہوتے اجلال نے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے۔ پھر باہر آتے اس نے ایک نرس کو آئی سی یو میں جاتے دیکھا تو اسے کچھ ٹائم ایشل کے پاس رکنے اور اس کے ہوش میں آنے پر اسے خبر کرنے کا کہتے وہ کیب لیتے گھر کی جانب بڑھا۔

******

اندھیری راہداری میں دو نفوس نمودار ہوئے جن کے سائے سے ایک سایہ لڑکی کا اور دوسرا لڑکے کا معلوم ہوتا تھا۔

NOVEL HUT

کیا بنا کام کا؟" سائے میں لڑکی کی آواز سنائی دی۔"

اس لڑکی نے سارا کام خراب کر دیا۔" لڑکے کی آواز میں غصہ تھا۔"

کیا مطلب؟" لڑکی نے رک کر پوچھا۔"

عین وقت پر وہ سامنے آگئی اور اس کے حصے کی گولیاں اپنے وجود پر کھا"
لیں۔" اس لڑکے کا غصے سے برا حال تھا۔
خیر گولی جسے بھی لگی ہو میرا مقصد ان دونوں کو الگ کرنا تھا اور اب میرے"
راستے کا کانٹا خود ہی اکھڑ جائے گا۔" وہ لڑکی ایک ادا سے بولتے آگے بڑھی۔
اور میرا کیا جو وعدہ تم نے کیا تھا؟" اس نے لڑکی کا راستہ روکا۔"
میں نے سارا کام تمھیں ہی دیا تھا اب اس لڑکی کو اپنی جان پیاری نہیں تھی"
اس میں میرا کیا قصور۔"وہ ایسے ہو گئی جیسے اس کا کچھ ہاتھ ہی نہ ہو اس میں۔
اور دوسرے وعدے کا کیا؟"اب کے وہ اسے اس کام کو کرنے کے لیے جو"
وعدے کیے تھے یاد دلا رہا تھا۔
وقت آنے پر دے دوں گی۔"وہ اسے ٹالتی آگے جانے لگی۔"

اگر کچھ دن میں میری ڈیمانڈز پوری نہ ہوئیں تو سب کو سچ بتا دوں گا۔" اس نے دھمکی دی۔

اوہ اچھا..." لڑکی نے 'اچھا' کو لمبا کیا۔"کیا ثبوت ہے تمھارے پاس میرے خلاف؟"بازو سینے پر باندھے وہ اس کی جانب جھکتے بولی۔

سارے ثبوت رکھے ہیں اور وقت آنے پر استعمال بھی کر سکتا ہوں۔"وہ بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔

جو کرنا ہے کرو کوئی تمھاری بات پر یقین نہیں کرے گا۔"وہ کہہ کر اندھیرے میں آگے چلی گئی۔

اتنے پکے ثبوت ہیں کہ کوئی تمھیں نہیں بچا سکتا۔" وہ لڑکا دل ہی دل میں اس کا انجام سوچتے مسکرایا یہ سوچے بغیر کہ اس میں وہ بھی شامل ٹھا۔

******

اس کے گھر پہنچنے تک عصر کی اذانیں شروع ہو گئی تھیں۔

طلال خدیجہ کی میت سے سر ٹکائے بیٹھا تھا۔اس کی زبان پر بس یہی الفاظ تھے،"سب میری وجہ سے ہوا ہے اس سب میں میرا قصور ہے۔" مقدس بیگم کا دل اس کی حالت پر کٹ رہا تھا۔بے شک انہوں نے اتنے سال اسے پال کر بڑا کیا تھا مگر خدیجہ اس کی سگی ماں تھی اور دوسری طرف ایشل ہسپتال میں تھی ،وہ اس کا دکھ سمجھ رہی تھیں۔امل انہیں سنبھال رہی تھی اور تانیہ طلال کے آنسو صاف کرتے اسے ایسے کہنے سے منع کر رہی تھی۔

اجلال کے آنے پر تانیہ پیچھے ہو گئی۔ اجلال نے طلال کو سینے سے لگایا۔

تم ایسے بولو گے تو انہیں تکلیف ہو گی۔خود کو سنبھالو طلال ابھی تو تمھاری بہن" اس سب سے بے خبر ہے۔ سوچو اسے یہ سب معلوم ہو گا تو اسے کیسے سنبھالو

گے۔ خود کو سنبھالو، اس سب میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے یہ سب تو شاید پہلے سے لکھا جا چکا تھا۔"طلال کے آنسو صاف کرتے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

بیٹا جنازے کا وقت ہو گیا ہے۔"حسان انصاری، سلیم صاحب، مجتبیٰ"

صاحب اور کچھ مرد اندر داخل ہوئے۔

مجھے معاف کر دیجیے گا چھوٹی امّی میں ایشل کا خیل نہیں رکھ سکا مگر میں وعدہ" کرتا ہوں اس کی ہمیشہ حفاظت کروں گا۔"میت لے جانے سے پہلے اس نے وہیں بیٹھے سرگوشی میں کہا اور کھڑا ہو گیا۔

کلمہ شہادت، اللہ ھو اکبر"کی آواز کے ساتھ جنازہ اٹھایا گیا تو ان سب کی" آنکھیں ایک بار پھر اشک بار ہو گئیں۔

میت دفنانے کے بعد وہ سب گھر آئے تو اجلال کپڑے بدل کر باہر جانے لگا۔

کہاں جا رہے ہو بیٹا کچھ دیر آرام کر لو میں اور طلال ہسپتال جا رہے"
ہیں۔"حسان انصاری نے اسے ہسپتال جاتے دیکھ کر روکا۔
نہیں پاپا میں ٹھیک ہوں ،جب تک اسے ہوش نہیں آجاتا میں سو نہیں"
سکتا۔"کہتے ساتھ وہ باہر کی جانب جانے لگا۔
بیٹا ایسا کرو ساتھ کسی کو لے جاؤ، میں امل کو بھیجتا ہوں ورنہ زینب یا عینا میں"
سے کسی کو لے جانا۔" حسان انصاری اسے کہتے اندر کمرے میں داخل ہوئے
جہاں گھر کی خواتین جمع تھیں۔
امل بیٹا آپ بھائی کے ساتھ ہسپتال چلی جاؤ اور ایشل کے ہوش میں آتے"
آپ ہمیں بتا دینا۔"حسان انصاری کے کہنے پر امل فوراً اٹھی۔

بیٹا عینا کو بھی لے جاؤ تم کیسے سب اکیلے سنبھالو گی۔" صالحہ بیگم حالات"
سمجھتے امل کو بولیں تو وہ دونوں باہر پورچ میں آگئیں جہاں باہر اجلال پہلے گاڑی
میں موجود تھا۔ان دونوں کے بیٹھتے اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

******

ایشل کو چوبیس گھنٹے ہونے والے تھے بے ہوش ہوئے اور ایسے میں اس کے
ہوش میں نہ آنے پر ڈاکٹرز کو لگ رہا تھا وہ قومہ میں چلی جائے گی۔
آپ لوگ کچھ تو کر سکتے ہیں جس سے مریض کو ہوش آجائے۔ "اجلال کوئی"
دسویں بار یہ سوال ڈاکٹرز سے کر چکا تھا۔
پر ہوتا (will power) دیکھیں اجلال صاحب یہ سب مریض کی ویل پاور"
ہے۔ آپ ان سے باتیں کریں زندگی کی طرف آنے کو کہیں کیا پتہ وہ سن رہی

ہوں کیونکہ قومہ میں انسان بے ہوش تو ہوتا ہے مگر وہ سب سن سکتا ہے۔"
ڈاکٹر نے مشورہ دیا۔
آپ کا مطلب ہے وہ قومہ میں چلی گئی ہے؟"اجلال کو لگا اس نے غلط سنا"
ہے۔
ایسی صورت میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مریض کو ہوش نہیں آتا اور"
وہ قومہ میں چلا جاتا ہے اور اس میں ہم نہیں بتا سکتے کہ مریض کتنے دن ، ہفتے
مہینے یا پھر کتنے سال بعد ہوش میں آئے گا۔"یہاں اجلال کو لگا کسی نے اس
کے دل کو جکڑ لیا ہے۔وہ واپس اس روم میں آیا جہاں ایشل کو شفٹ کیا گیا
تھا۔
کیا بات ہے بھائی سب خیریت ہے؟"امل نے اجلال کے اترے چہرے کو"
دیکھتے وہ پریشانی سے بولی۔

وہ لوگ کہتے ہیں یہ قومہ میں ہے اور سب سن رہی ہے لیکن میرا دل کہہ رہا"
ہے ایشل قومہ میں نہیں گئی وہ دوائیوں کے زیر اثر ہے۔اگر.... اگر یہ قومہ میں
ہوتی تو ضرور چھوٹی امّی کی ڈیتھ کی خبر سنتے اس کی دھڑکن تیز ہوتی یا آنکھوں سے
آنسوں آتے۔" اجلال سر تھامے بیڈ پر ایشل کے پاؤں کے پاس خالی جگہ پر
بیٹھ گیا۔
آپ فکر نہ کریں ان شاء اللہ یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔"عینا بھی اسے تسلی"
دیتے بولی۔
کچھ کھا لیں بھائی اس طرح آپ بیمار ہو جائیں گے۔" امل نے پلیٹ میں"
سیب کاٹ کر اجلال کے سامنے رکھا۔
اس سے کہو ہوش میں آجائے، یہ جو کہے گی میں مانو گا۔امل اس سے کہو نہ پلیز"
اٹھ جائے۔" بولتے بولتے اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

بھائی اللہ سب بہتر کرے گا۔ دیکھنا ایشل کو جلد ہوش آئے گا۔"امل نے" اجلال کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

میں ان لوگوں کو چھوڑوں گا نہیں جن کی وجہ سے یہ سب ہوا۔"اس کی" آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ایک پل کو ان دونوں کو اس سے خوف آیا۔ آج ڈے پہلے انہوں نے اجلال کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

******

ایک ہفتہ یونہی گزرا۔ کبھی طلال اور تانیہ اجلال کے لیے کھانے کو کچھ لے جاتے کبھی حسان انصاری تو کبھی امل وغیرہ۔ آج بھی سب ہسپتال میں موجود تھے۔

اجلال بیٹا آپ گھر جا کر آرام کر لو اس طرح بیمار ہو جاؤ گے۔آج یہاں طلال" رک جائے گا۔" حسان انصاری نے اس کے بکھرے حلیے اور بے رونق چہرے کو دیکھتے کہا۔

نہیں پاپا میں تب تک گھر نہیں آؤں گا جب تک اسے ہوش نہیں آجاتا۔" دیوار" سے ٹیک لگائے وہ ایشل پر نظر جمائے کھڑا تھا۔

دیکھو بیٹا قومہ میں گئے لوگوں کا پتہ نہیں ہوتا کب ہوش میں آئیں۔اللہ بچی کو" جلد صحت یاب کرے مگر ہمیں نہیں معلوم اسے اور کتنے دن ، مہینے یا سال لگیں گے۔" سلیم صاحب نے اسے سمجھایا۔

بھائی آپ گھر جائیں آج میں رک جاتا ہوں۔" طلال بھی اس کی حالت دیکھتے" بولا۔

جاؤ بیٹا گھر جا کر کپڑے تبدیل کرو اور کچھ آرام کر لو۔" مقدس بیگم نے اس"
کے سلوٹ زدہ کپڑے دیکھے۔کہاں وہ ہر وقت تیار رہنے والا آج اس حالت
میں تھا کہ اپنے کپڑے بدلنے تو دور اس نے اپنے بالوں کو گنگا بھی نہیں کیا تھا۔
آؤ میں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔" مجتبیٰ صاحب جو صالحہ بیگم ،زینب اور عینا کو گھر"
چھوڑنے جا رہے تھے بولے۔اجلال نے سب کی طرف دیکھا پھر باہر نکل
گیا۔
گھر جا کر کپڑے بدل کر اس نے نماز ادا کی پھر کافی دیر دعا مانگنے کے بعد وہ بستر
پر ڈھے گیا۔ایشل کو سوچتے کب اس کی آنکھ لگی اسے پتہ نہیں چلا۔
ٹو۔ٹو۔ٹو۔"موبائل کی آواز پر اجلال کی آنکھ کھلی تو رات کے آٹھ بج رہے"
تھے۔وقت دیکھتے اسے حیرت ہوئی وہ اتنی دیر تک سوتا رہا۔پھر فون اٹھاتے
کان سے لگایا۔دوسری طرف سے جو خبر اسے ملی تھی وہ جھٹکے سے اٹھ کر

بیٹھا۔دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔فون بند کرتے وہ ڈریسنگ سے گاڑی کی چابی اٹھاتے باہر بھاگا۔

ہسپتال پہنچتے وہ بھاگتے ہوئے روم تک پہنچا۔اس کا دل ابھی بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔کمرے سب بولنے کی آوازوں کے ساتھ ایشل کے رونے کی آواز بھی آرہی تھی جس کا صاف مطلب تھا وہ لوگ اسے سب بتا چکے تھے۔اجلال وہیں ہسپتال میں بنی مسجد میں شکرانے کے نفل ادا کرنے چلا گیا۔

NOVEL HUT

******

اجلال کے گھر جانے کے ایک گھنٹے بعد ایشل کو ہوش آگیا تھا۔

امّی.... امّی نہیں آئیں؟" ایشل نے سب کی جانب دیکھا۔وہ سب ایک" دوسرے سے نظریں چرا گئے۔

ایشل بیٹا آپ بہت بہادر ہو، آپ موت کو ہرا کر زندگی کی طرف آئی ہو۔""
حسان انصاری نے تمہید باندھی کیونکہ باقی کسی میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ اسے سچ بتا سکیں۔

بڑے پاپا کیا...کیا ہوا ہے، سب ٹھیک تو ہے نہ؟" کمرے میں اجلال بھی تو" نہیں تھا تو کیا کوئی گولی اسے بھی... ۔ ایشل نے ایک بار پھر سب کے چہرے دیکھے جو کسی انہونی کا ثبوت تھے۔

آپ کو جس دن گولی لگی تھی اس دن..." وہ سانس لینے کو رکے۔یہ سب بتانا" ان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔"س دن خدیجہ کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ اسی دن.... اس دنیا سے کوچ کر گئی تھی۔" حسان انصاری کی آواز یہ بتاتے نم ہوئی۔

یہ... یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ ہے... امّی وہ مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہیں۔"
نہیں... امّی مجھے.... مجھے اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔"اس کے رونے پر وہاں موجود تمام لوگوں کی آنکھیں بھر آئیں۔ امل اور تانیہ اسے بے قابو ہوتے دیکھ فوراً اسے سنبھالنے لگیں۔
مجھے.... مجھے ان کو دیکھنا ہے... بڑے پاپا مجھے امّی کے پاس جانا ہے۔ آپ"
...آپ مجھے انہیں ایک بار دیکھنے دیں... وہ میری آواز پر اٹھ جائیں گی۔ امل، تانیہ مجھے میری امّی کے پاس لے جاؤ۔ وہ میری آواز پر اٹھ جائیں گی۔ طلال تم لوگ کچھ بولتے کیوں نہیں، آپ لوگ مجھے کیوں نہیں لے کر جا رہے۔" وہ ان سے ہاتھ چھڑاتے چیخی۔
، طلال نے آگے بڑھتے اسے سینے سے لگایا۔ پھر اس کے ہاتھ تھامتے بولا

ہم انہیں زیادہ دیر نہیں رکھ سکتے تھے، بھائی نے کہا تھا تمھارے ہوش میں" آنے کا انتظار کریں مگر یہ سب ہمارے بس میں نہیں تھا۔تم ٹھیک ہو جاؤ پھر تمھیں لے کر جاؤں گا۔" وہ آہستہ آہستہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا اور ایشل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

نہیں.... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا... امّی ...امّی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی" ہیں۔ اگر... اگر امّی نہیں رہی تھیں... تو مجھے کیوں بچایا... کیوں بچایا مجھے۔" وہ اونچا اونچا رو رہی تھی اور اس کے الفاظ وہاں موجود لوگوں کے دل دہلا رہے تھے۔

تبھی ایک نرس کمرے میں داخل ہوئی جسے عالیہ بیگم کے کہنے پر سلیم صاحب بلا کر لائے تھے۔نرس نے اسے بے قابو ہوتے دیکھ کر بازو میں ٹیکا لگایا جس سے کچھ سیکنڈ بعد ہی وہ ہوش سے بیگانہ ہو گئی۔

اجلال کو بتا دو ایشل بیٹی کو ہوش آگیا ہے۔" مجتبیٰ صاحب نے طلال سے کہا"
تو وہ کمرے سے باہر آکر اجلال کو کال کرنے لگا مگر جواب موصول نہ ہونے پر
واپس روم میں آیا۔
بھائی فون نہیں اٹھا رہے شاید آرام کر رہے ہوں گے۔"طلال نے بتاتے"
ایک نظر ایشل پر ڈالی جو ٹیکے کی وجہ سے بے ہوش تھی۔
تقریباً ایک گھنٹے بعد ایشل کو ہوش آیا تھا اور ہوش آتے وہ ایک بار پھر رونے
لگی تھی مگر اب وہ چیخ نہیں رہی تھی۔
ایشل کے ہوش میں آتے طلال نے باہر آتے دوبارہ اجلال کا نمبر ملایا۔
بھائی ایشل کو ہوش آگیا ہے۔"اس کے فون اٹھاتے طلال نے اسے خبر دی"
جسے سنتے اجلال اگلی کوئی بات سنے بغیر فون بند کرتے ہسپتال کے لیے نکلا۔

******

اجلال نماز ادا کرنے کے بعد وہیں کمرے کے باہر لگی کرسیوں پر بیٹھ گیا پھر موبائل نکالتے طلال کو میسج کیا۔

طلال میسج پڑھتے کمرے سے باہر آیا۔

آپ اندر آجاتے بھائی؟" اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے طلال نے رخ" اجلال کی طرف کیا۔

تمھاری بہن مجھے پسند نہیں کرتی اور ابھی جو اس کی حالت ہے میرے میں" اتنی ہمت نہیں کہ اسے روتا دیکھ سکوں۔"اجلال کی نظریں دروازے پر تھیں۔کافی دیر وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے جب کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ سیدھے ہوئے۔ رات کو صرف ایک یا دو لوگوں کو رکنے کی اجازت تھی تو سب گھر جانے کے لیے باہر آئے جب ان کی نظر طلال کے ساتھ موجود اجلال پر گئی۔

بیٹا آپ کب آئے؟ اندر آجاتے یہاں کیوں بیٹھے ہو۔" سلیم صاحب نے" اجلال کے پاس آتے کہا۔

جی بس ابھی آیا تھا پھر اس کی آواز سن کر یہی بیٹھ گیا۔" اب ان لوگوں کو کیا" بتاتا وہ اسے روتے تڑپتے نہیں دیکھ سکتا۔

اللہ آپ سب کو ایشل بیٹی کو صبر دے۔آمین۔ آپ جاؤ اندر اور اسے تھوڑا" حوصلہ دو کہ آپ اس کے ساتھ ہو وہ اپنی امّی کے بعد اکیلی نہیں ہے۔" مجتبیٰ صاحب کے کہنے پر اس نے سر ہلایا۔ ان سب کے جانے کے بعد طلال اندر گیا پھر امل کو اجلال کے آنے کا بتا کر سب کو کمرے سے باہر لانے کو کہہ کر تانیہ کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

ممی پاپا اب ہمیں بھی جانا چاہیے طلال کہہ کر گیا ہے ڈاکٹر راؤنڈ پر ہیں تو اتنے" لوگوں کا یہاں ہونا صحیح نہیں۔"امل تانیہ کے کمرے سے نکلنے پر حسان انصاری اور مقدس بیگم سے کہتی اٹھی۔

اپنا خیال رکھنا ہم صبح آئیں گے اور اب رونا نہیں ورنہ چھوٹی امّی کو تکلیف" ہوگی۔" امل اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے بولی پھر اسے پیار کرتے باہر آ گئی۔مقدس بیگم اور حسان انصاری بھی اسے پیار کرتے باہر آئے مگر سامنے اجلال کو دیکھتے انہوں نے امل کی طرف دیکھا۔

سوری ممی پاپا وہ طلال نے کہا تھا بھائی کو اکیلے ایشل سے ملنے دو۔" امل ان" کے دیکھنے پر جلدی سے بولی۔

اسے سنبھال لینا اور کچھ کہے تو خاموشی سے سن لینا وہ ابھی صدمے میں" ہے۔"حسان انصاری اجلال کو ایشل کی کیفیت بتانے لگے۔

جی پاپا میں خیال رکھوں گا۔" اجلال نے سر ہلاتے بند دروازے کو دیکھا۔ ان" سب کے جانے کے بعد وہ آہستہ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا مگر سامنے ایشل کو سوتے دیکھ وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر یونہی بیٹھے وہ اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر دروازے کو لاک کیا اور ایشل کے پاس آتے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں رونے کی وجہ سے آنسو کے نشان واضح تھے۔

اجلال نے ہاتھ بڑھاتے دھیرے سے اس کے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیے پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے واپس صوفے پر ایشل کی جانب کروٹ لیتے لیٹ گیا۔

رات کے جانے کس پہر ایشل کی آنکھ کھلی۔ کمرے میں جلتے بلب کی روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس نے آنکھوں کو جھپکتے پانی کے لیے بیڈ کے ساتھ موجود سائیڈ ٹیبل کی جانب دیکھا مگر سامنے صوفے پر سوئے وجود کو

دیکھتے وہ چونکی۔ صوفہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس نے ٹانگیں فولڈ کی ہوئی تھیں۔

ایشل نے ایک ہاتھ پر وزن ڈالتے اٹھنا چاہا لیکن کھچاؤ پڑنے سے اس کے منہ سے کراہ نکلی۔ اجلال جو کچی نیند میں تھا اس کی آواز پر فوراً اٹھ بیٹھا۔

کچھ چاہیے؟"وہ اٹھتے اس کے قریب آیا۔ایشل کو بغیر ڈوپٹے کے اس کے" سامنے عجیب لگا۔ کمرے کا دروازہ بھی لاک تھا اور اگر وہ اس کے ساتھ.... اس سے آگے وہ نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

پانی۔"اس نے اپنے اوپر ڈلی چادر کو ایک نظر دیکھا جو اس کے اٹھنے کے" باعث نیچے ہو گئی تھی۔

اجلال نے بیڈ اونچا کیا پھر اس چادر اس کے اوپر درست کی۔ ایشل کو یک دم شرمندگی ہوئی۔گلاس میں پانی نکالتے اجلال نے گلاس اس کی طرف

بڑھایا۔ ایشل نے گلاس پکڑنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھانا چاہا مگر اس میں لگے کنولا کی وجہ سے ہاتھ اوپر نہیں ہوا۔ اس نے بے بسی سے اجلال کی جانب دیکھا۔ اجلال نے آگے ہوتے ایک ہاتھ ہلکا سا اس کی گردن کے پیچھے رکھا پھر گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ چند گھونٹ حلق میں اتارے۔

کچھ اور چاہیے، کچھ کھانا ہے؟"اس نے ایشل کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔"

نہیں۔"وہ جواب دیتی سر تکیے سے ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔"

اسے واپس سوتے دیکھ اجلال نے موبائل میں وقت دیکھا پھر وہیں ٹیبل پر موبائل، والٹ اور گاڑی کی چابی رکھتے وہ کمرے میں موجود باتھروم میں چلا گیا۔

جب وہ باہر آیا تو اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اجلال نے جائے نماز 'جو وہاں مقدس بیگم لائی تھیں' اٹھاتے قبلہ رخ بچھائی۔

ایشل نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ اجلال کا رخ ایسے تھا کہ اس کا صرف تھوڑا سا چہرہ دیکھائی دے رہا تھا۔

کتنا سکون تھا اس کی نماز میں، اس کے چہرے پر جب وہ رکوع و سجود کر رہا تھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ اجلال کے سلام پھیرتے وہ جلدی سے آنکھیں بند کر گئی۔

اجلال نے اپنے اوپر نظریں محسوس کرتے پلٹ کر دیکھا مگر اسے سوئے دیکھ دوسری رکعت کے لیے نیت باندھی۔ ایشل نے ایک آنکھ کھول کر دوبارہ دیکھا پھر اسے نیت باندھے دیکھ دوبارہ دیکھنے لگی۔ اسے شرمندگی ہوئی وہ اس شخص کے بارے میں کتنا غلط سوچ رہی تھی اور وہ اس نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

اب کہ اجلال نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا وہ جانتا تھا ایشل اسے ہی دیکھ رہی ہے۔ وہ دعا مانگنے لگا پھر اٹھ کر جائے نماز تہہ کی اور آنکھیں بند کیے لیٹی ایشل کے پاس آتے اس نے کچھ سورتیں پڑھ کر اس پر پھونکا۔

کچھ دیر وہ صوفے پر بیٹھا موبائل چلاتا رہا پھر فجر کی اذان پر اس نے پہلے مسجد جانے کا سوچا مگر وہ ایشل کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے وہیں نماز ادا کی۔

ابھی اسے نماز ادا کر کے بیٹھے کچھ دیر ہی گزری تھی جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اجلال نے دروازہ کھولا تو سامنے حسان انصاری اور مقدس بیگم کھڑے تھے۔ دروازے کی آواز پر ایشل کی آنکھ بھی کھل گئی تھی۔

کیسی ہے ہماری بیٹی؟"وہ دونوں اسے پیار کرتے بولے۔"

ٹھیک ہوں۔"اس نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے کہا۔"

اللہ ہماری بیٹی کو صحت دے پھر ہم دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی رخصتی" کریں گے۔" حسان انصاری کے الفاظ پر اجلال اور ایشل کی نظریں ملیں اور دونوں جلدی سے نظریں پھیر گئے۔

ممی پاپا میں گھر جارہا ہوں پھر تیار ہو کر آفس جاؤں گا گھر سے کچھ چاہیے ہو تو بتا" دیں میں طلال کو بول دوں گا یا آفس جاتے وقت دے جاؤں گا۔" اجلال نے بات بدلی۔

ہماری بیٹی نے کچھ کھایا؟" مقدس بیگم نے اجلال کو جواب دینے کے بجائے" ایشل سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اجلال بیٹا میں یخنی بنا کر آئی ہوں آفس جاتے وقت دے جانا۔" انہوں نے" موبائل میں اپنا میٹنگ شیڈول دیکھتے اجلال سے کہا تو وہ سر ہلاتے انہیں خدا حافظ کہتے باہر جانے لگا۔

بڑے پاپا مجھے گھر جانا ہے، یہاں دوائیوں کی بدبو اور اس مشین کی آواز سے" سر درد ہو گیا ہے۔" ایشل کی آواز میں اتنی معصومیت تھی کہ باہر جاتے اجلال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

بیٹا جی ابھی آپ کو کچھ وقت یہاں رہنا ہے جب تک آپ کے زخم ٹھیک" نہیں ہو جاتے۔"حسان انصاری نے پیار سے اسے بتایا۔

وہ تو گھر رہ کر بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔میں خیال رکھوں گی، پلیز آپ ڈاکٹر کو" بولیں مجھے گھر جانے دے۔"اجلال کو وہ بالکل چھوٹی بچی لگی جو کبھی بچپن میں اس سے اس طرح ضد کیا کرتی تھی۔

پاپا ابھی ڈاکٹر آئیں تو آپ پوچھ لیجیے گا کیا معلوم وہ گھر جانے دیں۔" اجلال" فوراً ایشل کے حق میں بولا جیسے وہ بچپن میں اس کی ہر بات کی سفارش کرتا تھا۔

بیٹا جی یہ معمولی زخم نہیں ہیں کہ آپ بچپن کی طرح اس کی سفارش کریں گے"
اور سب راضی ہو جائیں گے۔ ایسے زخم بھرنے میں تھوڑا وقت لگے گا۔"
حسان انصاری سمجھ گئے تھے کہ اگر انہوں نے ڈاکٹر سے نہ پوچھا تو وہ خود ڈاکٹر
سے ایشل کو گھر لے جانے کی اجازت لے آئے گا۔ جبکہ ایشل ان کے
سفارش کے الفاظ پر ہی سوچ میں پڑ گئی۔ کیا یہ شخص اس کے لیے نرم دل
بھی رہا تھا۔
آپ تو گھر جا رہے تھے؟" مقدس بیگم نے اسے وہیں کھڑے دیکھ کر کہا۔"
جی بس جا رہا تھا، میٹنگ شیڈول دیکھ رہا تھا بس۔" اس نے موبائل جیب"
میں ڈالا۔
بیٹا اگر آپ کو اپنی بیگم کو خدا حافظ کہنا ہے تو بتا دیں ہم باہر چلے جاتے ہیں؟""
اسے نا جاتے دیکھ اب کہ حسان انصاری شرارت سے بولے۔ ایشل کے گال

ان کی بات پر سرخ ہوئے وہیں اجلال سر جھکائے نفی میں سر ہلا کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد وہ ایشل سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔

******

اجلال کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد طلال اور تانیہ کھانا لے کر ہسپتال پہنچے تھے۔ مقدس بیگم نے ایشل کو یخنی پلائی۔

کب تک یہ پھیکا کھانا ملے گا؟ مجھے اس یخنی سے نفرت ہو جانی ہے۔" بغیر نمک" مرچ کے پتلے پانی جیسی یخنی اس نے مشکل سے حلق سے نیچے اتاری تھی۔

جب تک زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے آپ کو یہی پینی ہے۔"تانیہ اس کے منہ" کے زاویے دیکھتے ہنسی۔

آپ لوگ ڈاکٹر سے کہیں نہ کہ جلدی مجھے گھر بھیجیں تاکہ میں ٹھیک ہو" جاؤ۔"اس کی بات پر سب ہنس دیے۔

ایشل بھابھی آپ ...."تانیہ بولتے رکی پھر ایشل کے بدلتے تاثر دیکھتے اسے" اندازہ ہوا وہ غلط لفظ بول گئی تبھی جلدی سے بولی۔ "میرا مطلب ایشل آپی آپ جلدی سے ٹھیک ہوں پھر میں آپ کو مزے مزے کے چٹ پٹے کھانے بنا "کر کھلاؤں گی۔

ہاں یہ تمھیں صرف نوڈلز اور پاستا ہی کھلا سکتی ہے ہے کیونکہ اسے وہی بنانا" آتا ہے۔"طلال نے تانیہ کو چڑانے کے لیے کہا اور وہ واقع چڑ گئی۔

ہاں جو تمھیں بریانی، پلاؤ اور باقی کھانے کھلائے ہیں وہ کیا محلے والے دے کر" جاتے تھے؟" کمر پر ہاتھ رکھتے وہ طلال کی جانب گھومی۔

ہو سکتا ہے محلے کی لڑکیاں میرے لیے کھانے بھیجتی ہوں اور تم اپنا نام لے" کر مجھے کھلاتی ہو۔"وہ جان بوجھ کر بولا مقدس بیگم اور حسان انصاری اس کی شرارت سمجھ گئے تھے۔

کل سے تم... نہیں بلکہ کل سے کیوں آج سے ہی تم انہی لڑکیوں کے ہاتھ کا بنا"
کھانا کھانا اب سے میں تمھارے لیے کچھ نہیں بناؤں گی۔" وہ روہانسی ہوئی۔
طلال... کیوں میری پیاری بھابھی کو تنگ کر رہے ہو۔شرم کرو کچھ۔ اب"
معافی مانگوں تانیہ سے اور آئندہ تم اس کے ہر کھانے کی تعریف کرو گے۔"
ایشل نے تانیہ کی آنکھوں میں نمی ابھرتے دیکھ طلال کو ڈانٹا۔
سارا دن ان کی تعریف کرتا ہوں اب چاہے کھانا بے سواد ہی کیوں نہ بنا"
ہو۔" طلال نے بھی تانیہ کے انداز میں کمر پر ہاتھ رکھے۔
طلال..." وہ تینوں ایک ساتھ بولے تھے کیونکہ تانیہ اب باقاعدہ رونے والی ہو"
گئی تھی۔
آئی۔ایم۔سوری یار میں مذاق کر رہا تھا۔"تانیہ کے قدموں میں بیٹھتے جلدی"
سے بولا۔

بات مت کرو مجھ سے۔"تانیہ نے رخ موڑتے سر ساتھ بیٹھیں مقدس بیگم" کے کندھے سے ٹکایا۔

ممی پاپا میں مذاق کر رہا تھا۔یار ایشل تم بولو اسے کہہ مجھ سے ناراض نہ ہو۔"" طلال نے ان تینوں کو کہا مگر تینوں ایسے ہو گئے جیسے سنا ہی نہ ہو۔ طلال اٹھتے کمرے سے باہر جانے لگا۔

تانیہ کو منائے بغیر تم نہیں جاؤ گے۔" ایشل نے اسے روکا۔ "

صبر کرو آتا ہوں میں، بس کچھ منٹ انتظار کرو۔" طلال جلدی سے باہر نکلا پھر" جیب سے فون نکالتے ایک نمبر ملایا۔ فون بند کر کے کچھ دیر وہیں ٹہلتا رہا۔

یہ کہاں گیا؟" حسان انصاری کو حیرت ہوئی وہ اتنی جلدی ہار ماننے والے میں" سے نہیں تھا پھر چلا کیوں گیا۔

ابھی پندرہ منٹ گزرے تھے جب دروازہ کھلا مگر طلال کے ساتھ داخل ہونے والے شخص کو دیکھتے ایشل نے خفگی سے طلال کو گھورا۔

اب مقابلہ برابر کا کرتے ہیں بہنا۔" وہ ایشل کی جانب دیکھتے بولا۔"

کیا بات ہے سب خیریت ہے؟" طلال نے اسے جلدی ہسپتال آنے کا کہہ" کر فون بند کردیا تھا اور اجلال پریشانی میں جلدی ڈرائیو کرتے ہسپتال پہنچا تھا۔

جی جی بھائی بس کسی کو آپ کے حوالے کرنا تھا۔" ایشل جانتی تھی وہ کیا" کرنے والا ہے تبھی نفی میں سرہلاتے اسے مزید کچھ کہنے سے روک رہی تھی۔

ایک بات بتائیں بھائی، اگر بیگم صاحبہ ناراض ہو جائیں تو اسے کیسے مناتے" ہیں؟" طلال کے بے تکے سوال پر سوائے ایشل کے سب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

یہ بات تو تمھیں مجھ سے بہتر معلوم ہو گی تمھاری بیوی آئے دن جو تم سے" روٹھی رہتی ہے۔" اجلال چلتے ایشل کے بیڈ پر پاؤں کے قریب بیٹھا کیونکہ صوفے پر حسان انصاری، مقدس بیگم اور تانیہ بیٹھے تھے۔ ایشل نے نامحسوس انداز میں پاؤں سمیٹنے چاہے مگر ایک ہی پوزیشن میں لیٹے رہنے سے اس ٹانگیں سن ہو گئی تھیں۔

بھائی آپ کا زیادہ تجربہ ہے۔وہ کیا نام تھا بھلا آپ بچپن کی دوست کا جسے ہر" وقت آپ مناتے رہتے تھے اور وہ آپ سے ناراض ہو جاتی تھی..." طلال نے سوچنے والے انداز میں پیشانی کھجائی جبکہ اجلال کا تو اس بات پر منہ کھل گیا۔ پھر اس کی بات سمجھتے اس نے سر جھکایا۔

اجلال بھائی آپ کی کوئی دوست بھی تھی آپ نے کبھی بتایا نہیں۔"تانیہ اپنا" دکھ بھولے اب اجلال کی جانب متوجہ ہوئی۔

ہاں تھی ایک لڑکی،بہت پیاری تھی۔ اس کی آنکھیں اتنی پیاری تھیں کہ چاند" کی چاندنی میں وہ اسی کا حصہ معلوم ہوتی تھیں۔ جب وہ بالوں کی دو پونیاں بناتی تھی اور اس پر منہ پھلاتی تھی تو اس پر زیادہ پیار آتا تھا۔ بس ناراض بہت ہوتی تھی لیکن جلدی مان جاتی تھی۔" ذہن کے پردے پر اس کے بچپن کی تصویر ابھری تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

تو آپ نے اسے چھوڑ کیوں دیا؟"تانیہ نے حیرت سے پوچھا۔ مقدس بیگم اور" حسان انصاری اجلال کی باتوں سے جان گئے تھے وہ لڑکی کون ہے۔

کس نے کہا چھوڑ دیا، بس وہ دور ہے اس کے قریب آنے کا انتظار ہے۔"" ایشل اس کی باتیں سن کر آنکھیں بند کر گئی تھی۔ اس سے مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

مطلب آپ کی اس سے بات ہوتی ہے۔"تانیہ نے جوش میں کہا۔ اجلال "
نے نہ میں سر ہلایا۔
وہ آپ کو مل گئی تو آپ اس سے شادی کر لیں گے؟"تانیہ نے اب کہ آہستہ "
سے پوچھا۔
ہاں، آخر اتنے سال انتظار کیا ہے۔ ہر دعا میں اسے مانگا ہے اب اس کے "
ملنے پر انکار تو نہیں کر سکتا۔" اور یہاں ایشل نے کرب سے آنکھیں میچیں۔
اس نے آنکھوں پر بازو رکھا تھا تو کوئی جان نہ سکا۔
بھائی میں نے آپ سے بیگم کو منانے کا طریقہ پوچھا تھا آپ اپنی پریم کہانی "
سنانے لگ گئے۔" اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اب اجلال اس کی بہن کو
مناتا رہے گا مگر اس بات سے وہ سب انجان تھے کہ یہ مذاق بہت بھاری
پڑنے والا ہے۔

کوئی گفٹ دے دو اسے مان جائے گی۔" اجلال نے ایک نگاہ ایشل پر ڈالی جو "
منہ دوسری جانب کیے لیٹی تھی اور آنکھوں پر بازو رکھے تھے۔
اچھا بس کرو اب تم سب بچی کو آرام کرنے دو۔ انصاری صاحب آپ مجھے"
گھر لے جائیں۔ بچی کے لیے بھی کچھ بنانا ہے اور آپ لوگوں کے لیے بھی کھانا
پکانا ہے۔" مقدس بیگم نے ان سب کو چپ کروایا۔
ممی میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلتی ہوں آپ اکیلے سب کیسے کریں گی۔"تانیہ"
ان کا خیال کرتے بولی۔
پھر یہاں کون رکے گا؟ میں تو آفس جا رہا ہوں۔" اجلال نے سب کو جاتا "
دیکھ کر کہا۔
طلال اور آپ بیٹا جی۔ میں ان دونوں کو گھر چھوڑ کے آفس چلا جاؤں گا۔" "
حسان انصاری کے جواب پر وہ خاموش ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد وہ دونوں بھائی کچھ دیر باتیں کرتے رہے جب ڈاکٹر اس کمرے میں نرس کے ساتھ داخل ہوئے۔

ڈاکٹر نے پہلے ایشل کی فائل دیکھی کی پھر اسٹیتھوسکوپ سے اس کی ہارٹ" بیٹ چیک کی۔ ایشل جو اجلال کی باتوں کی وجہ سے آنکھیں بند کر کے لیٹی تھی اب آنکھیں کھول چکی تھی۔

کیسی طبعیت ہے آپ کی؟ کہیں درد زیادہ تو نہیں ہے؟"ڈاکٹر پروفیشنل انداز" میں ایشل سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں بس آپ لوگ مجھے گھر جانے دیں۔" ایشل کی بات پر ڈاکٹر نے صرف" سر ہلایا اور پھر نرس سے فائل پکڑتے اس پر کچھ لکھا۔ وہ دونوں خاموشی سے کھڑے ڈاکٹر کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

آپ ان کی ڈریسنگ چینج کر دیں اور آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔" نرس کو" کہنے کے بعد ڈاکٹر نے طلال اور اجلال کو مخاطب کیا تو ڈاکٹر کے پیچھے باہر نکلے۔

******

وہ دونوں ڈاکٹر کے کیبن میں موجود تھے۔

آپ کی پیشنٹ اب پہلے سے بہتر ہیں مگر ان کے زخم اتنے گہرے ہیں کہ " بھرنے میں سال بھی لگ سکتے ہیں اور ذرا سے بے احتیاطی زخم خراب کر سکتی ہے۔" ڈاکٹر کی بات پر ان دونوں نے بس سر ہلایا۔

آپ کی پیشنٹ گھر جانا چاہتی ہیں اور ہم ٹانکے کھلنے تک انہیں نہیں بھیج" "سکتے۔

تو ڈاکٹر صاحب کب تک ان کے ٹانکے کھلیں گے؟" اجلال نے سنجیدگی سے" پوچھا۔

ابھی دو تین ہفتے لگ سکتے ہیں یا جب تک ہمیں تسلی نہ ہو جائے کہ زخم دوبارہ" کھلے گا نہیں تب تک۔" ڈاکٹر کی بات پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ لیکن ممکن ہے وہ دوا ٹائم پر کھائیں اور خیال رکھیں تو وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں" گی۔یہ کچھ دوائیں اور زخم جلدی بھرنے کے لیے ٹیوب ہیں یہ آپ لے آئیں اور ادویات کھانے کا وقت اسی پر لکھا ہے۔" ڈاکٹر نے نسخہ ان کی طرف بڑھایا تو وہ ڈاکٹر سے ہاتھ ملاتے باہر آئے۔

لائیں بھائی دوائیں میں لے آؤں آپ ایشل کے پاس چلے جائیں۔" طلال نے" نسخہ اجلال سے لیا۔

صاف صاف کہو تمھاری بہن کو جو تمھارے کہنے پر ناراض کیا ہے جا کر اس" کی بے رخی سہوں۔"اجلال کے لہجے میں خفگی تھی۔ پھر چند نوٹ طلال کو پکڑاتے وہ گہری سانس لے کر روم کی جانب چل دیا۔

دروازے پر دستک دیتے اس نے دروازہ کھولا تو کمرے میں صرف ایشل تھی جو اسے دیکھتے ہی چادر منہ پر لے گئی۔ اجلال صوفے پر آبیٹھا۔ان کے درمیان ایسا رشتہ نہیں تھا کہ وہ اس کو بتا سکے کہ وہ اس کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا۔

طلال دوائیوں کا شاپر لے کر آیا تو اجلال نے آنکھوں کے اشارے سے ایشل کو اٹھانے کو کہا اور دوائیں نکالنے لگا۔

ایشل اٹھو یہ دوا کھا لو۔"طلال نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے" اٹھایا۔

مجھے نہیں کھانی۔" اس نے آنکھیں کھولے بغیر جواب دیا۔"

دیکھو دوا نہیں کھاؤ گی تو جلدی گھر کیسے جاؤ گی۔" وہ ایشل کو پیار سے بولا جس پر" اس نے آنکھیں کھولیں۔ طلال نے اسے بیٹھنے میں مدد کی پھر اجلال سے دوا لیتے ایشل کو دیں۔

ابھی ممی اور تانیہ آئیں گی تو زخم پر یہ دوا لگوا لینا تاکہ تم جلدی ٹھیک ہو۔"""

ٹیوب ٹیبل پر رکھتے طلال نے اسے بتایا۔

پھر تم مجھے امّی سے ملوانے لے کر جاؤ گے؟" ایشل کے سوال پر ان دونوں" کے چہرے پر کرب ابھرا۔ طلال نے کچھ کہے بغیر ہاں میں سر ہلایا۔دوا کھا کر ایشل سو گئی تو طلال تانیہ اور مقدس بیگم کو لینے چلا گیا۔

******

اجلال اپنے آفس میں کام کر رہا تھا۔ اسے کام جلدی ختم کر کے ہسپتال پہنچنا تھا کیونکہ آج ایشل کے ٹانکے کھلنے تھے اور ڈاکٹرز نے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی تھی۔

وہ فائلیں سائیڈ پر کرتے جانے کے لیے اٹھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے اجازت دیتے اپنا کوٹ اٹھایا پر سامنے سلمان کو دیکھتے وہ کوٹ کرسی پر ڈالتے اس کے گلے لگا۔

کچھ معلوم ہوا یہ سب کس نے کیا تھا؟" جب ایشل کو گولی لگی تھی جب" سلمان دوسرے ملک تھا اور خدیجہ کے جنازے پر بھی وہ اسی لیے نہیں آسکا تھا لیکن فون پر وہ ایشل کے علاوہ سب سے تعزیت کر چکا تھا۔

نہیں پولیس والوں کو صرف ایک آدمی ملا ہے جس کی وہ بائیک تھی اور اس" آدمی نے اب تک کچھ نہیں بتایا۔" سلمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔

ایشل کیسی ہے اب؟" سلمان کے پوچھنے پر اسے یاد آیا وہ ہسپتال کے لئے" نکل رہا تھا۔

آج اس کے ٹانکے کھلنے ہیں اور اسے آج چھٹی بھی ہو جانی ہے۔ میں ہسپتال" جا رہا تھا تم بھی چلو ساتھ اور پھر اس سے مل بھی لینا۔" اجلال کے کہنے پر وہ دونوں ساتھ ہسپتال کے لئے نکلے۔

ان کے پہنچنے تک ایشل کے ٹانکے کھل گئے تھے اور حسان انصاری اور طلال باقی کے بل کلیر کر رہے تھے۔

کمرے میں پہنچتے ان کی نظر سامنے بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھی ایشل پر گئی۔ سب کو سلام کرنے کے بعد سلمان نے آگے بڑھتے ایشل کے سر پر ہاتھ رکھا۔ سلمان کو دیکھتے ایشل کی آنکھیں بھر آئیں۔

بہت افسوس ہوا پھوپھو کا، میں جنازے پر آتا مگر تمھاری بھابھی کی ڈیلیوری" تھی اس لیے نہیں آسکا۔ میری دعا ہے اللہ تمھیں صبر دے اور جلد صحت یاب کرے۔" آمین!" سلمان نے اسے دعا دی تو اسے ایک بار پھر سب یاد آیا۔ اس کا دکھ ایک بار پھر تازہ ہوا تھا۔

بھابھی کیسی ہیں اور دونوں کیسے ہیں؟" ایشل نے اپنا دکھ کم کرنے کو سلمان" سے پوچھا۔

سب ٹھیک ہیں اور ابھی کچھ دن بعد میں آؤں گا تمھاری بھابھی اور بچوں کو" لے کر، ٹھیک ہے۔" وہ جانتا تھا ایشل اس گھر میں کبھی نہیں آئے گی اس

لیے اس نے نائلہ اور بچوں کو اجلال کے گھر انہیں ایشل سے ملانے کا فیصلہ کیا۔

چلو شکر ہے اپنی بہن کی وجہ سے آپ ہمیں اپنی مہمان نوازی کا شرف بخشیں" گے ورنہ ہم تو کہہ کہہ کر تھک گئے مگر مجال ہے آپ جناب کے کان پر جوں تک رینگی ہو۔" اجلال کو خوشی ہوئی کہ چلو وہ اس کے گھر تو آئے گا مگر اسے تنگ کرنا ضروری سمجھا۔

اب تم طنز کر رہے ہو۔"سلمان نے منہ بنایا۔"

تو کیا نہ کروں؟" اجلال اسی کے انداز میں بولا۔ ابھی سلمان کچھ کہتا طلال اور" انصاری صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو وہ اٹھ کر ان سے ملا۔

اجلال بیٹا آپ ایشل کو لے کر جائیں میں اور طلال سامان وغیرہ لے کر آتے "
ہیں۔ سلمان بیٹا آپ بھی گھر چلیں ہمارے ساتھ۔"اجلال کو کہنے کے بعد
حسان انصاری نے سلمان سے کہا۔

نہیں انکل میں جلد چکر لگاؤں گا۔ دراصل مجھے نائلہ کب سے کہہ رہی ہے"
ایشل سے ملنے کا مگر اس کی طبیعت کی وجہ سے لا نہیں سکا اور اب اسے معلوم
ہو گا میں اکیلے آیا ہوں تو وہ غصہ ہو گی۔ ان شاءاللہ جلد چکر لگاؤں گا۔" سلمان
کے کہنے پر حسان انصاری نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

اجلال نے ایشل کے پاس آتے اس کے آگے ہاتھ بڑھایا تاکہ وہ کھڑی ہو
سکے۔ ایشل نے ایک نظر اس کے ہاتھ پر ڈالی پھر زمین پر چپل تلاشنی چاہی جو
شاید پاؤں لگنے سے بیڈ کے نیچے ہو گئی تھی۔ اجلال نے اس کی نظروں کی
جانب دیکھا پھر نیچے بیٹھتے بیڈ کے نیچے سے اس کی چپل نکالی اور اس کے پاؤں

کو پکڑتے چپل پہنائی۔ اس کے اچانک اس کی پیروں کے قریب بیٹھنے پر اور اس کے پاؤں پکڑے چپل پہنانے پر اسے جھٹکا لگا تھا۔

چپل پہناتے وہ کھڑا ہوا پھر باتھروم سے ہاتھ دھو کر واپس آیا تو وہ سلمان کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھی۔ مقدس بیگم سارا سامان سمیٹ رہی تھیں۔

اجلال نے دوسری جانب سے آتے اس کا ہاتھ پکڑا پھر دوسرے ہاتھ سے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔ پارکنگ میں پہنچ کر اجلال نے گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھول کر ایشل کو سیٹ پر بیٹھایا۔

سلمان انہیں خدا حافظ کہہ کر چلا گیا تھا۔

ابھی وہ آدھے راستے میں تھے اور ایشل سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔ ہسپتال سے نکلنے سے پہلے اس نے دوا کھائی تھی جس کے اثر سے نیند اس پر حاوی ہونے لگی۔

عشاء..." وہ ابھی پوری طرح نیند کی وادیوں میں اتری نہیں تھی جب اپنے نام"
کی پکار پر اس نے آنکھیں کھولنی چاہیں مگر دوا کے اثر سے آنکھیں بند ہو رہی
تھیں۔
عشاء..." دوبارہ اسی نام کی پکار پر اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ پہلے اسے"
اپنا وہم لگا تھا مگر کوئی واقعی اسے اس نام سے پکار رہا تھا۔
عشاء طبعیت ٹھیک ہے؟ کچھ کھانا ہے؟" اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول"
کر دیکھا تو اجلال گاڑی روکے اس کی طرف مڑے پوچھ رہا تھا۔
عشاء تمھاری طبعیت تو ٹھیک ہے؟ کچھ کھایا ہے؟ کچھ دلا دوں؟" اس کے"
چہرے پر پریشانی تھی۔
آپ کو شاید یاد نہیں میرا نام ایشل ہے۔"اس کے چہرے پر ناگواری"
تھی۔نیند تو یہ نام سنتے ہی دور ہو گئی تھی۔

عشاء بھی تمھارا نام..." اجلال کے الفاظ منہ میں تھے جب ایشل نے"
درمیان میں اس کی بات کاٹی۔
میرا نام پہلے تھا اور اب کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ مجھے اس نام سے پکارے"
اور آپ کے لیے بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے کسی نام سے بھی نہ بلائیں۔" ایشل کا
لہجہ اتنا تلخ تھا کہ اجلال کو کچھ سیکنڈ اس یہ سمجھنے میں لگے کہ اس کا لہجہ زیادہ
تکلیف دہ تھا یا الفاظ۔
مجھ سے اتنی ہی نفرت تھی تو محترمہ مجھے اس دن مرنے دیا ہوتا۔ کیوں مجھے"
بچایا؟ کیوں میرے حصے کی گولیاں کھائیں؟ کیوں خود کو موت کے منہ میں
ڈالا؟ میرے مرنے کے بعد تو تم ویسے بھی آزاد ہو جاتیں پھر اپنی زندگی کو
خطرے میں کیوں ڈالا؟" وہ جاننا چاہتا تھا آخر کیوں اتنی نفرت کے بعد بھی
اس نے اسے کیوں بچایا؟

اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔" ایشل نے دونوں ہاتھوں سے سر کو" تھاما۔ اب وہ کیا بتاتی وہ اپنے باپ کے بعد کسی کو اپنی وجہ سے مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

تو پھر مرنے دیتیں مجھے، اندھی بن جاتیں جیسے تم نے انہیں دیکھا ہی نہیں" ہوتا۔ کیوں آئیں میرے راستے میں بولو؟ تمھیں تو شکر ادا کرنا چاہیے تھا کہ وہ مجھے مار کر تمھیں مجھ سے آزاد کروا دیتے۔" ایشل کے جواب پر اجلال اب کہ چیخ کر بولا تھا۔ ان کی گاڑی سڑک سے سائیڈ پر کھڑی تھی اور شیشے بند ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہیں جا رہی تھی۔ ایشل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اور نہ وہ دینا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے محترمہ اگر آپ کو مجھ سے آزادی چاہیے تو وہ آپ کو میرے مرنے" کے بعد ہی ملے گی۔"اجلال نے غصے سے کہتے سیٹ بیلٹ کھولی پھر جیب

سے والٹ وغیرہ نکالتے ڈیش بورڈ پر پھینکا۔ اجلال نے سائیڈ مرر سے پیچھے سے آنے والے ٹرک کو دیکھا پھر اپنی طرف کا لاک کھولا۔ ایشل کا دل جانے کیوں اسے کہہ رہا تھا وہ کچھ غلط کرنے والا ہے۔

اس سے پہلے کے اجلال دروازہ کھول کر باہر نکلتا ایشل نے بازو سے اس کی شرٹ پکڑ کر اسے روکا۔

آپ کا دماغ خراب ہے، کیوں مرنا چاہتے ہیں؟" اجلال ایک دم ٹھہر گیا۔"

آپ جانتے ہیں ابھی غصے میں آپ کیا کرنے والے تھے؟ اگر میں نہ روکتی اور"

وہ ٹرک آپ کو مار دیتا تو کیا ہوتا؟ بڑے پاپا اور بڑی ماما کا کیا ہوتا یہ سوچا آپ نے؟ اور اگر آپ بچ جاتے تو شاید ساری زندگی معذوری میں گزارتے پھر کیا ہوتا آپ کے ماں باپ یہ دکھ سہہ پاتے؟ آپ کے بہن بھائی کا کیا ہوتا...؟"

اجلال سر جھکائے بس اسے سن رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ ایک بار کہے کے اس نے اس کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔

تم مجھے اتنا ناپسند کیوں کرتی ہو؟" ایشل نے اس کے سوال پر جھٹکے سے سر" اٹھایا۔

معلوم نہیں۔"دو لفظی جواب دے کر وہ باہر سڑک پر بھاگتی گاڑیوں کو دیکھنے" لگی۔ اجلال اس سے اس کا جواب جاننا چاہتا تھا مگر فون کی آواز پر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کیا اور فون کان سے لگایا۔

ہاں بس راستے میں ہیں، پٹرول ختم ہو گیا تھا وہی بھراو نے رک گیا تھا۔" یقیناً" ان کے لیٹ ہونے کا پوچھا گیا تھا تبھی اجلال نے بہانا بنایا پھر گاڑی سڑک پر ڈالی۔

مجھے قبرستان لے جائیں۔" کچھ دیر بعد ایشل کے الفاظ اس کے کانوں سے" ٹکرائے۔ اجلال نے ایک نگاہ بیک ویو مرر سے اس پر ڈالی جو سر سیٹ سے ٹکائے باہر دیکھ رہی تھی۔

اجلال نے کوئی بھی جواب دیے بغیر گاڑی قبرستان کی جانب موڑی ساتھ موبائل اٹھاتے طلال کو میسج بھی کر دیا تاکہ وہ لوگ پریشان نہ ہوں۔

کچھ وقت بعد وہ قبرستان کے باہر موجود تھے۔ ایشل سکندر کے مرنے کے بعد صرف ایک دو بار قبرستان آئی تھی وہ بھی جب اس نے یونی ورسٹی جانا شروع کیا تھا۔ اجلال نے اس کی جانب کا دروازہ کھولتے اس کی مدد کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مگر اس کی جانب دیکھا نہیں۔ ایشل اس کی مدد نہیں لینا چاہتی تھی لیکن مجبوری میں اس کا ہاتھ پکڑتے گاڑی سے باہر آئی۔

دو قبروں کے پاس پہنچتے وہ رکے۔ اجلال نے راستے سے پھول کی پتیاں خرید لیں تھیں۔فاتحہ پڑھنے کے بعد اس نے وہ پتیاں دونوں قبروں پر ڈالیں پھر پانی کی بوتل سے قبروں پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوا تھا کہ خدیجہ کو سکندر کے برابر دفنایا گیا تھا۔

"امّی آپ مجھے یہاں اکیلے کیوں چھوڑ گئیں؟ آپ کو ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا کہ آپ کی ایشل کیسے رہے گی؟ میرے جیسا بد قسمت بھی کوئی ہو گا امّی، جو اپنے ماں باپ کا آخری دیدار بھی نہیں کر سکی۔" وہ خدیجہ کی قبر پر ہاتھ رکھے شکوے کر رہی تھی جب اس کے آخری الفاظ پر پیچھے کھڑا اجلال چونکا۔

"امّی آپ کو لگتا تھا میں بابا سے نفرت کرتی ہوں مگر ایسا نہیں تھا۔ میں سب سے زیادہ ان سے پیار کرتی تھی۔ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی انہوں نے... انہوں نے خودکشی نہیں کی تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان کا قتل ہوتے

دیکھا تھا میں جب وہ وقت یاد کرتی تھی سو نہیں پاتی تھی اور آپ کو لگتا تھا مجھے بابا سے نفرت ہے۔"وہ سسکیوں سے رو رہی تھی اور اجلال شل کھڑا بس سن رہا تھا وہ کیا کہہ رہی تھی۔

مجھے آپ کے سامنے آپ کے خاندان کا بھرم رکھنا تھا امّی۔میں نہیں چاہتی" تھی آپ اپنے بھائی یا ان کی اولاد سے نفرت کریں اور میرے انکار کی وجہ بھی یہی تھی کہ میں... میں اپنے بابا کے قاتل سے شادی نہیں کر سکتی تھی مگر آپ کی خوشی کے لیے راضی ہوئی۔"یہ کیسا اعتراف تھا جو وہ کر رہی تھی۔ اجلال کو لگا شاید وہ صدمے میں یہ سب کہہ رہی ہے مگر نہیں وہ اتنے سالوں سے اپنے اندر کے درد کو بیان کر رہی تھی۔

آپ کو پتہ ہے اگر میں یہ گولی نہ کھاتی تو میری وجہ سے وہ ایک اور قتل کر دیتا" اور میں اپنے سر اب کسی کا قتل نہیں چاہتی تھی امّی۔ میں آج تک بابا کے غم

سے نہیں نکل پائی یہ ایک اور قتل میری جان لے لیتا۔" وہ آج سب راز کھولنے پر لگی تھی۔ اس نے واقعی اپنی ماں کے سامنے ان کے میکے والوں کا بھرم رکھ لیا تھا مگر وہ اس سب میں یہ بھول گئی تھی وہ کس کے ساتھ یہاں آئی تھی۔

اجلال نے پیچھے کی جانب قدم اٹھائے پھر آہستہ سے اس سے دور ہوتے ایک نمبر ملایا۔ ایشل اب بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر اب اس کی آواز اجلال تک نہیں آرہی تھی۔

NOVEL HUT

جب وہ رو چکی تو جانے کے لیے کھڑی ہوئی پھر کچھ فاصلے پر کھڑے اجلال کو دیکھا جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اجلال نے آہٹ پر اس کی جانب دیکھا پھر فون بند کرتے اس کے پاس آیا اور ہاتھ میں موجود بوتل اس کی طرف بڑھائی۔

ایشل نے چند گھونٹ پانی پیا پھر بوتل واپس اسے دی۔ سب جاننے کے بعد بھی اجلال نے ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے چل رہی تھی۔گاڑی کے پاس رکتے اجلال نے جان بوجھ کر فرنٹ ڈور کھولا تو ایشل پچھلے دروازے کی طرف جانے لگی جب اجلال نے اس کے آگے ہاتھ کرتے روکا۔

محترمہ میں آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں اس لیے آگے بیٹھیں۔"ایشل نے اپنی" روئی آنکھیں اس کی جانب اٹھائیں لیکن اجلال نے جیسے قسم کھا لی تھی اسے نہیں دیکھے گا۔ ایشل میں اس وقت اس سے لڑنے کی ہمت نہیں تھی اس لیے خاموشی سے اس کی بات مانتے بیٹھ گئی۔

اجلال نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے سیٹ بیلٹ لگاتے ایشل کی جانب دیکھا جو رخ موڑے بیٹھی تھی۔ اجلال کو دکھ ہوا۔ اس کا غم تازہ تھا اور وہ اس کا

غم بانٹنے کے بجائے اس سے لڑ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا ابھی اگر وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی تو وہ بھی اسے نہیں بلائے گا۔

******

سارا راستہ وہ دونوں ایک دوسرے سے بیگانہ بیٹھے رہے جیسے ان کے علاوہ گاڑی میں کوئی موجود ہی نہیں ہے۔ گھر پہنچ کر طلال نے ایشل کو اندر لیجانے میں مدد کر دی تھی اور اس پر ایشل نے شکر ادا کیا تھا کہ اسے اجلال کا احسان نہیں لینا پڑا۔

NOVEL HUT

کافی دیر سب ایشل کے کمرے میں باتیں کرتے رہے البتہ اجلال اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اسے ابھی سب سے اہم کام کرنا تھا۔ اس نے فون نکالتے ایک نمبر ملایا۔

السلام علیکم ! ایس پی صاحب۔ میں آپ کو اس شخص کی تصویر اور ایڈریس" بھیج رہا ہوں یہ بندہ مجھے چوبیس گھنٹوں کے اندر لاک میں چاہیے۔" وہ یقیناً قبرستان میں انہیں سارا معاملہ بتا چکا تھا تبھی اب تصویر اور ایڈریس بھیج رہا تھا۔

ثبوت یہ شخص خود دے گا کیونکہ میں نہیں چاہتا میری بیوی کورٹ کچہری کے" چکر لگائے۔" دوسری طرف سے کچھ پوچھنے پر اس نے جواب دیا۔

شکریہ، جلد ملاقات ہو گی۔" کہتے اس نے فون بیڈ پر ڈالا پھر بیڈ پر گرنے کے" سے انداز میں لیٹ گیا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو مغرب کی اذانیں ہو رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر نماز ادا کی پھر نیچے لاونج میں آگیا جہاں ایشل کے علاوہ سب موجود تھے۔ مقدس بیگم اور تانیہ کھانا لگا رہی تھیں۔کھانے کے بعد اجلال نے سب انہیں انصاری

صاحب کے کمرے میں آنے کو کہا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا ایشل تک کوئی خبر پہنچے۔

"کیا بات ہے بھائی سب خیریت ہے؟" ایشل کے گھر آنے پر امل اس سے ملنے آئی تھی اور اب اجلال کے سب کو جمع کرنے پر اسے حیرت ہوئی۔

"مجھے آپ سب کو کچھ بتانا ہے مگر آپ میں سے کوئی بھی اس بات کی خبر عشاء کو نہیں دے گا۔" اجلال نے بات شروع کی۔

"ایسی بھی کیا بات ہے بیٹا جو ایشل کو نہیں بتانی؟" مقدس بیگم نے سوال کیا۔

"ممی پاپا سکندر چاچو نے خودکشی نہیں کی تھی بلکہ انہیں قتل کیا گیا تھا۔" اجلال نے ان سب کے سر پر بم پھوڑا۔

"یہ...یہ کیا کہہ رہے ہیں بھائی۔ امّی نے تو کہا تھا کہ..." طلال کی بات پوری ہونے سے پہلے اجلال نے نفی میں سر ہلایا۔

سچ صرف عشاء کو معلوم تھا اور سچ یہی ہے کہ ان کو قتل کیا گیا تھا۔"پھر" اجلال نے قبرستان میں سنی ایشل کی ساری باتیں انہیں بتائیں جس پر طلال غصے سے اٹھا۔

میں اسے چھوڑوں گا نہیں، اس کی ہمت کیسے ہوئی۔" اس کے باپ کا قاتل" کھلے عام پھر رہا تھا یہ بات طلال کے لیے ناقابل برداشت تھی۔

ہوش سے کام لو طلال۔ اس نے یہ بات اگر اپنے تک رکھی ہے تو ہم بھی" اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیں گے۔ میری ایس پی صاحب سے بات ہو گئی ہے کل تک وہ شخص لاک اپ میں ہو گا اور مجھے یقین ہے اس حملے میں وہ اکیلے ملوث نہیں ہے۔" اجلال نے طلال کو واپس بیٹھاتے سمجھایا۔

بھائی اگر وہ مکر گیا، ہمارے پاس تو کوئی ثبوت بھی نہیں ہے؟" امل نے اپنا" خدشہ ظاہر کیا۔

نہیں مکرے گا کیونکہ اس کے ساتھ جو بھی ملوث ہے وہ اپنے ساتھ اسے بھی" پکڑوائے گا اور سارے راز بھی کھولے گا۔" اجلال خود بھی جانتا تھا یہ سب اتنا آسان نہیں ہے مگر اسے اللہ پر بھروسہ تھا۔

آپ لوگ بس اس کے سامنے ایسے ہی رہیے گا جیسے آپ سب کو کچھ نہیں" معلوم اور طلال تم بھی نارمل رہنا اس کے ساتھ تاکہ اسے شک نہ ہو۔"اسے اس کا بھرم ایسے ہی قائم رکھنا تھا اس لیے سب کو بار بار کہہ رہا تھا۔

ٹھیک ہے بیٹا لیکن آپ ہمیں سب چیزوں سے باخبر رکھیں گے اور کہیں بھی" بات بگڑتی لگے ہمیں بتاؤ گے۔"حسان انصاری کا اپنا دل دکھ رہا تھا مگر اس وقت انہیں اس کا ساتھ دینا تھا۔

عشاء کی نماز تک وہ اسی موضوع پر بات کرتے رہے پھر نماز کے لیے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

******

اگلی صبح نماز کے بعد اجلال لاونج میں ہی بیٹھے آفس کا کچھ کام کر رہا تھا۔ حسان انصاری اسے ساتھ ساتھ گائیڈ کر رہے تھے۔ مقدس بیگم چائے بنا کر لائیں تو انہیں کام میں مگن دیکھ کر کمرے میں جانے لگیں تبھی ایشل کے کمرے کا دروازہ کھولا۔

انہیں دیکھتے ایشل نے سلام کیا جس کا جواب اجلال نے دل میں دیا۔ وہ خود کو اس سے بے خبر ظاہر کر رہا تھا۔

شکر ہے میری بیٹی اٹھ گئی ورنہ ان دونوں کو کام کے علاوہ کچھ نہیں آتا کہ" تھوڑی دیر فیملی کے ساتھ وقت گزار لیں۔" مقدس بیگم کے شکوہ کرنے پر وہ ہنس دی۔

ایسے ہنستی مسکراتی رہا کرو، آؤ بیٹھو میں دودھ لاتی ہوں اپنی بیٹی کے لیے۔ کچھ" کھاؤ گی۔" ان کے اتنے پیار پر اسے خدیجہ یاد آگئیں جو اس کے زرا سا بیمار ہونے پر اسے ہلنے تک نہیں دیتیں تھیں۔

نہیں بڑی ماما دل نہیں کچھ کھانے کو اور اب یہ پھیکے کھانے کھا کر دل خراب" ہونے لگا ہے۔" کھانے کے نام پر وہ ایک مہینے سے پھیکی یخنی اور دلیہ ہی کھا رہی تھی یا بہت زیادہ ہوتا تو تھوڑا سا نمک ڈال دیا جاتا۔

میرا بیٹا بس تھوڑا وقت اور یہ بے ذائقہ کھانا کھا لو پھر میں اپنی بیٹی کو اپنے" ہاتھوں سے کھانے بنا کر کھلاؤں گی۔" اس کا خون کی کمی کی وجہ سے چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ڈاکٹرز نے کہا تھا وقت کے ساتھ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

مقدس بیگم اس کے لیے دودھ کے ساتھ پھل کاٹ کر لائیں جسے دیکھتے ایشل کو متلی ہوئی۔دودھ پینے سے اسے جتنی نفرت تھی بیماری میں اسے روز چائے کی جگہ دودھ ہی دیا جاتا تھا۔

چلو شاباش یہ ختم کرو میرا بیٹا۔" اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ حسان انصاری اٹھ" کر اس کے پاس آئے پھر دودھ کا گلاس اٹھاتے اس کے ہاتھ میں دیا۔ ایشل کو وہ سکندر کی طرح لگے جو چھوٹے ہوتے اسے ایسے ہی زبردستی دودھ کا گلاس پکڑا کر ختم کرنے کو کہتا تھا۔

اجلال اسے مکمل نظر انداز کیے تھا تو ایشل نے بھی ایک نگاہ اس پر نہیں ڈالی تھی۔

ایشل آپ یہ ختم کرو اور انصاری صاحب آپ زرا بات سنیں۔" مقدس بیگم" نے ایشل کو کہتے احسان انصاری کو بولنے کے ساتھ آنکھ سے باہر آنے کا اشارہ

کیا۔ وہ سمجھ گئے تھے مقدس بیگم ایشل اور اجلال کو اکیلے وقت دینے کے لیے کہہ رہی ہیں تبھی فوراً ان کے ساتھ ڈائنگ روم میں چلے گئے۔

ایشل نے ان کے جانے کے بعد دودھ کا ایک گھونٹ لیا پھر گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ وہ کل رات سے یہی سوچ رہی تھی کہ اس نے اپنے غم و تکلیف میں اجلال پر بلاوجہ ہی غصہ کر دیا حالانکہ وہ صرف اس سے صرف پوچھ ہی رہا تھا۔

ایشل نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جو لیپ ٹاپ گود میں رکھے ٹائپ کر رہا تھا۔

سوری۔"ایشل نے نظریں اس سے ہٹاتے ہلکی آواز میں کہا۔اجلال نے سر" اٹھا کر پہلے ارد گرد دیکھا پھر ایشل کو۔ اسے لگا اس نے غلط سنا ہے۔

آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے؟" ایک یہ کم بخت بے رخی میں ایسے مخاطب" کرتا تھا کہ اس کی دھڑکن تیز ہو جاتی تھی۔

کل کے لیے سوری۔ مجھے آپ پر چیخنا چلانا نہیں چاہیے تھا۔ اس وقت پتہ نہیں کیا ہوا تھا مجھے۔" وہ ایک انگوٹھے کے ناخن سے دوسرے انگوٹھے کے ناخن کو کھرچنے لگی۔

بہت جلدی احساس ہو گیا آپ کو محترمہ کہ آپ نے غلط کیا۔ ورنہ آپ کے غصے کی وجہ سے میں خودکشی کرنے جارہا تھا اور آج آپ میری میت کی بریانی کھا رہی ہوتیں۔" وہ کہنا چاہتا تھا کوئی بات نہیں مگر اس پر طنز کرنا بھی تو ضروری تھا۔

NOVEL HUT

اجلال کی بات پر اس نے دہل کر اسے دیکھا۔ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے جب اجلال کا فون بجا۔

اجلال نے پہلے نمبر دیکھا پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مقدس بیگم اور حسان انصاری واپس لاونج میں آئے تو وہ رونے میں مصروف تھی۔

کیا ہوا بیٹا ؟ اجلال نے کچھ کہا ہے؟" مقدس بیگم اس کے پاس بیٹھیں۔ "

نہیں بس امّی کی یاد آرہی تھی۔" اس نے نم سانس اندر کھینچی۔"

اللہ سے خدیجہ کی مغفرت کی دعا کیا کرو۔اس طرح روگی تو اس کی رو کو"

تکلیف ہوگی۔ چلو میرا بیٹا جلدی سے یہ ختم کرو پھر دوا بھی کھانی ہے۔" اسے سینے سے لگاتے مقدس بیگم کا اپنا دل بھی بھر آیا۔

اجلال فون سن کر واپس آیا تو اسے مقدس بیگم کے سینے سے لگے دیکھ رک گیا۔"تو محترمہ ابھی تک رونے میں مصروف ہیں۔" اس نے سوچتے سر دائیں بائیں ہلایا پھر ٹیبل سے لیپ ٹاپ اٹھانے لگا۔

ممی میں آفس کے لیے تیار ہونے جارہا ہوں اور کچھ ضروری کام بھی ہے۔"
طلال اٹھے تو اسے کہیے گا مجھے کال کرلے۔" لیپ ٹاپ کے چارجر کی تار لپیٹتے
وہ جلدی سے بولا۔
آج تو کوئی ضروری میٹنگ نہیں ہے پھر اتنی جلدی کیوں جارہے ہو؟ ناشتہ کر"
کے آرام سے آفس جانا۔"حسان انصاری اس کی جلد بازی پر بولے۔
پاپا کہیں اور جانا ہے اور یہ بہت ضروری ہے۔" وہ انہیں آنکھوں سے بتاتے "
کہہ رہا تھا۔ پولیس سمیر کو پکڑ چکی تھی اور ابھی وہیں سے کال آئی تھی۔ وہ یہ
بات ایشل کے سامنے نہیں بولنا چاہتا تھا۔
اللہ تمھیں کامیاب کرے اور اگر کہیں ضرورت ہو تو فون کر لینا۔ طلال کو میں "
بھیج دوں گا۔" حسان انصاری نے اسے تسلی دی۔ پھر لیپ ٹاپ وغیرہ لیے
سیڑھیاں چڑھ گیا۔

کمرے میں آتے وہ جلدی سے تیار ہوا ساتھ سلمان کو فون کرتے سب بتایا۔وہ طلال کو بھی میسج پر سب بتا چکا تھا تاکہ وہ مقدس بیگم کے پیغام پر اس جگہ پہنچ جائے۔ وہ نیچے آیا تو طلال اور تانیہ بھی لاونج میں ہی موجود تھے۔ مقدس بیگم ایشل کو دوا دے رہی تھیں۔

بھائی کچھ دیر رکیں میں بھی آتا ہوں ساتھ۔" طلال کی آنکھیں بتا رہی تھیں وہ" میسج پڑھ چکا ہے اور آج سمیرا اس کے ہاتھوں بچنے والا نہیں۔اجلال نے فون نکالتے سلمان کو میسج کیا کہ وہ ذیشان اور شیرازی صاحب کو بھی ساتھ لے آئے تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے بہنوئی کے مجرم کو دیکھ سکیں۔ طلال تیار ہو کر نیچے آیا تو وہ سب کو خدا حافظ کہتے پولیس اسٹیشن کے لیے نکل گئے۔

******

تم لوگ جانتے نہیں ہو میں کس کا بیٹا ہوں؟ آنے دو میرے باپ کو تم سب" کو سسپینڈ کرواتا ہوں۔" جب سے اسے لاک اپ میں بند کیا تھا وہ یہی دھمکی دیے جا رہا تھا۔

ارے جا تیرے جیسے روز اس لاک اپ میں بند ہوتے ہیں اور تم سب ایک" ہی دھمکی یاد کر کے آتے ہو۔ اپنی بک بک بند کر ورنہ ایک کان کے نیچے جڑو گا ساتھ پشتیں یاد آجائیں گی۔" ایک موٹا پولیس افسر اس کی بک بک سن کر دھاڑا۔ اس افسر کا ڈیل ڈول دیکھ کر ہی سمیر کی سانس رک گئی تھی۔ اس لیے خاموشی سے ذیشان صاحب کا انتظار کرنے لگا۔

کوئی گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد ایس پی کے ساتھ اجلال اور طلال اس لاک اپ میں داخل ہوئے جہاں سمیر بند تھا البتہ باقی باہر ہی کھڑے ہو گئے۔

اوہ تو تم... لوگ نے مجھے یہاں بند کروایا ہے۔" وہ ان دونوں کو دیکھتے گالی"
دیتے بولا۔
ایک مجرم بلکہ ایک قاتل کی سزا جانتے ہو کیا ہوتی ہے؟" اجلال چلتے اس کے"
"سامنے آیا۔"سزائے موت۔
اے تو مجھے کیوں بتا رہا ہے۔ میں نہ مجرم ہوں نہ قاتل۔" اک پل کو سمیر کے"
ماتھے پر پسینہ آیا اور آواز میں لڑکھڑاھٹ۔
میں نے کہا تھا نہ میری بہن سے دور رہنا مگر تمھیں ایک بار کی بات سمجھ نہیں"
آئی تھی۔"طلال نے تیش سے آگے بڑھتے اسے گریبان سے پکڑا اور ایک مکا
اس کے منہ پر مارا۔
سر آپ پیچھے ہو جائیں۔"ایس پی صاحب نے اسے روکا مگر طلال کے سر پر"
خون سوار تھا وہ سمیر کو مارے جا رہا تھا۔

تیری بہن کو تو میں ویسے بھی چھوڑوں گا نہیں۔ تم سب ہر بار اسے بچانے" پہنچ جاتے ہو۔ پہلے اس کا باپ جان نہیں چھوڑتا تھا اب تم دونوں میرے راستے میں آ گئے۔" منہ سے نکلتا خون صاف کرتے سمیر نے اس پر جوابی حملہ کرنا چاہا جسے اجلال نے روک دیا۔ باہر کھڑے نفوس خاموشی سے سن رہے تھے۔

طلال چھوڑو اسے، آرام سے بات کرو۔" اجلال نے طلال سے سمیر کا" گریبان چھڑایا۔

یہ میرے بابا کا قاتل ہے اس کی وجہ سے میری امّی اس دنیا سے چلی گئیں میں" اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" طلال کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

تو وہ چڑیا بچ گئی حیرت ہے اس کے حصے کی ساری گولیاں لگنے پر بھی زندہ" ہے۔" سمیر نے قہقہہ لگایا۔

اب تم لوگ بھی اسے مجھ سے نہیں بچا سکتے۔ وہ صرف میری ہے۔ میں"
اسے ...." اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اجلال کے تھپڑ پر وہ زمین بوس
ہوا۔

میری بیوی کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے پہلے سوچ لینا اس کا شوہر اس"
کے ساتھ ہے۔" سمیر کی بکواس پر اجلال کا دماغ گھوما۔

میرے راستے میں اس کا باپ آیا تھا میں نے اسے زندہ نہیں چھوڑا تو تم "
دونوں کیا چیز ہو۔" سمیر غصے اور دشمنی میں اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ وہ بھول گیا وہ
پولیس اسٹیشن میں ہے۔ باہر موجود نفوس اس کی بات پر سن کھڑے تھے۔
ذیشان صاحب غصے سے اندر داخل ہوئے اور ایک زوردار تھپڑ سمیر کے
چہرے پر مارا۔

بابا۔۔یہ سب۔۔" سمیر انہیں دیکھتے بات بدلنے لگا جب ایک اور تھپڑ اس" کے منہ پر پڑا۔

اپنی گندی زبان سے میرا نام مت لینا۔میں لعنت بھیجتا ہوں تم پر اور اس" وقت پر جب تم پیدا ہوئے۔مجھے افسوس ہے کہ میں نے ایک قاتل کی پرورش کی اور اسے اپنے گھر رکھا۔" ذیشان صاحب کا سانس پھولنے لگا۔ ایک بیٹا اور وہ بھی ایسا نکلا۔شیرازی صاحب اور سلمان بھی اندر آئے۔

ایس پی صاحب آپ ایف آئی آر کاٹیں اس قاتل کے خلاف اور اجلال" انصاری کی بیوی کو قتل کرنے کی سازش کی۔" سلمان ایس پی صاحب سے بولا تو سمیر ایک دم زور سے ہنسا۔

ایس پی صاحب پھر تو ایک ایف آئی آر مس ماہا شیرازی کی بھی کاٹیں جس" کے کہنے پر میں اس اجلال کو قتل کرنے گیا تھا مگر اس کی بیوی نے اسے بچا لیا۔" سمیر نے سلمان کی جانب جتاتی نظروں سے دیکھا۔

کیا بکواس ہے یہ۔"شیرازی صاحب غصے سے ڈھاڑے۔"

بکواس نہیں سچ ہے اور میرے پاس سارے ثبوت ہیں آپ کی بیٹی کے " خلاف۔ میرا موبائل لا کر دو ابھی سارے ثبوت دیکھاتا ہوں۔" سمیر نے ماہا کے سارے میسج کی ریکارڈنگ اپنے پاس رکھی تھی اور اسے یہی کہا تھا کہ وہ سب ڈلیٹ کر چکا ہے۔ پولیس افسر نے موبائل ایس پی صاحب کو دیا تو موبائل کا کال کھلواتے انہوں نے سمیر کے کہنے پر گیلری سے ساری ریکارڈنگ وہاں موجود نفوس کو سنائی۔ اجلال کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ماہا کو خود شوٹ کر دے۔

بھائی کہاں جا رہے ہیں؟"اجلال کو جاتے دیکھ طلال فوراً بولا۔"

میں اس لڑکی کو چھوڑوں گا نہیں۔ آپ لوگ میرا انتظار کریں میں آتا ہوں۔""

ان سب کو وہیں چھوڑتے وہ پولیس اسٹیشن سے نکلا۔ آفس پہنچنے تک وہ خود کو نارمل کر چکا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی اس کے تاثرات دیکھے۔

اپنے آفس روم میں آتے اس نے ماہا کو اندر بلوایا۔جو چند سیکنڈ بعد اس کے سامنے موجود تھی۔

مس ماہا آپ میرے ساتھ چلیں گی مجھے دراصل اپنی بہن کے لیے کچھ ڈریس" لینے ہیں اسے سالگرہ پر تحفہ دینے کے لیے اور آپ کی ڈریسنگ سینس باقی لڑکیوں کے مقابلے میں اچھی ہے۔"آفس سے اسے کسی طرح وہ پولیس اسٹیشن لیجانا چاہتا تھا اور اس وقت اسے یہی بہانا ملا۔

جی سر کیوں نہیں۔ آپ بتا دیں کب جانا ہے؟" اسے تو ویسے موقع چاہیے تھا" اجلال کے ساتھ وقت گزارنے کا۔

ابھی جانا ہے۔آپ آجائیں میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔" کہہ کر وہ سیٹ" سے اٹھا اور پارکنگ کی جانب چل دیا۔

ماہا اپنی باریک ہیل سے ٹک ٹک کرتی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھی۔ اجلال نے اسٹیرنگ پر گرفت مضبوط کی۔ ماہا کے دروازہ بند کرتے اجلال نے گاڑی فل سپیڈ میں آگے بڑھائی۔

ہمیں اس راستے سے جانا تھا یہاں سارے اچھے مال موجود ہیں۔"اجلال کو" گاڑی موڑتے دیکھ ماہا نے ٹوکا۔

یہاں ٹریفک بہت جام ہوتی ہے اس لیے ہم دوسرے عاستے سے جا رہے"
ہیں۔" اجلال نے اپنے لہجے کو نارمل رکھا۔ ورنہ وہ اسے چلتی گاڑی سے باہر
پھینک دینا چاہتا تھا۔
ماہا خاموشی سے باہر دیکھتی رہی مگر چونکی تب جب ان کی گاڑی پولیس اسٹیشن
میں داخل ہوئی۔
یہ...یہ تو پولیس اسٹیشن ہے۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"گاڑی رکنے پر اس"
نے لیڈی پولیس کو اپنی طرف آتے دیکھا۔
چلو بی بی تمھاری خلاف اقدام قتل کی ایف آئی آر درج ہے۔" لیڈی پولیس "
نے اس کی طرف کا دروازہ کھولتے اسے بازو سے باہر گھسیٹا۔
میں نے کسی کو قتل نہیں کروایا۔ اجلال میرے خلاف جھوٹ بولا جارہا"
ہے۔" ماہا کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

تمام ثبوتوں کے بعد ہی یہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔اب شرافت سے چل" ورنہ ہم اپنے طریقے سے لے کر جائیں گے۔"ایک لیڈی پولیس نے اسے آگے کی طرف دھکیلا تو وہ گرتے گرتے بچی جب نظر سامنے سے آتے اپنے بھائی اور باپ پر گئی۔

بھائی بابا یہ...یہ شخص مجھے پھنسا رہا ہے۔پہلے پہلے اس نے مجھ سے غلط تعلق" بنایا..." سلمان نے ماہا کو بات ختم کرنے سے پہلے ایک تھپڑ مارا۔ وہ ششدر کھڑی تھی۔

یہ کام مجھے تب ہی کرنا چاہیے تھا جب مجھے اجلال نے بتایا تھا کہ تم نے اس" کے خلاف جھوٹی تصاویر بنوائیں ہیں اور اسے بلیک میل کیا ہے۔ مگر اس کے کہنے پر میں چپ رہا مگر آج تم میری نظروں سے بالکل گر گئی ہو۔" سلمان نے اس سے رخ موڑا۔ لیڈی افسر نے ماہا کو کھینچ کر زمین سے اٹھایا۔

ہمیں معاف کر دینا بیٹا، ہم اپنی بچی کی اچھی تربیت نہیں کر سکے اور اس وجہ" سے تمھارے خاندان کو نقصان ہوا۔ مجھے سلمان نے خدیجہ کا بتایا کہ اس کی موت کی وجہ ہماری اولاد بنی ہے تو میں سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہا۔ میری بہن آج میری اولاد کی وجہ سے دنیا سے چلی گئی اس کی اولاد غم میں ہے اور میں اسے دلاسہ بھی نہیں دے سکتا۔" اجلال کے پولیس اسٹیشن سے جانے کے بعد سلمان نے ذیشان صاحب اور شیرازی صاحب کو ساری حقیقت بتادی تھی۔

انکل اس میں آپ کا قصور نہیں ہے بس ان لوگوں نے اس کا غلط فائدہ" اٹھایا۔ میں کوشش کروں گا کہ ہم اس کی بات کا بھرم رکھتے ہوئے سب پہلے جیسا کر سکیں اور آپ اس سے سر اٹھا کر ملیں۔" اجلال نے شیرازی صاحب کے ہاتھ تھامتے انہیں کہا۔

NOVEL HUT

مجھے معاف کر دینا بیٹا۔ میری اولاد کہ وجہ سے اس بچی کے سر سے اس کے"
باپ کا سایہ چھن گیا۔اس بچی نے بہت غم سہے ہیں بیٹا۔ ساری زندگی ہماری
بیویاں اسے اس بات کا طعنہ دیتی رہی ہیں کہ اس کے باپ نے خودکشی کر لی
اور جانے کیا کیا۔ ہم اتنے لاعلم تھے کہ اس کی شادی اس کے باپ کے قاتل
سے کرنے پر تیار تھے اور اس کے انکار کو ناجانے کیا رنگ دے رہے تھے۔"
طلال کے ساتھ باہر آتے ذیشان صاحب نے ان کی بات سنی تو اجلال اور
طلال سے ہاتھ جوڑ کر معزرت کرنے لگے۔

ماموں جان ایسے نہیں کریں۔آپ ہمارے بڑے ہیں اور پھر اس سب میں"
آپ لوگوں نے کچھ نہیں کیا۔آپ بھی اتنے ہی بے خبر تھے جتنے ہم۔" طلال
ذیشان صاحب کے گلے لگا تو وہ رو دیے۔

طلال ٹھیک کہہ رہا ہے انکل۔جو قصور وار تھے وہ اس وقت سلاخوں کے پیچھے ہیں۔بس ان کی ماؤں کو اس بات کو سمجھنا ہو گا کے ان کی اولادوں نے جرم کیا ہے اور کسی کے ساتھ برا کرنے کا انجام برا ہوتا ہے۔" اجلال کو ایک دم ان کی ماؤں کا خیال آیا جو اس سب سے ابھی تک بے خبر تھیں۔

مجھے ایشل سے ملنا ہے اس سے معافی مانگنی ہے۔"ذیشان صاحب کی بات پر" طلال نے اجلال کو دیکھا۔

آپ کو ایک وعدہ کرنا ہو گا کہ یہ سب سچ آپ لوگوں نے ماہا اور سمیر کے منہ" سے سنا ہے اور یہ ایشل کو گولیاں لگنے میں ماہا کا ہاتھ تھا اور یہ بات خود ماہا نے غصے میں سب کو بتائی ہے۔" اجلال نے ساری بات انہیں بتائی تو وہ راضی ہو گئے۔

سلمان تم انہیں گھر لے جاؤ ممی پاپا گھر ہی ہیں۔میں اور طلال آفس جا رہے ہیں۔میں نہیں چاہتا جس بات کا وہ بھرم رکھ رہی تھی وہ ہمیں پہلے سے معلوم ہے۔ باقی ممی پاپا اور تانیہ سنبھال لیں گے۔" اجلال نے سلمان سے کہتے ایک میسج حسان انصاری کو کر دیا تھا۔ دنوں گاڑیاں ایک ساتھ پولیس اسٹیشن سے نکلیں تھیں۔ ماہا شیرازی کے اونچی اونچی بولنے کی آواز انہیں گیٹ پار کرنے تک سنائی دی تھی۔

******

ایشل اپنے روم میں بیٹھی تانیہ سے باتیں کر رہی تھی۔ امل رات میں ہی گھر چلی گئی تھی۔ باہر سے شور کی آواز پر ان دونوں نے کھلے دروازے کو دیکھا۔

کوئی مہمان آیا ہے شاید۔"تانیہ نے انجان آواز سنتے کہا۔وہ دونوں سر پر دوپٹہ رکھتے لاونج میں آئیں۔ ایشل سامنے بیٹھے مردوں کو دیکھتے وہیں ٹھہر گئی۔

وہ دونوں مرد اسے دیکھتے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اشارے سے اسے پاس بلایا۔ اس کی حالت دیکھتے ان میں کچھ بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ ایشل جھجھکتے ہوئے ان کے قریب آئی۔ دونوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ذیشان صاحب کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ ایشل کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگاتے رو دیے۔ انہیں روتے دیکھ ایشل کی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا۔ مجھے معاف کر دو۔ ہماری وجہ سے تمھیں تکالیف اٹھانی پڑیں۔ میری اولاد کی وجہ سے تم یتیم ہوئیں اور ہم سکندر کو برا بھلا کہتے رہے۔" ذیشان صاحب روتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"بھائی صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ہم کچھ سمجھے نہیں؟" حسان انصاری کو اجلال نے بتا دیا تھا تبھی انہوں نے انجان بننے کی کوشش کی۔

میرے بیٹے سمیر نے آپ کے بھائی سکندر کو قتل کیا تھا۔ وہ ایشل کو نقصان" پہنچانے گیا تھا اور سکندر کے روکنے پر اس نے اسے مار دیا۔" ایشل سن کھڑی تھی۔ ایک بار پھر وہ منظر فلم کی طرح اس کی نظروں میں گھوم گیا۔ یہ بات اس کے اور سمیر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا تو کیا سمیر نے سب کو بتا دیا تھا؟

سکندر نے... خودکشی نہیں کی تھی؟" حسان انصاری نے تصدیق چاہی۔ "

ذیشان بھائی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور آپ کے بیٹے پر قاتلانہ حملہ بھی سمیر" اور.. میری بیٹی ماہا نے کروایا تھا۔ آج ان کی اس بات پر بحث ہو رہی تھی اور سلمان نے ان کی باتیں سن لیں۔ ان دونوں نے خود یہ اعتراف کیا ہے۔" شیرازی صاحب کا بولتے ہوئے سر جھک گیا تھا۔

سلمان بھائی..." ایشل نے پاس کھڑے سلمان کی جانب دیکھا۔"

ماہا نے پہلے بھی اجلال کو جھوٹی تصاویر بنا کر پھنسانے کی کوشش کی تھی اور " اجلال نے مجھے اس کی ان حرکتوں سے باخبر کر دیا تھا۔ اب وہ اجلال کو ہی مارنا چاہتی تھی مگر ایشل نے اجلال کو اس سے بچا لیا اور اسی بات کو لے کر ان کی بحث ہو رہی تھی۔اس وقت وہ دونوں جیل میں ہیں اور ہم نے ان پر قتل اور اقدام قتل کی ایف آئی آر بھی درج کروا دی ہے۔" ایشل منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔اسے امید نہیں تھی ماہا اتنا گر جائے گی۔ ان تصاویر کے بارے میں وہ جانتی تھی مگر قتل۔۔۔ اعراس میں سارا نقصان ایشل کو ہی ہوا تھا۔

اس کا جسم کانپنے لگا۔

ایشل۔۔۔"تانیہ نے اسے تھامتے صوفے پر بیٹھایا اور جلدی سے پانی لے کر" آئی۔ مقدس بیگم اس کے ہاتھ مل رہی تھیں جو ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

تانیہ نے اس کے لبوں سے گلاس لگایا۔ چند پل وہ مقدس بیگم اور تانیہ اس کے ہاتھ پاؤں ملتی رہیں۔

وہ..وہ سمیر اس نے... بابا کو مار دیا۔ کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے" میرے سامنے انہیں یہاں.." اس نے سینے پر انگلی رکھی۔"یہاں گولیاں ماری تھیں۔ میں انہیں بچا نہیں سکی تھی۔ میں بابا کو بچانا چاہتی تھی مجھے بابا کو بچانا تھا مگر اس نے انہیں مار دیا۔" وہ سر ہاتھوں میں گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہاں موجود سب کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔ آج کئی سال بعد وہ اپنے اندر کا حال بیان کر رہی تھی۔ ایشل کی طبیعت خراب ہونے پر سلمان اجلال کو فون کر چکا تھا اور وہ دونوں فوراً آفس سے نکلے تھے۔ اب لاونج کے دروازے میں کھڑے اسے روتے دیکھ رہے تھے۔ اجلال اسے اپنے سینے سے

لگا کر اسے چپ کروانا چاہتا تھا۔اس سے اس کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

طلال آنسو صاف کرتے اندر آکر اس کے قدموں میں بیٹھا پھر سر اس کے گھٹنوں سے ٹکا دیا۔طلال کو دیکھ کر اس کے رونے میں مزید اضافہ ہوا۔

ایشل خود کو سنبھالو۔دیکھو تمھیں دیکھ کر طلال بھی رو رہا ہے۔" مقدس بیگم" نے ہچکیوں سے روتی ایشل کو سینے سے لگایا۔

طلال بیٹا ہمیں معاف کر دینا۔ہماری اولاد کی وجہ سے آج یہ سب ہوا۔"" شیرازی صاحب نے طلال کے سر پر ہاتھ رکھا۔طلال نے سر اٹھاتے آنسو صاف کیے۔

تم لوگ انہیں جو چاہے سزا دے لو ہم کچھ نہیں کہیں گے۔" ذیشان صاحب" جانتے تھے قتل کی سزا موت کے سوائے کچھ نہیں۔

یہ سارا فیصلہ تو کورٹ کرے گی مگر میں چاہتا ہوں انہیں وہی سزا ہو جو ایک" قاتل کو ہوتی ہے۔"طلال کی سرخ ہوتی آنکھیں انتقام کی آگ سے جل رہی تھیں۔

مقدس بیگم آپ ایشل کو اندر لے جائیں اس کی طبیعت خراب ہو رہی " ہے۔" ایشل کی طبیعت بگڑتے دیکھ حسان انصاری نے پریشانی سے کہا تو تانیہ اور مقدس بیگم اسے اندر لے گئیں۔

انصاری صاحب ہم آپ سے بھی معافی چاہتے ہیں آپ کے بھائی..." ذیشان " صاحب نے حسان انصاری کے سامنے ہاتھ جوڑے تو انہوں نے ذیشان صاحب کو گلے سے لگایا۔

بھائی صاحب ہم بس انصاف چاہتے ہیں۔ آپ کے لیے مشکل ہو گا اپنی" اولاد کو سزا ہوتے دیکھنا مگر اس سے ان دونوں کو انصاف مل جائے گا۔"

حسان انصاری کے چہرے پر ان کے لیے دکھ تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

کافی دیر وہ تینوں وہاں بیٹھے اس معاملے پر غور کرتے رہے پھر اپنے گھر لوٹ گئے۔

******

ایشل بیڈ کراون سے ٹیک لگائے چھت کو تک رہی تھی۔ دروازے کی آواز پر اس نے اس طرف دیکھا جہاں مقدس بیگم اس کے لیے کھانا لے کر آئیں تھیں۔

کھانا اس کے سامنے رکھتے وہ اس کے برابر بیٹھیں۔ اس کے ماتھے پر بکھرے " بال پیچھے کیے۔

بیٹا اس طرح کب تک رہو گی۔ آج دو ہفتے ہو گئے ہیں تمھیں اس طرح کمرے " میں بند ہوئے۔ نہ صحیح سے کھاتی ہو نہ کمرے سے باہر نکلتی ہو۔ تمھارے بڑے پاپا بھی پریشان ہو رہے ہیں۔ تم اس طرح اور بیمار ہو جاؤ گی۔"پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ بول رہی تھیں۔

میرا دل نہیں کرتا کچھ کرنے کو، کچھ کھانے کو۔آپ بتائیں کیا کروں میں؟" وہ" خود بھی اپنی اندر کی کیفیت سے پریشان ہو گئی تھی۔

پہلے منہ ہاتھ دھو، کھانا کھاؤ پھر میرے ساتھ باہر چلو۔میں تم اور تانیہ ہم بے " بی شاپنگ کریں گے اور خوب گھومیں گے۔" مقدس بیگم کی باتوں پر وہ چونکی۔ بےبی کس کا؟" اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ "

ارے تم پھوپھو اور خالہ بننے والی ہو۔ امل اور تانیہ نے نہیں بتایا۔" ایشل " نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کے چہرے پر ایک دم خوشی آئی تھی۔

طلال کو بھی میں یاد نہیں آئی؟" ایک دم اسے خیال آیا طلال تو اس وقت میں "
اس سے ملا بھی نہیں۔
وہ تم سے ناراض ہے کہ تمھیں اس کا خیال نہیں ہے تبھی کمرے میں بند بیٹھی "
ہو۔" ایشل کو شرمندگی ہوئی۔ یہ دکھ اس اکیلی کا تو نہیں تھا۔ طلال نے تو بابا کو
دیکھا بھی نہیں تھا اس کا غم زیادہ تھا۔
آپ بھی مجھ سے خفا ہیں؟" دل میں کہیں خوف تھا کہ اس کے اس عمل سے "
شاید وہ بھی خفا ہوں۔
نہیں میرا بچہ۔ بھلا ماں بھی اپنی اولاد سے ناراض ہوتی ہے۔ تم میرے لیے"
بالکل ان تینوں جیسی ہو۔ بلکہ تم سے مجھے امل سے زیادہ پیار ہے۔ تمھیں پتہ
ہے تم جب چھوٹی تھیں خدیجہ سے زیادہ تم مجھ سے اٹیچ تھیں۔ کچھ کھانا ہوتا،
کچھ چاہیے ہوتا تم میرے پاس آتی تھیں کہ بڑی ماما مجھے یہ چاہیے یا جب اجلال

سے تمھاری لڑائی ہوتی تھی تو اس کی ساری شکایتیں تم مجھ سے لگاتیں تھی اور اس بات پر خدیجہ تمھیں ڈانٹتی تھی کہ تم اجلال کو تنگ کرتی ہو پھر خود ہی اس کی شکایت لگاتی ہو۔" یہ بتاتے ہوئے وہ ہنسیں۔ ایشل بس انہیں دیکھ رہی تھی۔

شاباش منہ ہاتھ دھو پھر میں اپنے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو کھانا کھلاؤں گی۔" "

انہوں نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ ایشل کی آنکھیں نم ہوئیں۔ وہ جلدی سے اٹھ کر باتھروم میں گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دھلے منہ کے ساتھ کپڑے بدلے، فریش سی مقدس بیگم کے ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی اور وہ اسے اس کی بچپن کی باتیں بتا رہیں تھیں جس میں آدھی تو اس کی اور اجلال کی تھیں۔ مگر انہوں نے کافی ٹائم پہلے اجلال کے منع کرنے پر کوئی ایسی بات اس تک نہیں پہنچنے دی جس سے اسے معلوم ہوتا کہ وہ بچپن سے اجلال کی پسند تھی۔

کھانا کھا کر وہ مقدس بیگم کے ساتھ ہی کمرے سے باہر آئی۔
لاونج میں بیٹھے سب لوگوں نے اسے دیکھا۔ طلال رخ موڑ گیا۔ اجلال وہاں نہیں تھا۔ تانیہ طلال کے پاس سے اٹھ کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی تاکہ ایشل اپنے اور طلال کے درمیان خلش ختم کر سکے۔
تمھیں یاد آگئی ہماری جو اب کمرے سے باہر آئی ہو۔" امل کے خفگی سے کہنے " پر ایشل نے سر جھکایا۔ امل نے ہاتھ سے طلال کی طرف اشارہ کیا۔ ایشل آہستہ سے چلتی طلال کے برابر بیٹھی۔ پھر اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ جسے طلال نے ہٹا دیا۔ ایشل نے دوبارہ اس کا بازو پکڑا۔ طلال نے پھر سے ہٹانا چاہا تو ایشل نے اس کے بازو پر سر رکھا۔ باہر سے اندر آتا اجلال یہ دیکھ کر وہی رک گیا۔

تانیہ اس سے کہو پیچھے ہٹے مجھے اس سے کوئی بات نہیں کرنی۔" ایشل کو اگنور" کرتے اس نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

تانیہ اس سے کہو مجھ سے بات کرے ورنہ ساری زندگی کے لیے اس سے دور" چلی جاؤں گی۔"اس کی بات پر طلال کے ساتھ باقی سب نے بھی دہل کر اسے دیکھا۔

بولتے سوچ تو لیا کرو کیا بول رہی ہو؟" طلال غصے سے بولا البتہ اسے پیچھے نہیں " کیا۔

NOVEL HUT

کیا غلط بولا ہے؟ تم میرے بھائی ہو اور اس طرح کرو گے تو میں اور کیا " کہوں؟ تم نے تو اپنی خوشی میں بھی مجھے شریک نہیں کیا۔ جانتی ہوں بہت بری ہوں لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ میں اتنی بری ہوں کہ میرے دوستوں نے

اپنی خوشی میں مجھے شامل نہیں کیا۔" اسے دکھ ہوا اتنی بڑی بات ان دونوں نے اسے نہیں بتائی تھی۔

ایشل میں تمھیں بتانے والی تھی مگر تم ممی پاپا کے علاوہ کسی سے بات ہی" نہیں کر رہی تھیں۔" امل سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ کہاں ان کی باتوں کا جواب دیتی تھی۔ ایشل نے آہستہ سے طلال کا بازو چھوڑا۔

ایشل آپی میں نے انہیں کہا تھا آپ کو بتا دیں مگر انہوں نے منع کر دیا۔"تانیہ" نے طلال کی جانب اشارہ کیا۔

صحیح کیا اس نے، ویسے بھی مجھے خوشیاں راس نہیں آتیں۔ بڑی ماما آپ مجھے" یہ خبر نہیں دینی چاہیے تھی۔ میں نہیں چاہتی میری وجہ سے کسی کی خوشیوں کو نظر لگے۔" ایشل نے چہرے پر مسکراہٹ سجانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ طلال نے افسوس سے اسے دیکھا۔ ایک تو اس کی بہن حد سے زیادہ حساس

تھی۔ ایشل وہاں سے جانے کے لیے اٹھی۔ طلال نے کھڑے ہوتے اس کے گلے میں بازو ڈالے۔

"کس نے کہا میری بہن کو خوشیاں راس نہیں آتیں۔ بس مجھے دکھ تھا تم نے مجھے اپنے غم میں شامل نہیں کیا۔ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں نے تو بابا کو دیکھا بھی نہیں اور امّی ان کی ممتا کو ابھی صحیح سے محسوس بھی نہیں کیا تھا اور ان سے جدا ہو گیا۔ میں یہ خبر تمھیں دینا چاہتا تھا مگر تمھیں تو میں یاد ہی نہیں تھا بس اس لیے میں نے تانیہ کو منع کیا تھا۔"طلال کے سینے سے لگی وہ خاموشی سے اس کے شکوے سن رہی تھی جو جائز بھی تھے۔

حسان انصاری نماز ادا کر کے آئے تو اجلال کو راستے میں کھڑے دیکھ پہلے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اس کا سگا بھائی ہے اور ابھی اسے اپنے دل کو ہلکا کرنے دو۔ یہ کورٹ کے" مسئلے حل ہو جائیں پھر میں خود ایشل سے تمھاری بات کروں گا کہ اب ہمارے بیٹے کے انتظار کو ختم کرے اور شادی کے لیے ہاں کر دے۔"وہ سرگوشی میں بولے پھر اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

ماشاءاللہ آج ہمارے گھر رونق لگی ہے۔" حسان انصاری کی آواز پر اس" نے پیچھے مڑ کر انہیں سلام کیا مگر ساتھ کھڑے اجلال پر نظر جاتے وہ طلال کے بازو سے سر ٹکا گئی۔

ایشل کی اس حرکت پر اجلال نے مٹھیاں بھینچیں۔ اگر طلال ایشل کا بھائی نہ ہوتا تو ضرور وہ ایشل کو اس کے آس پاس بھی بھٹکنے نہ دیتا۔

ویسے میرے بچوں کا تو تم سے ڈبل رشتہ ہو گا۔ میری طرف سے پھوپھو اور" بھائی کی وجہ سے تائی۔"طلال نے جان بوجھ کر یہ بولا۔

نہیں میرا ان سے صرف ایک ہی رشتہ ہو گا پھوپھو کا اور خبر دار جو تم نے" انہیں مجھے پھوپھو کے علاوہ کچھ بولنے کو کہا۔" ایشل نے اس سے الگ ہوتے کمر پر ہاتھ رکھے۔ اجلال کے دل میں دکھ ابھرا مگر کچھ بھی ظاہر کیے بغیر وہ اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

بھائی ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں آپ بھی چلیں۔" امل نے اسے آواز دے کر" روکا۔

نہیں تم لوگ جاؤں۔"وہ مڑا نہیں تھا۔"

کیوں بیٹا آپ نے اپنے لیے کپڑے نہیں لینے۔ ہم سب ایک ساتھ شاپنگ" کریں گے اور آج ہماری بچی کے ٹھیک ہونے کی خوشی میں ہم کھانا بھی باہر کھا کر آئیں گے۔" حسان انصاری نے اسے اپنا پلین بتایا جو سب پہلے ہی بنا چکے تھے۔

بھائی چلیں نہ ویسے بھی اب ایک ساتھ وقت گزارنے کے موقعے کہاں ملتے" ہیں۔" امل اجلال کے بازو کو پکڑ کر لاڈ سے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے۔" آخر ہار مانتے وہ راضی ہوگیا۔ ویسے بھی آفس اور ساتھ" کورٹ کچہری کے چکروں میں وہ گھن چکر بنا ہوا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ سب شاپنگ مال میں موجود تھے۔ ایشل کے پاس اپنے جمع کیے کچھ پیسے تھے جو وہ ساتھ لے گئی تھی۔ مگر حسان انصاری اور مقدس بیگم نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ اپنے پیسے خرچ نہیں کرے گی جو چاہیے اس کے پیسے بھرنے کے لیے وہ وہاں ہیں۔

کپڑوں کی شاپنگ کے بعد تینوں لڑکیاں اور مقدس بیگم بےبی شاپ میں آگئیں۔ وہ لوگ کپڑے اور کھلونے دیکھ رہی تھیں تبھی ایشل کی نظر گلاس وال سے باہر گئی جہاں اجلال حسان انصاری اور طلال سے باتوں میں

مصروف تھا۔ تبھی کسی بات پر وہ ہلکا سا مسکرایا تو اس کے گال پر گڑھا نمودار ہوا۔

ایک تو یہ شخص مسکراتا بھی ایسے ہے جیسے ہنسنے کا کرایہ لگتا ہو۔" وہ بڑبڑائی۔"

امل جو اسے سوچوں میں گم دیکھ کر اس کے پیچھے آکھڑی ہوئی تھی اس کے بڑبڑانے پر زور سے ہنسی۔

توبہ ڈرا دیا۔" اس کی آواز پر ایشل یک دم اچھلی۔"

کیوں میرے بھائی کی مسکراہٹ کو نظر لگا رہی ہو۔"امل نے بھوئیں آچکا کر شرارت سے پوچھا۔

میں کیوں کسی کو نظر لگانے لگی اور تمھارے بھائی ہنستے ہی کب ہیں جو نظر لگاؤں گی۔" وہ ریک سے کھلونوں اٹھا کر دیکھنے لگی۔

اوہ تو مطلب تم بھائی کو ہی دیکھتی رہتی ہو تبھی تمھیں یہ معلوم ہے۔" امل نے اسے کونی ماری۔

میں کیوں دیکھوں تمھارے ہٹلر بھائی کو اور مجھے سمجھ نہیں آتی یہ لڑکیوں کو" تمھارے جلاد صفت بھائی میں کیا نظر آتا ہے جو انہیں دیکھتے ہی واپس مڑ مڑ کر دیکھتی ہیں اور وہ مسٹر ہٹلر لڑکیوں کو اپنی جانب دیکھتے ہی فوراً چہرے پر مسکراہٹ لے آتے ہیں ویسے ہر وقت سنجیدہ اور سڑے رہتے ہیں۔" جب وہ اجلال کو دیکھ رہی تھی تو کچھ لڑکیوں نے جاتے جاتے مڑ کر اجلال کو دیکھا تھا۔

محترمہ آپ کو مسئلہ میرے سنجیدہ رہنے سے ہے یا لڑکیوں کو دیکھ کر" مسکرانے سے۔" اپنے قریب سے اجلال کی آواز سنتے ایشل کی سیٹی گم ہوئی جبکہ امل اپنی ہنسی روکنے میں لگی تھی۔ اجلال انہیں بلانے آیا تھا لیکن ایشل

کی باتیں سن کر اپنا ارادہ ملتوی کرتے اسے سننے لگا۔ اب حال یہ تھا کہ ایشل شرمندہ کھڑی کبھی امل کو دیکھتی کبھی اسے۔ الفاظ تو زبان پر آہی نہیں رہے تھے۔

اب آپ کچھ جواب دیں گی یا منہ میں دہی جما لیا ہے۔" ایک تو ہر بات میں" طنز لازم تھا۔ امل تو فوراً موقعے سے فرار ہوئی۔ ایشل جواب دینے کے بجائے سائیڈ سے نکلنے لگی جب اجلال نے اس کی کلائی پکڑتے اسے سامنے کیا۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی اور اجلال کے کھینچے پر وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ ایشل کی دل زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ اس حصے میں کھڑے تھے جہاں لوگ ایکا دکا ہی تھے۔

جب میں تمھیں پسند ہی نہیں ہوں پھر میرے سنجیدہ رہنے یا کسی کو دیکھنے یا" ان کو دیکھ کر مسکرانے سے تمھیں کیا مسئلہ ہے؟ بولو۔" وہ ابھی تک اس کی

کلائی پکڑے ہوئے تھا۔ ایشل نے تھوک نگلتے آس پاس نظر دوڑائی مگر کوئی ان کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔" وہ منمنائی۔"

پہلے مجھے جواب دو۔" جب وہ ڈھیٹ تھی تو اجلال کیسے پیچھے رہتا۔"

مجھے کیوں مسئلہ ہو گا اور کا منہ ہے آپ جو مرضی کریں۔آپ کی آنکھیں ہیں"

"... چاہے ان سے ہزاروں لڑکیوں کو دیکھیں اور

شٹ اپ... بہت فضول بولتی ہو تم۔" وہ کچھ اور بولتی اجلال نے اسے"

ٹوکا۔ ایشل نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

میں نے کہا نہ چپ۔ اب اگر تم مجھے اپنی جانب دیکھتی نظر آئیں یا میرے"

بارے میں امل یا طلال سے کوئی بات کی تو سوچ لینا آج ہی ممی پاپا کو بول کر تمھاری رخصتی کرواؤں گا۔ پھر مجھے دیکھتی رہنا اور پھر میرے بارے میں جو

رائے دینی ہو مجھے دینا۔" اجلال نے اس کی سنہری آنکھوں میں آنکھیں گاڑے تنبیہ کی تھی یا ڈرایا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔ ایشل نے شہادت کی انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھتے اسے اشارے سے ہی بتا دیا کہ وہ چپ ہی رہے گی اور ساتھ ہی نظریں اس کے چہرے سے ہٹا گئی۔

اب چپ کر کے ممی لوگوں کے ساتھ جاؤ اور میری بات ذہن میں رکھنا۔""

اس کی کلائی چھوڑتے وہ پیچھے ہوا تو ایشل فوراً وہاں سے غائب ہوئی۔ ایشل کے جاتے اجلال نے گہری سانس بھرتے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ اگر وہ اسے ناپسند کرتی تھی تو وہ بھی اس پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دے گا۔

رات کو وہ سب ہوٹل سے ہی کھانا کھا کر لوٹے۔ اس سارے وقت میں ایشل نے ایک بار بھی غلطی سے بھی اس کی جانب نہیں دیکھا اور خاموش ہی رہی۔ امل نے اس سے پوچھنا چاہا مگر اس نے اسے بھی کچھ نہیں بتایا۔

******

اس دن کے بعد ایشل صبح اجلال کے جانے کے بعد ناشتہ کرتی اور رات کے کھانے پر بھی وہ ایسے ہوتی جیسے اجلال وہاں ہو ہی نہیں۔ چھوٹی والے دنوں میں وہ کمرے سے کم نکلتی تاکہ اجلال سے کم سامنا ہو۔

آج کل اسے اوپر امل والا کمرہ دے دیا گیا تھا اور یہ بھی اجلال کے کہنے پر ہی ہوا تھا مگر ایشل کو اس بات سے بے خبر رکھا گیا تھا۔ وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ وہ اپنا غم بھولنے لگی تھی۔ اس کے زخم مکمل طور پر نہ سہی مگر بھر گئے تھے۔ مقدس بیگم اور حسان انصاری نے اسے ماں باپ کے پیار کی کمی نہیں ہونے دی تھی۔ لیکن پھر بھی بعض دفعہ اس کے دل میں خیال آتا تھا کہ کاش وہ زندہ ہوتے۔

آج مقدس بیگم طلال کے ساتھ تانیہ کو ہسپتال چیک اپ کے لیے لے کر گئی ہوئیں تھیں۔ حسان انصاری آفس گئے تھے کیونکہ اجلال بیمار تھا اور انہوں نے اسے آج جانے نہیں دیا تھا اور اجلال والی بات ایشل کو نہیں معلوم تھی۔ اس لیے وہ خود کو گھر پر اکیلی سمجھ رہی تھی۔ ایشل کچن میں کھڑی دوپہر کے لیے کھانا تیار کر رہی تھی۔ دوپٹہ کرسی پر رکھے وہ کام میں مگن تھی۔

اجلال نیچے آیا تو پورا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف کچن سے کھڑپٹر کی آواز آرہی تھی۔ اسے لگا شاید مقدس بیگم کچن میں ہیں اس لیے وہ پانی پینے کے لیے کچن میں ہی آگیا لیکن سامنے ایشل پر نظر جاتے وہ واپس پلٹا جب آہٹ کی آواز پر ایشل نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک دم اس کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کے چیخنے پر اجلال نے اسے دیکھا جو بغیر ڈوپٹے کے بالوں کو جوڑا بنائے، ہاتھ میں چمچ لیے کھڑی تھی۔

ایشل نے جلدی سے کرسی پر رکھا دوپٹہ اٹھا کر پہنا۔ اجلال اسے گھبرائے دیکھ بغیر پانی پیے ہی لاونج میں آگیا۔ ایشل تو اس کو دیکھ کر چونکی۔ بکھرے بال، لال آنکھیں جن کے نیچے حلقے واضح تھے۔ رف سا ٹراؤزر شرٹ پہنے اسے وہ بیمار لگا۔

کورٹ کچہری کے چکروں میں وہ زیادہ بیمار ہو گیا تھا اور کل آخری پیشی بھگتنے کے بعد وہ گھر لوٹا تو آتے ہی سو گیا تھا۔ سمیر کو سزائے موت اور ماہا کو 20 سال عمر قید ہوئی تھی۔

اجلال کا گلہ خشک ہو گیا تھا مگر وہ اب دوبارہ کچن میں جانا نہیں چاہتا تھا۔ ایک دم اسے زور سے کھانسی اٹھی اور کھانس کھانس کر اس کا سانس رکنے لگا۔ کھانسنے کی آواز پر ایشل کچن سے باہر آئی مگر اجلال کو دہرا ہوتے دیکھ وہ جلدی

سے پانی لیتے اس کے پاس آئی اور گلاس اس کے ہاتھوں میں دیا جسے وہ ایک ہی سانس میں پی گیا۔

"اور لاؤں؟" گلاس پکڑتے اس نے اجلال سے پوچھا جس نے سر ہلا کر اسے اور پانی لانے کو کہا۔ دو گلاس پانی پی کر وہ صوفے پر سر رکھے لیٹ گیا۔

کچن میں واپس آتے ایشل کو خیال آیا نا جانے اس نے صبح ناشتہ کیا تھا یا نہیں۔ مقدس بیگم وغیرہ کو گئے بھی ابھی تھوڑا ٹائم ہوا تھا اور پھر انہوں نے صالحہ بیگم لوگ کی طرف بھی جانا تھا۔

'وہ بھی تو کتنے دن اس کی بیماری میں اس کے ساتھ ہسپتال میں رکا تھا، اگر وہ اس کے بیمار ہونے پر اس کی تھوڑی خدمت کر دے گی تو کون سا گھس جائے گی۔'

یہی سوچتے ایشل نے فرج سے سبزی نکال کر دھوئی پھر اسے جلدی سے کاٹا۔ چاولوں کے لیے چڑھائی یخنی سے تھوڑی یخنی نکالی ساتھ دوسرے چولہے پر چائے چڑھائی۔ لاونج سے اجلال کے کھانسنے کی آواز آئی۔جب اجلال نے پانی مانگا تھا تب وہ پانی کی ایک بوتل اس کے پاس ہی رکھ آئی تھی۔

جتنی دیر میں اس نے سبزی کاٹی چائے بن گئی تھی۔ چائے دو کپوں میں نکال کر اس نے سوپ چڑھایا اور دوپٹہ صحیح کرتے وہ لاونج میں آئی۔ چائے اس کے سامنے رکھ کر بغیر کچھ کہے واپس پلٹ گئی۔ اجلال نے حیرت سے چائے کو دیکھا پھر اسے جاتے دیکھا۔

کچھ دیر میں سوپ تیار کر کے اس نے بخار کی گولی بھی ٹرے میں رکھی اور چاولوں کو دم پر لگاتے باہر آئی۔ وہ خاموشی سے سوپ رکھ کر جانے لگی۔

محترمہ سب کے گھر نہ ہونے کا فائدہ اٹھا کر کہی آپ مجھے زہر دے کر مارنے کا" ارادہ تو نہیں رکھتیں۔" اس کی اتنی مہربانیوں پر اجلال ابھی تک حیرت میں مبتلا تھا۔

مجھے کوئی شوق نہیں کسی کو مارنے کا اور آپ کو مار کر مجھے کیا ملے گا۔" ایشل" دوسری جانب منہ کیے کھڑی تھی۔

آزادی۔" اجلال کے جواب پر وہ پلٹی۔ کیا وہ اس کے بارے میں ایسا سوچتا" تھا۔ ایشل کی آنکھوں میں جلن ہوئی۔ اجلال اسے نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کا سکون اڑا کر خود سوپ پینے لگا۔

ایشل کئی دن سے اس رشتے کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہتی تھی اور آج وہ فیصلہ کر چکی تھی اسے کیا کرنا ہے۔

******

اگلے دن ایشل نے مقدس بیگم اور حسان انصاری کو لاونج میں اکیلے دیکھا تو خود کو انہیں اپنا فیصلہ سنانے کے لیے تیار کرتے مقدس بیگم کے ساتھ خالی جگہ پر بیٹھی۔

"بڑے پاپا، بڑی ماما وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔" اس نے جھجھکتے بات کا آغاز کیا۔

"جی بیٹا کہیں۔" حسان انصاری نے اجازت دی جبکہ اس کا دل لرز رہا تھا کہ وہ اس فیصلے پر ناراض نہ ہو جائیں۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔" اس نے نظر اٹھائی۔

"کیسا فیصلہ؟" مقدس بیگم کے دل میں کہیں یہ خوف آیا تھا کہ وہ اجلال سے علیحدگی کا فیصلہ نہ ہو۔

میں... میں یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے طلا.." اس کے گلے میں آنسو کا گولا پھنسا۔ "مجھے اجلال سے طلاق چاہیے۔ میں یہ رشتہ نہیں نبھا سکتی۔" اس کی آواز لرزی۔ یہ فیصلہ اس کے لیے جتنا مشکل تھا اسے زبان سے ادا کرنا اس سے بھی کہی زیادہ مشکل ہو رہا تھا۔

مگر بیٹا..." مقدس بیگم نے اسے روکنا چاہا تو حسان انصاری نے انہیں روکا۔" بیٹا یہ آپ کی زندگی ہے اور آپ کو اپنے ہر فیصلے کا حق ہے۔" حسان انصاری" کو اس کے فیصلے سے دکھ ہوا تھا مگر یہ اس کی زندگی تھی۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انصاری صاحب؟" مقدس بیگم نے حیرت سے کہا۔" مقدس بیگم ہم لوگوں نے بچی کو اپنا فیصلہ سنایا تھا اور اس نے یقیناً خدیجہ" کے کہنے پر ہاں کی تھی مگر اب اگر وہ اپنی زندگی کے لیے فیصلہ لے رہی ہے تو ہمیں کوئی حق نہیں ہم زبردستی کریں اور ایشل بیٹا آپ پریشان نہ ہو میں

اجلال سے بات کروں گا۔بیٹا یہ مت سمجھنا کہ آپ کے رشتہ ختم کرنے سے ہمارا تعلق ختم ہو جائے گا۔ ہمارے لیے آپ ہماری پیاری بیٹی ہی رہو گی۔" حسان انصاری نے اسے اپنے پاس بلایا۔پھر اس کا ماتھا چومتے اسے سینے سے لگایا۔

بڑی ماما میں آپ لوگوں کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی مگر..." وہ کہنا چاہتی تھی" آپ کے بیٹے کے رویے نے مجھے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا مگر مقدس بیگم کے گلے لگاتے الفاظ دم توڑ گئے اور وہ ان کے سینے سے لگے رو دی۔

ہم اپنی بیٹی کے ساتھ ہیں۔ ہم نے اجلال کو کہہ دیا تھا ہماری بیٹی کا جو بھی " فیصلہ ہو گا ہمیں منظور ہو گا۔" مقدس بیگم نے اس کے آنسو صاف کرتے اسے پیار کیا۔ ایشل کے وہاں سے جانے کے بعد حسان انصاری نے مجتبیٰ صاحب اور سلیم صاحب کو فون کر کے ساری صورتحال بتا دی کیونکہ وہ نکاح

کے گواہان تھے اور ان کے بچوں کے سسرال والے بھی تھے۔ بس شام میں وہ سب کے سامنے اجلال کو وہ ایشل کا فیصلہ سنانا چاہتے تھے تاکہ اجلال اگر جلد بازی میں کچھ غلط قدم اٹھانے لگے تو اسے سمجھانے کے لیے بھی کوئی موجود ہو۔

******

شام میں اجلال گھر آیا تو لاونج میں سب کو جمع دیکھ کر وہ خوش کے ساتھ حیران بھی ہوا وجہ ان کے چہروں پر چھائی سنجیدگی تھی اور پریشانی تھی۔

سب کو سلام کرتے وہ وہی بیٹھ گیا۔

خیریت ہے آپ سب کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟" اس نے ایک نظر سب " کے چہروں پر ڈالی۔

اجلال بیٹا جو بات ہم آپ سے کریں گے آپ کو تحمل سے سننی ہے۔""

حسان انصاری نے بات شروع کی۔

آپ کا لہجہ مجھے ڈرا رہا ہے۔" آخر ایسی کیا بات تھی جو یوں سب کو بلایا گیا تھا"

اور سوائے ایشل کے سب یہیں موجود تھے۔

اجلال بیٹا نکاح صرف دو لوگوں کو ایک دوسرے کو قبول کرنے نہیں بلکہ دل "

سے اس رشتے کو نبھانے کا بھی نام ہے اور جب کوئی ایک اسے نبھانے پر

راضی نہ ہو تو اسے مزید بڑھا کر دونوں کے لیے آگے کے لیے مشکلات پیدا

کرنے سے اچھا ہے اسے وہیں ختم کر دیا جائے۔" حسان انصاری نے بولنا

شروع کیا اور ان کے الفاظ پر اجلال کا دل ڈوبا۔

جی پاپا مگر آپ یہ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟" ایک انجانا خوف دل میں در آیا۔"

ایشل اس رشتے کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی۔ اس نے ہمیں کہا ہے کہ تم اسے"
طلاق دے دو۔" اجلال کو ایک دم سب گھومتا ہوا لگا۔
اس نے یہ آپ سے کہا ہے؟" اجلال کی آواز لرزی۔"
اس نے ہم سے خود یہ کہا ہے۔" مقدس بیگم کے جواب پر اس کے دل میں "
درد اٹھا تھا۔
طلال تم... تم نے مجھے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی اور تم اسے سمجھا سکتے"
تھے۔" اجلال نے سامنے سر جھکا کر بیٹھے طلال سے کہا۔
ہم نے طلال کو منع کیا تھا کہ ایشل نے جو فیصلہ لیا ہے ہم اس کے ساتھ"
زبردستی نہیں کریں گے۔بیٹا یہ نکاح اس نے خدیجہ کے کہنے پر کیا تھا اور اب
اگر اس کے جانے کے بعد وہ یہ ختم کرنا چاہتی ہے تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے مگر
اس کے ہر فیصلے میں اس کا ساتھ دیں گے۔" حسان انصاری جانتے تھے اس

وقت اجلال کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی لیکن وہ کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے تھے۔

یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے تو ٹھیک ہے۔" وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔"

بھائی..." اجلال کے اترے چہرے کو دیکھتے طلال نے اسے پکارا۔"

میں ٹھیک ہوں بس آرام کرنا چاہتا ہوں۔ بس میں اسے چھوڑنے سے پہلے"

اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ طلال اس کے پیچھے

اوپر گیا مگر اس کے کمرے میں جانے کے بجائے ایشل کے کمرے کے

دروازے پر دستک دی۔

ایشل نماز پڑھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی۔

یا اللہ تو مجھے صبر اور حوصلہ دے مالک۔ پتہ نہیں اللہ جی دل اس فیصلے پر بے"

چین کیوں ہے۔ حالانکہ میں اس رشتے پر راضی نہیں تھی بس امّی کی خوشی کے

لیے راضی ہوئی تھی مگر اب جب اسے ختم کر رہی ہوں تو دل اداس ہو رہا ہے۔ اللہ جی میں کسی کی زندگی میں زبردستی شامل نہیں ہونا چاہتی۔ آپ تو جانتے ہیں وہ مجھے کتنا ناپسند کرتے ہیں۔ مگر یہ دل عجیب ہو رہا ہے۔ اللہ جی مجھے اس فیصلے پر قائم رکھ۔" دل کے ساتھ وہ خود بھی جانے کیوں اداس ہو رہی تھی۔ شاید حسان انصاری اور مقدس بیگم کا اس بات پر دل دکھا تھا اس لیے اس کا دل بے چین ہے۔ دعائیں کر کے وہ اٹھی تو دروازے پر دستک کی آواز پر اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے طلال کو دیکھتے اندر آنے کا راستہ دیا۔

تم نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر لیا ہے نہ؟"طلال نے بغیر تمہید باندھنے پوچھا۔"

ہاں۔ تم ضرور ناراض ہو گے مجھ سے ہونا بھی چاہیے میری وجہ سے تم سب" کا فل دکھا ہے۔" ایشل کی نظریں اپنے ہاتھوں پر تھیں۔

تمھارا چہرہ تو کچھ اور کہہ رہا ہے۔" طلال اس کے چہرے پر کچھ کھوجتے ہوئے" بولا۔

دل اداس ہو رہا ہے۔ بڑے پاپا اور بڑی ماما کا میرے اس فیصلے سے دل ٹوٹا " ہے مگر میں کیا کروں طلال میں نہیں رہ سکتی ان کے ساتھ۔" ایشل نے کہنیوں کو گٹھنوں پر ٹکاتے سر ہاتھوں پر گرایا۔

ایک بات یاد رکھنا تم جو بھی فیصلہ کرو گی تمھارا بھائی ہمیشہ تمھارے ساتھ ہو" گا۔ اللہ تمھارے حق میں سب بہتر کرے۔ آمین۔" طلال نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔

تم ناراض تو نہیں ہو؟" ایک ڈر تھا کہ اس کا بھائی اس سے خفا نہ ہو۔"

نہیں یہ تمھاری زندگی ہے اور اس کا فیصلہ کرنے کا حق بھی تمھیں ہے۔ اللہ" تمھیں ہمیشہ خوش رکھے آمین۔" اسے دعائیں دیتے وہ چلا گیا پیچھے ایشل نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا۔ اس کے دل کو کسی پل سکون نہیں آرہا تھا۔

******

اگلے دن اجلال آفس بھی نہیں گیا اور سارا دن کمرے میں بند رہا۔ اپنے وکیل کو اس نے ڈائیورس پیپرز بنوانے کا بول دیا تھا اور اب وہ کچھ وقت کے لیے یہاں سے کہیں دور جانا چاہتا تھا۔

صبح سے کئی بار مقدس بیگم اسے بلانے آچکی تھیں مگر وہ ایشل کے سامنے ابھی نہیں جانا چاہتا تھا۔

وہ بیڈ پر آڑھا ترچھا لیٹا تھا جب مقدس بیگم ایک بار پھر اسے کھانے کے لیے بلانے آئیں۔

اجلال میرا بیٹا کچھ کھالو۔کل رات سے کمرے سے باہر نہیں آئے اور نہ کچھ " کھا رہے ہو۔" مقدس بیگم اس کے سرہانے بیٹھیں۔ اجلال نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں پھر اٹھ کر سر ان کی گود میں رکھ دیا۔اس کا جسم بخار سے تپ رہا تھا۔

ممی میری دعائیں پوری قبول کیوں نہیں ہوئیں؟ وہ... وہ مجھے مل کر بھی میرا" نصیب نہیں بنی ممی۔ کیا اتنے مہینوں میں اس کے دل میں ایک بار بھی میرے لیے محبت کا جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا وہ مجھ سے محبت کرتی وہ بس مجھ سے نفرت نہ کرتی، مجھے ناپسند نہ کرتی۔ ممی اگر وہ میری تقدیر نہیں تھی تو اس سے میری راہیں کیوں جڑیں؟ کیوں وہ مجھ سے ملی؟ کیوں امل ہی اس کی دوست بنی؟ کیوں اس نے مجھ سے نکاح کی حامی بھری؟ کیوں اس نے اس دن میرے حصے کی گولیاں اپنے وجود پر لیں؟ کیوں اس دن مجھے مرنے سے بچایا؟ جب کوئی ہماری قسمت میں نہیں ہوتا تو ہم سے اس کے

راستے کیوں ٹکراتے ہیں؟ کیوں وہ دل کے اس مقام پر آجاتا ہے جہاں سے اسے نکالنا جسم سے جاں جدا کرنے کے برابر ہوتا ہے؟" اس کے کیوں ختم نہیں ہو رہے تھے اور آنسو تھے کہ بہے جا رہے تھے۔ مقدس بیگم نے اسے رونے دیا وہ چاہتی تھیں وہ اپنے اندر کا حال بتائے، غم اپنے اندر نہ رکھے۔ لوگ ہماری زندگی میں اسی لیے آتے ہیں کہ ہم محبت میں انہیں رب سے" مانگیں اور اگر وہ نہ ملیں تو اس بات پر صبر کر جائیں کہ ضرور اس میں اللہ نے ہمارے لیے بہتری رکھی ہو گی اور اگر وہ مل جائیں تو ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے رہیں کہ اس نے ہمیں اس سے نوازا جو ہم چاہتے تھے۔ اس طرح اللہ سے مایوس نہیں ہوتے دیکھنا اللہ سب بہتر کرے گا۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہہ رہی تھیں۔

ممی میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں کچھ وقت کے لیے۔ میں نے وکیل کو طلاق"
کے پیپرز بنانے کا کہہ دیا ہے اور جس دن پیپرز آئیں گے میں یہاں سے چلا
جاؤں گا۔ آپ لوگ... اس کے لیے بہت اچھا رشتہ ڈھونڈیے گا۔ میں نے
اسے بہت تکلیف دی ہے آپ اس کے لیے ایسا شخص ڈھونڈیے گا جو اسے
کبھی تکلیف نہ پہنچنے دے جو اسے خوش رکھے۔ آپ میری بات مانیں گی نہ
ممی۔" وہ انہیں بالکل چھوٹا بچہ لگا جو کسی چیز کی فرمائش کر رہا ہو کہ یہ ایسی ہو ،
ایسی نہ ہو۔
میری جان کچھ کھا لو، ایسے بیمار ہو جاؤ گے بیٹا۔" ان سے اس کی حالت"
ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔
آپ چلیں میں آتا ہوں۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ "
ان کے جانے کے بعد وہ منہ ہاتھ دھو کر نیچے چلا گیا۔

ایشل پہلے ہی کھانا کھا کر اوپر ٹیریس میں کھڑی تھی۔ اجلال کھانا کھا کر اوپر آیا تو ٹیریس میں وہ کھڑی نظر آئی۔ کمزوری اور بخار کی وجہ سے اس سے اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے اس کے برابر آکر کھڑا ہوا۔ ایشل نے گردن موڑ کر آنے والے کو دیکھا۔

عشاء پلیز جانا نہیں۔" ایشل کو مڑتے دیکھ وہ جلدی سے بولا۔ وہ اسے کہنا" چاہتی تھی اسے اس نام سے مت پکارا کرے۔

مجھے پتہ ہے تمھیں میرا تمھیں اس نام سے پکارنا بہت برا لگتا ہے مگر کیا کروں" مجھے تمھیں اس نام سے پکارنے کی عادت ہے۔" وہ سامنے منہ کیے بول رہا تھا۔ ایشل وہیں ریلنگ کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

تمھیں پتہ ہے تم میری واحد دوست تھیں جس سے میں اپنی ہر بات شئیر کرتا " تھا۔ جب تم نے بولنا شروع کیا تو تمھیں میرا نام بہت مشکل لگتا تھا۔ تم مجھے

اجّی بلاتی تھیں۔ چاچو اور چھوٹی امّی تمھیں بولتے تھے کہ اسے بھائی کہو مگر تم کہتیں تھیں یہ اجّی ہے۔ جب تم یہاں سے گئیں تو میں اس نام کو سننے کے لیے ترس گیا۔ تمھارے بعد میرے پاس کوئی دوست نہیں تھا جس سے میں سب شئیر کرتا۔ میں نے اللہ سے بہت کہا وہ تمھیں واپس میرے پاس بھیج دیں اور دیکھو میرے سے زیادہ بدقسمت کوئی ہو گا کہ اس لڑکی کو جسے روز اللہ سے مانگتا تھا اسے اپنے ہاتھوں سے خود سے دور کیا۔ میرے جیسا بدقسمت کون ہو گا جس نے اس لڑکی کو ہر تکلیف دی جسے ہر وقت اپنی تقدیر میں لکھنے کی دعا کی تھی۔" اجلال نے شرٹ کی آستین سے چہرہ صاف کیا۔ وہ خاموش کھڑی بس آنسو بہا رہی تھی۔ پھر اجلال نے اس کی جانب رخ کیا۔

جب تم یونی ورسٹی میں مجھ سے ٹکرائیں تھیں اس دن تمھارے ماتھے پر یہ"
نشان اور یہ آنکھیں دیکھتے مجھے لگا میری عشاء میرے سامنے ہے۔" اجلال نے
اس کے ماتھے پر چوٹ کے نشان کو انگلی سے چھوا۔
کیونکہ یہ چوٹ تمھیں میری وجہ سے لگی تھی۔ تمھیں میں نے سائیکل چلاتے"
اپنے ساتھ ریس لگانے کو کہا تھا اور تم میرے پیچھے بھاگتے بہت بری طرح
گری تھیں اور بہت خون نکلا تھا۔پتہ ہے اس دن میں بہت رویا تھا کیونکہ تم
اس چوٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں تھیں۔" جانے وہ کیا بتانا چاہتا تھا۔
تم سے نکاح کے بعد مجھے اپنا آپ سب سے زیادہ خوش قسمت لگا تھا۔ مگر "
آج جب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس نکاح کے لیے دل سے راضی نہیں تھیں
بلکہ چھوٹی امّی کی وجہ سے راضی ہوئیں تھیں تو میں سوچ رہا ہوں تم آئی ہی
کیوں دوبارہ میری زندگی میں جب میری تقدیر ہی تمھارے ساتھ نہیں جڑی

تھی۔ ساری زندگی میں اللہ سے تمھیں مانگتا ہی رہتا۔ پھر شاید کبھی نہ کبھی اس بات پر صبر آجاتا کہ تم میری نہیں تھیں مگر اب تم میرے نکاح میں ہونے کے بعد الگ ہو رہی ہو تو لگتا ہے اب صبر کی جگہ جان جان جائے گی۔"وہ آج سارا حالِ دل کھول دینا چاہتا تھا۔ ایشل نے اس کی آخری بات پر جھکا سر اوپر کیا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔اس کی سنہری آنکھوں میں آنسو بلکل ایسا ہی منظر پیش کر رہے تھے جیسے غروب آفتاب کے وقت سمندر میں ڈوبتا سورج۔اسے لگا وہ ان سنہری آنکھوں میں ڈوب جائے گا۔ اس نے دو قدم کا فاصلہ طے کرتے اسے سینے سے لگایا۔ ایشل اسے پیچھے ہٹانا چاہتی تھی لیکن اس کے جسم سے نکلتی تپش پر اسے اندازہ ہوا وہ بخار میں تپ رہا ہے۔ اجلال کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر اس کے بالوں میں جذب ہوئے۔ اس سے

الگ ہوتے وہ بنا اس کی جانب دیکھے آگے بڑھ گیا پھر وہ جاتے جاتے واپس مڑا۔ ایشل اڈے ہی دیکھ رہی تھی۔

اگر تم۔۔۔۔" اجلال بولتے بولتے رکا جیسے الفاظ جمع کر رہا ہو۔"

اگر تم نے طلا... طلاق لینے کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔تو بے فکر رہو۔۔۔میں"

تمھارے فیصلے کا احترام کروں گا۔" وہ بول کر رکا نہیں تھا اور ایشل وہ وہیں ساکت رہ گئی۔ اجلال کی آواز کی نمی اور اس کی جھکی آنکھوں میں نمی۔ ہاں اس نے اجلال انصاری کی آنکھوں میں نمی دیکھی تھی جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایشل کو اس کے تپتے جسم کی تپش اب تک محسوس ہو رہی تھی۔ مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

******

اگلے دو دن ان دونوں کا سامنا نہیں ہوا۔ اجلال بخار کی وجہ سے گھر ہی تھا اور آج وہ اپنا سامان پیک کر رہا تھا۔ شام تک اس کی فلائٹ بک ہو جانی تھی۔

"بھائی آپ کے لیے یہ کچھ آیا ہے۔" طلال نے اس کے کمرے میں آتے خاکی کاغذ اس دیا۔ یہ ایشل کی آزادی کا پروانہ تھا وہیں اجلال کے لیے وہ موت سے کم نہیں تھا۔

"طلال اس دراز میں رکھی فائل اور پین مجھے دو۔" ڈائیورس پیپرز ہاتھ میں لیتے وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ طلال نے اسے فائل نکال کر دی۔

اجلال نے وہ کاغذ اس فائل میں رکھا پھر پین بھی اندر رکھتے وہ کھڑا ہوا۔

"یہ... یہ پیپرز اسے دے دو جب وہ سائن کر دے گی پھر میں سائن کروں گا۔"

"بھائی آپ ایک مرتبہ سوچ لیں۔ آپ کہیں تو میں اس سے ایک بار بات کرو۔"

لوگ تو محبوب کی خواہش پر دنیا چھوڑ دیتے ہیں اور اس نے تو بس جدائی مانگی " ہے۔" فائل پکڑتے طلال نے دکھ سے اپنے بھائی کو دیکھا جو چند دن میں کمزور ہو گیا تھا۔

ایشل ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی اس کے ہاتھ میں اجلال کا دیا پینڈینٹ تھا۔ ایشل نے اسے اوپر کرتے گردن پر رکھا پھر اس کا لاک بند کیا۔ طلال دروازے پر دستک دیتے اندر آیا تو اس نے دوپٹہ گلے پر ایسے ڈالا کہ وہ پینڈینٹ اسے نظر نہیں آئے۔

طلال نے فائل اس کے سامنے کی۔

یہ بھائی نے بھیجی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں پہلے تم سائن کر دو۔" فائل پکڑتے" ایشل کے ہاتھ کانپے۔ طلال فائل اسے پکڑا کر چلا گیا تھا۔ ایشل نے کانپتے ہاتھوں سے فائل کھولی۔ اندر ڈائیورس پیپرز تھے۔ اس نے ان دو دنوں میں

خود پر بہت قابو پانے کی کوشش کی تھی مگر دل تو شاید بہت پہلے ہی بدل گیا تھا۔ اسے کہیں نہ کہیں لگ رہا تھا وہ اتنی جلدی طلاق کے کاغذات نہیں بنوائے گا مگر اس کے کہنے پر وہ راضی ہوگیا تھا۔

اس نے پین اٹھاتے سائن کرنے کی کوشش کی مگر آنکھیں دھندلا گئیں۔ اس کی سکت جواب دے گئی تھی۔ نیچے اجلال اپنا سامان رکھ چکا تھا بس اسے ٹکٹ کا انتظار تھا جو اس نے اپنے سیکٹری کو خریدنے کے لیے کہا ہوا تھا اور ابھی تک کوئی فلائٹ خالی نہیں تھی۔

ایشل فائل لیے پہلے اجلال کے کمرے میں گئی مگر وہاں اسے نہ دیکھ کر نیچے بھاگی۔ وہ اسے سامنے ہی فون میں مصروف کھڑا نظر آگیا۔ البتہ اس کی نظر صوفوں پر بیٹھے لوگوں پر نہیں گئی تھی۔ آخری سیڑھی اترتے اس نے فائل

اجلال کے پاس پڑی ٹیبل پر پٹخی۔ اجلال نے موبائل سے نظر ہٹا کر اسے پھر فائل کو دیکھا۔ جبکہ ایشل اس کے پیک ہوئے سامان کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا سمجھتے ہیں آپ خود کو، بہت کوئی ہیرو ہیں یا کہیں کے منسٹر ہیں کہ آپ اپنی ہر بات منوا لیں گے۔" اس کا ضبط جواب دے گیا۔ اجلال کے کوٹ کا گریبان پکڑتے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے اونچی آواز میں بولی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے آپ مجھے اس طرح چھوڑ کر جائیں گے اور میں جانے دوں گی۔ کون کرتا ہے ایسے بولیں۔ پہلے کسی کہ دل میں اپنی جگہ بناؤ اور پھر بیچ راہ میں چھوڑ جاو۔ میں مانتی ہوں یہ نکاح میں نے امّی کی خوشی کے لیے کیا تھا مگر میرا اللہ گواہ ہے میں دل سے راضی تھی۔ مگر آپ نے کیا کیا۔ ہر بار مجھے اگنور کیا، ایسے ظاہر کیا کہ آپ سے زیادہ کوئی مجھ سے نفرت نہیں کرتا اور ہر بات پر مجھ پر طنز کرنا اور سب کے سامنے مجھے باتیں سنانا اسے میں کیا سمجھتی بتائیں۔"

ایشل نے اس کا گریبان نہیں چھوڑا تھا اور صوفوں پر موجود لوگ تو بس خاموش سے اجلال کو بیوی کے ہاتھوں ذلیل ہوتے دیکھ رہے تھے۔

اتنے وقت میں ایک بار، ایک بار بھی آپ نے مجھ سے پیار سے بات کی، پیار" سے بات کرنا تو دور کبھی میرا نام تک بھی نہیں لیا۔ ہاں شروع میں میں آپ کو پسند نہیں کرتی تھی کیونکہ آپ نے مجھے خود سے دور جانے کو کہا تھا اور آپ کی وجہ سے میں اپنی دوست سے الگ ہوئی تھی لیکن نکاح کے بعد میں بدلنے لگی تھی، میرا دل آپ کے لیے بدلنے لگا تھا۔ آپ کے لیے میں ماہا آپی سے لڑی تھی جو آپ پر جھوٹا الزام لگا رہی تھیں کہ آپ کے ان کے ساتھ تعلقات رہے ہیں۔ میں نے ان کی بنوائی تصویریں دیکھ کر بھی انکار کر دیا تھا کیونکہ میرا دل کہتا تھا یہ شخص ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ہسپتال میں آپ نے ایک بار بھی میرا حال نہیں پوچھا کہ تمھیں کہیں درد تو نہیں، ایک بار بھی مجھ سے میری ماں

کا افسوس نہیں کیا۔" اس کا دوپٹہ سرک کر نیچے ہوا تو اجلال کی نظر اس کے گلے میں موجود پینڈینٹ پر گئی۔

میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا۔" وہ ہلکی آواز میں بولا۔"

لیکن آپ نے میرا حال پوچھنے کے بجائے الٹا مجھے ہی باتیں سنا دیں کہ میں" نے آپ کی جان کیوں بچائی؟ آپ نے ہمیشہ مجھ سے روڈلی بات کی اور کبھی جو مجھے مسکرا کر دیکھا ہو مگر نہیں مجھے دیکھ کر تو ایسے چہرے سے مسکراہٹ دور کرتے تھے جیسے میں نے آپ سے قرض لیا ہو یا کچھ چوری کیا ہو؟" اس بات پر اجلال نے سوچا کہ چوری تو کیا ہے دل مگر اس وقت وہ کچھ بولنا نہیں چاہتا تھا۔

آپ... آپ کو پتہ ہے آپ بہت برے ہیں اجّی۔ آپ مجھ سے بالکل پیار نہیں" کرتے۔ پرسوں آپ نے جو کہا سب جھوٹ تھا کیونکہ اگر آپ مجھ سے محبت

کرتے ہوتے تو اسے چھوڑ کر نہیں جاتے۔" اجلال تو اس کے منہ سے اجّی لفظ سن کر ہی ٹھہر گیا تھا۔

کوئی ایسے اپنی محبت کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ ایک بار بھی میرا خیال آیا کہ آپ " کے اعترافِ محبت کرنے کے بعد میرا کیا حال ہوا ہو گا۔ پتہ ہے کتنا برا لگتا تھا مجھے جب آپ کو دوسری لڑکیاں دیکھتی تھی۔ میرا دل کرتا تھا آپ کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دوں۔ مگر نہیں آپ کو تو کوئی محبت ہی نہیں ہے مجھ سے میں ہی پاگل ہو جو آپ کی عادت ڈالے بیٹھی تھی۔" وہ روتے ہوئے سر اس کے سینے سے ٹکا گئی۔ اجلال کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔

سوری مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے پہلے ہی اپنے دل کا حال تمھیں بتانا" چاہیے تھا۔" اس کے گرد بازو باندھتے وہ سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔ باقی سب کے

چہرے کھل اٹھے تھے۔ اجلال کا فون بجا تو اجلال نے ایسے ہی فون کان سے لگایا۔ پھر 'ٹھیک ہے' کہتے فون بند کیا۔

کہیں نہیں جا رہا میں، اب ساری زندگی محترمہ آپ کے کہنے پر چلنے کو تیار" ہوں۔آپ بس حکم کریں اب کیا کرنا ہے آپ کے غلام کو۔" وہ اس کے کان کے پاس جھکتے بولا۔

اہنہہ اہنہہ..." طلال نے گلا کھنکار کے ان دونوں کو سب کی موجودگی کا" احساس دلایا۔ ایشل تو دبک کر پیچھے ہوئی پھر سب کو اپنی جانب تکتا پا کر اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

مبارک ہو بھائی۔"طلال نے اجلال کو گلے لگایا۔"

مقدس بیگم اب خاندان میں ایک اور خوشی کی میٹھائی بانٹنے کا وقت آگیا" ہے۔" انصاری صاحب کی بات پر سب کھلکھلا کر ہنس دیے۔

اجلال نے سب سے پہلے امل کو یہ خبر دی۔ اسے تو پہلے ہی ایشل کی حرکتوں سے لگ رہا تھا وہ اجلال کو پسند کرنے لگی ہے۔ شام تک سارا خاندان ان کے گھر جمع تھا۔ دو ہفتے بعد کہ تاریخ طے کی گئی۔

مجھے تو پہلے ہی شک تھا تم بھائی کو پسند کرنے لگی ہو۔ ویسے بڑی چھپی رستم" نکلی تم۔" وہ سب لڑکیاں ایشل کے کمرے میں جمع تھیں۔ امل ایشل کے گلے میں بازو ڈالے بیٹھی تھی۔

ہاں اور تمھارا اپنے بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے جو میرے کہنے پر فوراً" طلاق دینے پر راضی ہو گئے یہ نہ ہوا بندہ اظہارِ محبت ہی کر دے یا یہ کہہ دے کہ پلیز مجھ سے الگ نہ ہو میرے تمھارے بغیر نہیں رہ سکتا مگر نہیں ساری بچپن کی باتیں بتا کر بس یہ ظاہر کر دیا کہ تم پر تو بچپن سے نظر ہے۔"وہ ہاتھ ہلا ہلا کر بول رہی تھی ۔ایشل کے بولنے کے انداز پر وہ چاروں ہنس دیں۔

کتنا مزا آئے گا نہ اجلال بھائی کی شادی پر۔ میں تو ایشل بھابھی کی سائیڈ سے " شریک ہوں گی اور ساری دودھ پلائی کی رقم بھی مجھے ہی ملے گی۔"زینب جوش سے بولی۔ عینا نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

اسے چھوڑیں یہ ایسے ہی بولتی رہتی ہے، سارا دن فرہان اور امل کے بچوں" کے جانے اس نے کتنے نام سوچ لیے ہیں۔" عینا کی شکایتوں پر زینب نے خفگی سے عینا کو دیکھا۔

پھر مجھے بھی بتاؤ ہم مل کر ان دونوں کے بچوں کے نام رکھیں گے۔" زینب " کا منہ بنتے دیکھ ایشل نے فوراً کہا تو تانیہ اور امل نے اپنا سر پیٹا۔ وہ دونوں اب شروع ہو چکی تھیں اور باقی تینوں بس انہیں سن ہی رہی تھیں۔

******

دو ہفتے پر لگا کر اڑے اور آج ایشل کی رخصتی کا دن آپہنچا۔ کل گھر کے ہی لان میں ان دونوں کی مہندی کی رسم ہو گئی تھی اور اس کے ماموں کے ساتھ اس کی ممانیاں بھی آئی تھیں اور ایشل نے ان کے معافی مانگنے پر انہیں معاف کر دیا تھا یہ کہہ کر کے اس کے ماں باپ کے اصل قاتلوں کو ان کی سزا مل گئی ہے۔

پالر والی ایشل کو تیار کر کے گھر کی باقی خواتین کو تیار کرنے چلی گئی۔ امل کچھ دیر پہلے ہی فرہان کی کال سننے اس کے پاس سے گئی تھی۔ وہ شیشے کے آگے کھڑی ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟" دروازے کی آواز پر اسے لگا امل آئی ہے۔مگر جواب نہ آنے پر اس نے سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا تو ساکت رہ گئی۔ اجلال وائیٹ شیروانی پہنے اس کے سامنے موجود تھا۔

اجلال انصاری کے دل کی ملکہ لگ رہی ہو۔" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا" اس کے ساتھ آکر کھڑا ہوا پھر اس کے ہاتھوں سے چوڑیاں لیتے اس کی کلائی میں ڈالتا ایشل کے دل کے تار چھیڑ گیا۔

چوڑیاں پہنانے کے بعد اجلال نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے پہلے آنکھوں سے لگایا پھر لبوں سے۔ ایشل کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔

شکریہ میری زندگی میں آنے کا۔ میں پوری کوشش کروں گا میری وجہ سے تمھیں" کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچے، تمھاری آنکھوں میں میری وجہ سے کبھی آنسوں نہ آئیں۔ کیا تم زندگی کے ہر موڑ پر میرا ساتھ دو گی؟" اجلال ابھی بھی اس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اس کے پوچھنے پر ایشل نے ہاں میں سر ہلایا۔

"میری زندگی میں تمھارے علاوہ کوئی لڑکی نہیں آئی۔ تم ہمیشہ سے میرے دل میں تھیں، نہ اس سے پہلے کسی نے یہ جگہ لی اور نہ اس کے بعد اور آگے بھی زندگی میں تمھاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔"

"تمھیں معلوم ہے میری ہر دعا، ہر سوچ، ہر خواب میں ہمیشہ تم تھیں۔ تمھارے بغیر زندگی گزارنا ایسے ہی تھا جیسے رنگوں کے بغیر تصویر۔" اجلال نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا پھر جھکتے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔ ایشل کے وجود میں جیسے ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس نے بے اختیار پلکیں بند کر لیں، خوشی کے آنسو پلکوں کی دہلیز پر جھلملا اٹھے، مگر وہ انہیں گرانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے لب بھینچ لیے، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو، مگر چہرے پر بکھری مسکراہٹ سب کچھ عیاں کر رہی تھی۔

اجلال کچھ دیر کھڑا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔

تمھارے چہرے پر میری محبت کے رنگ بکھرے بہت خوبصورت لگ"
رہے ہیں۔" پھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے چلا گیا اور وہ وہی کھڑی اپنی
بے ترتیب دھڑکنوں کو قابو کرنے لگی۔
اس نے آنکھیں بند کر کے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے ایک
خوبصورت دل ہمسفر عطا کیا تھا۔

******

حال۔۔۔

وہ کمرے میں آیا تو ایشل کو وہاں نہ پا کر کمرے سے ملحقہ ٹیریس میں آگیا جہاں وہ
آسمان پر نظریں جمائے چاند کو تک رہی تھی۔ طلال نے اسے بتا دیا تھا کہ

ایشل آج بہت غصے میں ہے اور سجل کی حرکتیں سن کر وہ خوب ہنسا تھا مگر جانتا تھا اس کی بیوی اس بات پر منہ بنائے بیٹھی ہو گی۔

اجلال دبے قدموں اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا پھر اس کے گرد بازو باندھے۔

کیوں ہر وقت منہ سوجائے رہتی ہو؟ بچی ہے تھوڑی بہت شرارتیں تو کرے" گی " وہ ایک دم چونک پھر غصہ ظاہر کرنے کے لیے اجلال کو پیچھے ہٹانا چاہا مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

آپ اور آپ کی بیٹی دونوں ہی ایک جیسے ہیں ہٹلر اور جلاد۔ میری بات تو آپ" دونوں کو ہی سمجھ نہیں آتی۔ وہ بھی فوراً آپ کے پاس سفارش لے کر پہنچ جاتی ہے۔" ایشل چہرہ موڑے روٹھے انداز میں بولی۔ اجلال کو اب روز یہ بات سننے کی عادت ہو گئی تھی کہ وہ اور سجل ایک جیسے ہیں۔

جب تم چھوٹی تھیں تب تمھاری سب سے سفارشیں کرتا تھا اب ہماری بیٹی" کی چھوٹی ہے تو اس کی سفارش کروں گا۔" اجلال نے ایشل کی ناک دبائی۔ ایشل نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا۔ نہیں مطلب ہر بات میں اس کا بچپن ضرور لانا ہوتا تھا۔

اچھا بتاؤ سارا دن کیسا گزرا؟" اب اسے اپنی جانب موڑے وہ پوچھ رہا تھا۔ " آپ کی اس شرارتی اولاد کے ساتھ دن کیسا گزر سکتا ہے۔"ایشل نے آنکھ " سے اشارہ کرتے اسے پیچھے سجل کی موجودگی کا بتایا تو وہ جلدی سے پیچھے ہوا۔ پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے سجل کو گود میں لیا اور اس کے گالوں کو چوما۔

بابا..." اس نے اپنے گالوں پر ہاتھ رکھا کیونکہ اجلال نے جان بوجھ کر اس کے" گالوں سے اپنے گال رگڑے تو اس کی داڑھی کے بال سجل کو چبے۔ اجلال اس کے چیخنے پر زور سے ہنسا جس پر اس کے گالوں کے گڑھے نمایاں ہوئے۔ سجل نے اس کے ہنسنے پر اس کے گالوں میں پڑھنے والے گڑھے پر لب رکھے اور ساتھ خود بھی ہنسی۔ اس کی سنہری آنکھیں شرارت سے بھری تھیں۔ سجل نے آنکھیں اگر ایشل سے چرائی تھیں تو عادتیں اور ڈمپل اجلال سے لیا تھا۔

NOVEL HUT

سجل اسے سارے دن کی روداد سنا رہی تھی اور وہ سر ہلا ہلا کر اس کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ ایشل نے ہتھیلی پر تھوڑی جماتے اسے دیکھا۔

کچھ سال پہلے ان دونوں کی کتنی لڑائیاں تھیں اور کہیں ناپسندیدگی بھی۔ کیا کچھ نہیں سہا تھا دونوں نے مگر ان کی تقدیر کی راہیں ایک ہی تھیں۔ اس کی زندگی

میں اجلال انصاری کے آنے کے بعد غم کم ہو گئے تھے۔ اجلال نے اسے اپنی جانب متوجہ دیکھ کر آبرو اچکائی تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔ اجلال نے ہاتھ بڑھاتے اسے اپنے حصار میں لیا۔ سجل جانے انہیں کیا کیا باتیں بتا رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہے تھا۔ ایشل نے سر اس کے سینے سے ٹکا دیا اور سجل کی باتیں سننے لگی۔

******

NOVEL HUT

ختم شدہ

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

writer's instagram : aleena khan